مکی دور میں مخالفینِ اسلام کا طرزِ عمل

اور

نبوی ﷺ حکمتِ عملی

اول صدارتی و صوبائی ایوارڈ یافتہ

ڈاکٹر محمد رفیق

Marfat.com

Marfat.com

مکی دور میں مخالفینِ اسلام کا طرزِ عمل

اور

نبوی ﷺ حکمتِ عملی

DATA ENTERED

M-29723

ڈاکٹر محمد رفیق

دارالشعور
37۔مزنگ روڈ، لاہور، پاکستان
Email:Info@darulshaour.com
www.darulshaour.com

Marfat.com

297-9921
51

159425

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

☆نام کتاب : مکی دور میں مخالفینِ اسلام کا طرزِ عمل اور نبوی ﷺ حکمت عملی
☆مصنف : ڈاکٹر محمد رفیق
☆اشاعت : 2014ء
☆طبع : دوئم
☆مطبع : طیب شمشاد پرنٹرز، لاہور
☆برائے :

دارالشعور 37 مزنگ روڈ، بک سٹریٹ، لاہور

اہتمام: محمد عباس شاد

042 37239138, 03009426395
Email:info@darulshaour.com
www.darulshaour.com

Marfat.com

فہرست

○ حرف اولیں 12

○ پیش لفظ 13

باب اول:

○ حق و باطل کی کشمکش کا جائزہ 17

۱۔ تاریخ انبیاءؑ کے تناظر میں 30

۲۔ تخلیق آدمؑ اور ابلیس کا کردار 32

۳۔ ابلیس کے مخفی ارادے اور آزمائش 34

۴۔ حق و باطل کی کشمکش کا آغاز 40

۵۔ آدم علیہ السلام و حوا کی آزمائش اور ہدایات الٰہی 43

۶۔ قوم نوح علیہ السلام کے اعتراضات 50

۷۔ قوم ہود علیہ السلام کا متکبرانہ انداز 54

۸۔ قوم صالح علیہ السلام کا باغیانہ رویہ 57

۹۔ قوم ابراہیم علیہ السلام کی ہٹ دھرمی 60

۱۰۔ قوم موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی سرکشی 65

۱۱۔ قوم عیسیٰ علیہ السلام کا معاندانہ رویہ 71

۱۲۔ داعیِ اعظم ﷺ کی تکذیب 75

۱۳۔ ''الاسلام'' تمام انبیاء کا دین 78

○ حوالہ جات 84

Marfat.com

باب دوم:

○ دین حق کی مخالفت کے اسباب ومحرکات 88
۱۔ مذہبی اجارہ داری کے خاتمے کا خوف 89
۲۔ معاشی اجارہ داری کے خاتمے کا خوف 103
۳۔ نسلی وقبائلی تعصب 111
۴۔ عظمت اور اقتدار کے خاتمے کا خوف 123
۵۔ غرور وتکبر 128
۶۔ مسئولیت آخرت سے بے نیازی 140
○ حوالہ جات 155

باب سوم:

○ معاندین حق کا لائحہ عمل 159
1۔ استخفاف واستہزاء کا رویہ 159
2۔ اس طرز عمل کا پس منظر اور مقاصد 163
3۔ استخفاف واستہزاء کے طریقے 166
۱۔ کفار کی نبی کریم ﷺ پر بہتان تراشی 166
۲۔ داعی حق ﷺ کو غضب ناک نگاہوں سے گھورنا 167
۳۔ صحابہ کرام کو داعی اعظم ﷺ سے بدظن کرنے کی چال 168
۴۔ عوام الناس کو آپ ﷺ سے دور رکھنے کی سازش 168
۵۔ ''افترا علی اللہ'' کا الزام 169
۶۔ نبی ﷺ کو طنز ومزاح کا نشانہ بنانا 171
۷۔ نادار صحابہ سے استہزاء 171

Marfat.com

4۔ قرآن مجید کی تعلیمات 174
ا۔ معاندین کے طرز عمل سے صرف نظر کی ہدایت 174
۲۔ کفار کے جھوٹے الزامات کا رد 175
۳۔ سابقہ انبیاء کے واقعات سے رسول اکرم ﷺ کو تسلی دینا 177
۴۔ صبر و استقامت کی ہدایت 179
۵۔ مستہزین کا معاملہ خدا کے سپرد کرنے کی ہدایت 179
۶۔ رنج و محن سے نجات کے لیے حمد و تسبیح کی ہدایت 180
۷۔ آخرت کی ابدی نعمتوں کی بشارت 181
5۔ نبی کریم ﷺ کی حکمت عملی 183
ا۔ عفو و درگزر 183
۲۔ دعوت کا بے دھڑک پرچار کرنا 184
۳۔ جاہلوں سے احتراز 185
۴۔ کفار سے شائستہ رویہ 185
۵۔ فقید المثال حوصلہ 186
۶۔ اہل ایمان کے تزکیہ اور تربیت پر خصوصی توجہ 187
۷۔ عبادت کی حکمت 187
۸۔ رسول رحمت ﷺ کی دلجوئی 189
۹۔ برائی کا جواب نیکی سے دینا 190
6۔ نتائج و ثمرات 191
7۔ ترغیب و ترہیب (تشدد) کی پالیسی 193
ا۔ ترغیب کا معنی و مفہوم 195
۲۔ اس طرز عمل کا نفسیاتی پہلو اور مقاصد 198
8۔ ترغیب اور سازگاری کے حوالے سے طریق کار 202

Marfat.com

۱۔ عتبہ بن ربیعہ کی پیشکش 203
۲۔ قریش کی آپ ﷺ سے اجتماعی سودے بازی کی ناکام سعی 205
۳۔ قریش کے مصالحتی وفود کی "کچھ لو کچھ دو" کی پالیسی 207
۴۔ اہل ایمان کی حوصلہ شکنی کی سازش 210
۵۔ قرآن میں تبدیلی کا مطالبہ 212
۶۔ بحرۃ بن فراس کی پیشکش 213
9۔ قرآن مجید کی ہدایات 214
۱۔ مداہنت فی الدین حرام ہے 214
۲۔ مخالفین کی چالوں سے بچنے کے لیے خصوصی تاکید 216
۳۔ کلام الٰہی میں تغیر و تبدل کے حوالے سے ہدایات 217
۴۔ غرباء و فقرا محبوب باری تعالیٰ ہیں 218
10۔ نبوی ﷺ حکمت عملی 221
۱۔ مخالفین کی ترغیبات پر عدم دلچسپی کا اظہار 221
۲۔ بڑی طاقتوں سے مرعوب نہ ہونا اور اپنا منشور واضح کرنا 224
۳۔ عقائد پر سمجھوتہ نہ کرنے کی واضح پالیسی 226
۴۔ مسکین صحابہ نبی کریم ﷺ کے مقربین خاص 228
۵۔ رسول ﷺ کی صداقت قرآن کی حقانیت کی دلیل 229
۶۔ مخالفین کو تنبیہ کے لیے چیلنج کرنا 230
۷۔ مخالفین کی ہٹ دھرمی پر کنارہ کشی 232
۸۔ مبلغین کا منصب حرص و ہوا سے پاک 232
۹۔ داعیان حق کے لیے اخروی نعمتوں کا وعدہ 233
○ نتائج و اثرات 234
12۔ ترہیب کے مذمومہ مقاصد اور پس منظر 239

Marfat.com

۱۔ترہیب اور پر تشدد طرزِ عمل 242
۲۔خاندانی دباؤ 242
۳۔عمارہ بن ولید کو بطور عوض پیش کرنا 246
۴۔اہل ایمان پر تشدد 247
۵۔نبی کریم ﷺ کے قتل کی سازش 249
۶۔قریش کے نمائندے نجاشی کے دربار میں 251
۷۔ قریش کا بنو ہاشم سے سماجی مقاطعہ 252
۸۔کفار کا نبی ﷺ سے ظالمانہ سلوک 258
۹۔اہل طائف کی ایذا رسانی 260
۱۰۔رسول رحمت ﷺ کے متعلق کفار کا آخری فیصلہ 263
13۔ قرآن مجید کی تعلیمات 266
۱۔استقامت اختیار کرنے کا حکم 266
۲۔ایذا رسانی پر درگزر 266
۳۔مصائب پر صبر کی تلقین 267
۴۔ جنگ وجدل سے بچنے کی تاکید 268
۵۔ہجرت کی اجازت 269
۶۔آزمائشوں پر تسلی 273
۷۔مصائب کے بدلے جنت کی خوش خبری 274
۸۔دعوت حق پر ڈٹ جانے کا اعلان 275
۹۔مخالفین کو تنبیہ کرنا 276
14۔ اسوہ رسول ﷺ 277
۱۔دھمکیوں سے مرعوب نہ ہونا 277
۲۔صحابہ کرام کی تربیت 279

Marfat.com

۳۔ دعوت حق کے لیے سب کچھ قربان کرنے کا عزم 280
۴۔ کڑے حالات میں بھی تبلیغ جاری رکھنا 281
۵۔ مشکل وقت میں مضطرب نہ ہونا 283
۶۔ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ 285
۷۔ تبلیغ کے لیے مختلف مقامات کو ہدف بنانا 285
۸۔ سخت ایذا رسانی پر بھی دعا کرنا 286
۹۔ حالت ضعف میں غیر مسلم کی سرپرستی حاصل کرنا 286
۱۰۔ دعوت کی نئی حکمت عملی 288
15۔ نتائج و اثرات 289
○ حوالہ جات 298

باب چہارم:

○ دعوت دین کے خلاف پروپیگنڈا مہم ____________ 305
1۔ پس منظر اور مقاصد 306
2۔ پروپیگنڈا کے مختلف انداز 310
۱۔ افسانوں سے قرآن کے مقابلہ کی سعی 311
۲۔ قرآن کی مثل لانے کا پروپیگنڈا 312
۳۔ ''پہلے لوگوں کے قصے'' کہہ کر قرآن کا رد کرنا 312
۴۔ غیر اخلاقی سرگرمیوں کا جال بچھانا 313
۵۔ قریشی سرداروں کی بے بسی اور یہود سے مشاورت 314
۶۔ فضول بحثوں میں الجھانے کی کوشش 315
۷۔ تلاوت قرآن پر کفار کی سخت برہمی 322
۸۔ قرآن پڑھنے پر کفار کا شوروغل کرنا 323

Marfat.com

۹۔امراء کو بھٹکانے کے لیے قرآن حکیم کے خلاف پروپیگنڈا 324
۱۰۔قرآن کے متعلق شکوک پیدا کرنے کی کوشش 326
۱۱۔ یہود کا قرآن حکیم کے متعلق پروپیگنڈا 326
3۔ قرآن حکیم کی ہدایات 329
۱۔فنون لطیفہ کا محاذ اور قرآنی تعلیمات 329
۲۔اہل کتاب سے پوچھے گئے آزمائشی سوالات 334
۳۔عقائد باطلہ کے رد میں قرآنی ہدایات 339
۴۔تلاوت قرآن سے متعلق کفار کے رویے پر قرآنی ہدایات 343
۵۔قرآن مجید پر قریش کے اعتراضات کا جواب 343
4۔ نبی رحمت ﷺ کا اسوہ حسنہ 354
۱۔مخالفین کی منفی سرگرمیوں پر کان نہ دھرنا 354
۲۔اہل ایمان کے لیے جنت کی بشارات 355
۳۔صحابہ کرام کی وحی الٰہی کے مطابق تعلیم و تربیت 355
۴۔مخالفین کی بے بسی پر مطعون نہ کرنا 356
۵۔مخالفین کے لیے جذبہ ہمدردی 356
۶۔باطل عقائد کا شدت سے رد کرنا 357
۷۔دعوت حق کی بے باکی سے تبلیغ کرنا 357
۸۔قرآن کی تضحیک پر حکمت عملی 358
۹۔نبی رحمت ﷺ کی زندگی بطور دلیل و حجت 359
۱۰۔اتباع وحی کی تاکید 359
۱۱۔مخالفین کو دلائل سے قائل کرنا 360
5۔ نتائج و اثرات 362
○۔ حوالہ جات 364

Marfat.com

باب پنجم:

○ داعی حق ﷺ کے خلاف پروپیگنڈا مہم ____ 367
1۔ پروپیگنڈا کے مختلف طریقے 368
2۔ مشرکین کے چند جھوٹے الزامات (نعوذ باللہ) 369
۱۔ شاعر، کاہن، مجنون اور ساحر ہونے کا الزام 369
۲۔ "ابتر" کہہ کر تحقیر کرنا 373
۳۔ صابی اور کاذب کہہ کر بدنام کرنا 373
۴۔ خاندانی روایات سے انحراف کا الزام 374
۵۔ آبائی دین سے انحراف کا الزام 375
۶۔ جسمانی ایذا رسانی اور جھوٹا کہہ کر بدنام کرنا 376
۷۔ باہر سے آنے والے امراء اور سرداروں کو بہکانا 376
۸۔ نومسلموں کو داعی حق سے بدظن کرنے کی سعی 378
۹۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرنا 379
3۔ داعی حق کے خلاف مہم میں اہل حق کے لیے ہدایات 381
۱۔ اہلِ ایمان کی تسلی و تشفی 381
۲۔ صبر اور ذکر الٰہی کی تلقین 383
۳۔ اللہ پر توکل 385
۴۔ کسی صورت وعظ و تبلیغ ترک نہ کرنا 387
۵۔ منفی پروپیگنڈا کو خاطر میں نہ لانا 388
۶۔ بددل نہ ہونا 389
۷۔ نبی کریم ﷺ کے اخلاق عالیہ کا تذکرہ عام کرنا 391
۸۔ کفار کو سخت تنبیہ کرنا 393

Marfat.com

۹۔ انعاماتِ الٰہیہ کے ذریعے داعی اعظم ﷺ کو تسلی دینا 394
۱۰۔ اتباعِ رسول، محبتِ الٰہی کی اساس 395
4۔ نبی اکرم ﷺ کی حکمتِ عملی 396
۱۔ صبر و تحمل کا مظاہرہ 396
۲۔ مخالفین سے الجھنے سے گریز 397
۳۔ ذکرِ الٰہی ہر غم کا مداوا 398
۴۔ اعلیٰ اخلاق و کردار کے پیکر 399
5۔ نتائج و اثرات 400
○ حوالہ جات 405
○ مصادر و مراجع 407

☆......☆......☆

Marfat.com

حروفِ اوّلیں

امام الرسل ﷺ کی حیات طیبہ رہتی دنیا تک کل انسانیت کے لیے "اسوہ حسنہ" ہے۔ آپ کی نبوت کو جامعیت کا وہ مقام حاصل ہے کہ جس کے سبب دینی معتقدات سے لے کر حیات دنیوی کے ہر شعبے پر اصولی رہنمائی ملتی ہے۔ حیات انسانی کا کارواں نبوی رہنمائی میں بتدریج آگے بڑھتا ہے اور روحانی اور دنیوی ترقی کی منازل طے کرتا چلا جاتا ہے۔ آپ کی حیات طیبہ کا مکی دور دینی اور اعتقادی اہمیت کے ساتھ ساتھ معاشرتی اور سیاسی حوالے سے بھی بہت اہم ہے اس دور کو بالعموم محض تصحیح عقائد اور دور مظلومیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جبکہ اس دور کی حیثیت بنیادی واساسی اس میں عقائد کی پختگی اور تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ اسلامی ریاست کے ابتدائی خدوخال بھی موجود ہیں۔ (اہل علم اسے "خلافت باطنہ" سے بھی تعبیر کرتے ہیں) قبائل عرب کی دینی وسیاسی مزعومہ ذہنیت کا ادراک بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے کفار مکہ کی طعن وتشنیع، الزامات اور جوروستم کے بالمقابل ہدایات الٰہی کی روشنی میں فراست نبوی ﷺ کی ایک مخصوص اور مؤثر حکمت عملی بھی ہمیں دکھائی دیتی ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ، والذین معہٗ نے استقامت اور تواصوا بالحق اور وتواصوا بالصبر کی شاندار حکمت عملی کے سبب ایک طرف معاندین حق کی سازشوں کو ناکام بنایا اور دوسری طرف ابنائے مکہ کے دل میں طلب حق وصداقت کی قندیلیں روشن کیں، جو بالاخران کے قبول اسلام کا سبب بنیں۔ کتاب حکمت۔ قرآن کریم۔ نے ایسے مواقع پر جس طرح ہمہ پہلو رہنمائی کر کے مخالفین کی ایک ایک سازش کو ناکام بنایا اور ان کے پروپیگنڈے کے اثر کو زائل کیا۔ اس میں آج کی مظلوم اقوام اور اقلیتوں کے لیے بھی رہنمائی کے اصول موجود ہیں۔

فاضل مؤلف ڈاکٹر محمد رفیق صاحب نے مکی عہد نبوی کے مطالعے کو اپنا موضوع بنایا ہے اور بڑی تحقیق وتدقیق وعرق ریزی کے ساتھ، سیرت نبوی کے واقعات سے نتائج کا استنباط کیا ہے۔ مکی دور اور عصر رواں میں مماثلتیں تلاش کر کے امت کو نبوی رہنمائی کے اصول بتائے ہیں۔ جو آج کے معاندین حق کے پروپیگنڈے والزامات کا ابطال کر سکتے ہیں۔ مطالعہ سیرت کی یہ جہت امت کو کئی پہلوؤں سے رہنمائی مہیا کرتی ہے۔ فاضل مؤلف کی تمام تر تحقیق کے باوجود یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے اس پہلو کا حق ادا کر دیا ہے تاہم یہ ضرور ہے کہ انہوں نے بڑی دردمندی لیکن استنادی حیثیت کے ساتھ استشہاد کرتے ہوئے اپنے حاصل مطالعہ کو پیش کر دیا ہے۔

فاضل مؤلف کی تحقیقی پذیرائی اس طرح ہوئی کہ انہیں آل پاکستان مقابلہ کتب سیرت 2013ء میں اول آنے کا اعزاز رفیع حاصل ہوا۔ اور کشور پنجاب میں بھی یہی اول انعام کے مستحق ٹھہرے۔ کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں کئی پہلوؤں سے اضافے کیے گئے ہیں۔ کچھ حوالوں کی تصحیح، تجزیہ اور نتائج کو شامل کتاب کیا گیا ہے نیز عصری مسائل کے حوالے سے بڑا ہی سیر حاصل مواد شامل کتاب کر کے آج کے دور کے مسلمان کو احساس کمتری سے نکالنے کی سعی کی ہے۔ اللہ کریم اسے شرف قبولیت سے نوازیں۔ ان کے علم وعمل میں برکت دے اور امت کو نقوش سیرت کی رہنمائی میں اپنی حکمت عملی کی ترتیب وتصویب کی توفیق عطا فرمائے۔

طالب شفاعت نبوی: حافظ محمد سعید احمد عاطف (جامع مسجد تقویٰ پنجاب سوسائٹی لاہور)

Marfat.com

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے داعی اعظم نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس کو قیامت تک کے لیے اعلیٰ نمونہ عمل ٹھہرایا ہے۔ یقیناً جن ہستیوں نے بھی نبی رحمت ﷺ کی حیات طیبہ کو اپنایا عزت ووقار ان کا مقدر ٹھہرا ہے اور جن لوگوں نے آپ ﷺ کی بے نظیر سیرت سے روگردانی اختیار کی ذلت وپستی ان سے چمٹ کر رہ گئی۔ عصری صورتحال میں اہل اسلام کی حالت زار کسی سے ڈھکی چھپی نہیں لہٰذا مسلمانوں کی انتہائی ناگفتہ بہ حالت کے پیش نظر، معاصر حالات کے تقاضا کے تحت داعی اعظم ﷺ کی مکی زندگی میں مخالفین اسلام کے طرز عمل اور نبوی حکمت عملی کا جائزہ لینے کی سعی کی گئی ہے تاکہ اس سے استفادہ کر کے عصری صورتحال کے حوالے سے کوئی جامع لائحہ عمل سامنے لایا جاسکے۔

عصری صورت حال کے اعتبار سے مسلمانوں کو ایک ہمہ گیر چیلنج مجموعی طور پر ساری غیر اسلامی دنیا کی طرف سے ہے۔ وہ استخفاف واستہزاء، ترغیب وتحریص، تشدد پسندی، منفی پروپیگنڈا اور مسلح مزاحمت کے رجحانات ہیں۔ عالمی سطح پر ایسا لٹریچر معرض وجود میں آیا، ایسی کتب کی بھرمار کر دی گئی ہے۔ جس میں قرآن مجید، حضور اکرم ﷺ اور امت مسلمہ پر اس قدر بھونڈے اور تاریخی مغالطوں سے بھرپور اعتراضات کیے جارہے ہیں جیسا کہ عہد رسالت میں کیے گئے۔ آج کی دنیا میں کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں مسلمان باقاعدہ تعصب اور پرتشدد طرز عمل کا شکار ہیں جس طرح کہ عہد نبوی ﷺ میں تشدد اور مخالفت کا رویہ اختیار کیا گیا۔ گویا عہد نبوی ﷺ میں مخالفت اسلام کے طریقوں اور عصر حاضر میں مخالفین کے اختیار کردہ طریقوں میں ایک موضوعی اور معروضی مماثلت پائی جاتی ہے۔ اگر دنیا کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں کو درپیش صورت حال کے حوالے سے دعوتی حکمت عملی مرتب کر لی جائے تو اس سے بہت سے درپیش مسائل کا ازالہ ہوسکتا ہے۔

Marfat.com

اگر اس وقت عالم اسلام کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں کی حالت ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اگر اس حالت کو نبی اکرم ﷺ کی مکی زندگی کے مختلف مرحلوں کی مناسبت سے دیکھا جائے تو کسی جگہ مسلمانوں کی حالت آپ کی مکی زندگی کے ابتدائی ایام سے مشابہت رکھتی ہے۔ یعنی عقائد میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور مخالف قوتیں ان سے خائف نہیں۔ کسی جگہ وہ اقلیت میں ہیں اور اس ملک کی حکومت یا بااثر طبقے، ان کے خلاف پر تشدد انداز اختیار کیے ہوئے ہیں۔ وہ متعصبانہ رویے کا شکار ہیں اور مسلمان اس حال میں نہیں کہ اپنے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں کا مقابلہ کرسکیں۔ یہ کیفیت بھی مسلمانوں کو آغاز اسلام میں ایک مرحلے پر درپیش ہوئی۔

دنیا کے بعض خطوں میں مسلمان ایک قوت کی صورت میں موجود ہیں۔ وہاں کی غیر مسلم آبادی اور حکومت انہیں ایک طاقت سمجھتی ہے لیکن ان سے خائف ہے۔ اس لیے مسلمانوں کے ساتھ ''کچھ لو اور کچھ دو'' سازگاری اور سودے بازی کر کے بظاہر کوشش کی جاتی ہے کہ مسلمان بھی دیگر مذاہب کے ساتھ آرام سے رہیں۔ لیکن انہیں ان کی دعوتی جدوجہد کی ہرگز اجازت دینے کے روادار نہیں۔ اس ''سازگاری'' کا مقصد بھی یہی ہے کہ مسلمان اپنی دعوتی سرگرمیوں سے رک جائیں۔ دنیا کے بعض خطوں میں مسلمان منظم قوت ہیں۔ انہیں دیگر مذاہب کے ساتھ براہ راست سامنا ہے۔ وہ تعداد اور قوت کے اعتبار سے نظر انداز نہیں کیے جاسکتے اور نہ ہی ان کا مقابلہ قوت کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ اگر عہد نبوی ﷺ کے مختلف مرحلوں کے حوالے سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا کہ ان علاقوں میں مسلمانوں کا واسطہ اس دور سے ہے جب اسلام، قرآن اور نبی اکرم ﷺ کو شدید اعتراضات اور بے بنیاد پروپیگنڈے کا نشانہ بنایا گیا۔

نبی اکرم ﷺ کو مختلف ادوار میں مزاحمت و مخالفت کی مشکل شکلوں کا سامنا کرنا پڑا۔ قرآن مجید کے ذریعے ہر دور کے لیے ایک لائحہ عمل دیا جاتا ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے اس رہنمائی کے مطابق اس مزاحمت کا توڑ کیا اور ہر دور کے تقاضوں کی

Marfat.com

مناسبت سے نازل ہونے والی حکمت عملی کے مطابق صحابہ کرامؓ کی تربیت کی۔

اس وقت مسلمان دنیا میں کہیں تو مخالفین کی طرف سے استخفاف و استہزاء کا شکار ہیں ہم اس ابتدائی مرحلے میں نازل ہونے والی آیات کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ کی حکمت عملی کا مطالعہ کریں اور دنیا کے جس حصے میں مسلمان استخفاف و استہزاء کا شکار ہیں انہیں نبوی طریق اختیار کرنے کی تلقین کی جائے۔ جہاں مسلمان پُر تشدد مزاحمت کا شکار ہیں ان کی راہنمائی اور ان کے لیے لائحہ عمل اس انداز سے مرتب کیا جائے کہ اس دور میں نازل ہونے والی آیات کی روشنی میں نبی آخر الزماں ﷺ کی حکمت عملی کا مطالعہ کیا جائے۔

مسلمانوں کو یہ مسئلہ بھی درپیش ہے کہ دنیا کے کسی بھی خطے میں وہ دور نبوی ﷺ کے اعتبار سے مخالفت کے جس مرحلے سے بھی دوچار ہیں ان سب کے لیے ایک ہی انداز تبلیغ و دعوت سے کام لے رہے ہیں۔ حالانکہ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ احکام قرآن مجید اور اسوہ نبوی ﷺ کے مطابق انداز دعوت اختیار کیا جائے۔

لہٰذا اس تاریخی اور عصری تناظر میں اس موضوع کا انتخاب کیا گیا ہے کہ عہد نبوی ﷺ اور موجودہ دور میں اسلام کی مخالفت کے پس منظر، مخالفین کے طریق کار اور تحریک دعوت دین کے مختلف مرحلوں پر نازل ہونے والی قرآنی ہدایات اور نبوی حکمت عملی کا مربوط مطالعہ کرتے ہوئے دور جدید میں دنیا میں مسلمانوں کو دعوت دین کے حوالے سے درپیش صورت حال کے لیے لائحہ عمل مرتب کیا جائے۔ کیونکہ اس امت کی تجدید و اصلاح کے لیے جس نظریہ اور فکر نے صدر اول میں رہنمائی کی، آج بھی اسی کو اپنا کر کامیابی ممکن ہے۔

آج داعیان حق کی ہمہ جہت کوششوں کو اگر نبوی حکمت عملی کی ہمہ پہلو و مدبرانہ رہنمائی میسر آ جائے تو مزاحمتوں کو کم کر کے بہت سے دینی نتائج و اہداف کا حاصل کیا جانا ممکن ہے۔ کہاں اعراض ہے کہاں صبر و تحمل کے مظاہر ہیں، کہاں عزت نفس پر حملوں کو برداشت کرنا اور کسی بھی موقع پر ایسے ردعمل سے گریز کرنا ہے جو دینی مقاصد کے حصول میں سد راہ بن جائے۔

Marfat.com

اگر ہم آج اسوہ نبوی ﷺ کی کرنوں سے کفر و ظلم کے اندھیروں کو دور کرنا چاہتے ہیں تو نبوی فراست اور برداشت جیسے اوصاف سے اعدائے دین کو بہت سے محاذوں پر ناکام کیا جا سکتا ہے۔

داعی اعظم ﷺ کی حکیمانہ فراستوں، مدبرانہ حکمت عملی اور قرآنی ہدایات پر آپ کے کمال درجے کے عمل اور پھر اس پر استقامت و مداومت کی ایک جھلک ہے۔ یقیناً اس کاوش میں سیرت کے تمام گوشوں کا استحصا ممکن نہیں ہو سکا لیکن اپنی سی ایک منفرد کوشش و سعی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی اکرم، داعی اعظم، رحمت اللعالمین ﷺ کی سیرت عالی کی شاندار صف میں ہمارے ادنیٰ شمول کو قبول فرما کر وسیلۂ شفاعت بنائے۔ آمین

جملہ قارئین سے دعائے خیر کے ساتھ ساتھ التماس ہے کہ مضمون کتاب کے تناظر میں کسی کمی، کوتاہی اور علمی لغزش و قلمی سبقت کی نشان دہی کر کے ممنون فرمائیں۔

ڈاکٹر محمد رفیق
(خالد روڈ شیخوپورہ)
0300-4501537

☆......☆......☆

Marfat.com

باب اول:

حق و باطل کی کشمکش کا جائزہ

خالق کائنات نے بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے لیے جو نظام تجویز فرمایا، اس کو ''اسلام'' کے عنوان سے موسوم فرمایا۔ چنانچہ اسلام ہی وہ ''دین حق'' ہے جو سلسلۂ نبوت کے اولین تاجدار جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے سلسلۂ ہادیان برحق کی بعثت کا حقیقی سبب ہے۔

چونکہ یہ سلسلہ نبوت و رسالت انسانوں کی سب سے بڑی اور اہم ترین ضرورت تھی۔ کیونکہ دنیا میں انسان کو فکر و عمل کے بے شمار ضابطوں اور نظریات سے واسطہ پڑنا تھا۔ ظاہر ہے وہ سب کے سب عقائد و نظریات اور خیالات و تصورات کا بیک وقت حق ہونا ممکن نہ تھا اس لیے کہ حق تو ایک ہی ہو سکتا ہے اور اس کے علاوہ جتنی بھی راہیں ہیں وہ سب باطل ہوں گی اور یقیناً حق پر گامزن کرنے والی صرف ایک ذات اقدس خالقِ حقیقی کی ہستی ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

وَعَلَى اللهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ [1]

''اور سیدھا رستہ تو خدا تک جا پہنچتا ہے اور بعض رستے ٹیڑھے ہیں (وہ اس تک نہیں پہنچتے)''

یقیناً خالق حقیقی نے جس طرح انسانوں کی حیوانی زندگی کی ایک ایک ضرورت کو پورا کرنے کا اتنی دقیقہ سنجی کے ساتھ اتنے بڑے پیمانے پر انتظام و انصرام فرمایا۔ بھلا کیسے ممکن تھا کہ وہ انسانی زندگی کی سب سے بڑی ضرورت کو فراموش فرما دیتا۔ اس لیے مالک کائنات نے انسانوں کی روحانی بالیدگی و نشو و نما کے اعلیٰ ترین نظام کے لیے فقید المثال بندوبست فرمایا۔

Marfat.com

چنانچہ خالق کائنات نے جب سب سے پہلے انسان اور پیغمبر جناب آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجا تو انہیں تاکید فرمائی:

فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۝ [2]

"جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اسکی پیروی کرنا کہ) جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہونگے"

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ھدیٰ سے مراد ہے: "کتاب ورسول" [3]

اس طرح مالک حقیقی نے زمین پر برپا ہونے والے معرکۂ حق و باطل میں غلبۂ حق کی واحد شکل ہدایت کی اتباع میں رکھی۔ چنانچہ حکم ربانی سے حضرت آدمؑ نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت وحی الٰہی کی روشنی میں فرمائی۔ لہٰذا ایک مدت تک تو اولادِ آدم "امة واحدة" کی صورت میں آدمؑ کی تعلیمات پر گامزن رہی لیکن جب وہ روئے زمین پر پھیلنے لگی تو ان میں سے نیک فطرت اور متقی لوگ تو جادۂ حق پر گامزن رہے لیکن بدخصلت لوگ راہ حق سے بھٹک گئے۔ جس سے جہالت و ضلالت اور کفر و شرک کی متعدد صورتیں رونما ہوئیں۔ اس طرح نسلِ آدم کی اکثریت حق سے بیگانہ ہوگئی۔

سید قطب شہید لکھتے ہیں:

"جب آدم و حوا اور ان کا خاندان ایک ہی نہج اور ایک ہی تصور پر قائم تھے اور تصورات و اعتقادات میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہ تھا پھر ایک زمانہ گزرنے کے بعد ان کی تعداد میں اضافہ ہوگیا اور اولاد آدم علیہ السلام روئے زمین پر پھیل گئی۔ ان کے معاش کے ذرائع بھی جدا جدا ہو گئے اور ان کی چھپی ہوئی فطری صلاحیتیں اور طبعی قوتیں ظاہر ہوگئیں تو ان کے تصورات میں بھی اختلاف پیدا ہوا۔ ان کے مناہج زندگی بدل گئے اور ان کے معتقدات میں تنوع

Marfat.com

اور نیرنگی پیدا ہوگئی۔'' [۴]

مولانا مودودی فرماتے ہیں:

''اسی طرح جہالت کی وجہ سے شرک اور بت پرستی کی بہت سی صورتیں پیدا ہوگئیں جن سے بیسیوں مذہب نکل آئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل دنیا کے مختلف حصوں میں پھیل چکی تھی۔ مختلف قومیں بن گئی تھیں۔ ہر قوم نے اپنا ایک نیا مذہب بنا لیا تھا اور ہر ایک کی رسمیں الگ تھیں۔ خدا کو بھولنے کے ساتھ اس قانون کو بھی بھول گئے تھے جو حضرت آدمؑ نے اپنی اولاد کو لکھایا تھا۔'' [۵]

چنانچہ اولاد آدم علیہ السلام اختلافات کی بنا پر انتشار و افتراق میں پڑ گئی۔ ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ [۶]

''اور (سب) لوگ (پہلے) ایک ہی امت (یعنی ایک ہی ملت پر) تھے پھر جدا جدا ہوگئے''

یوں نسل انسانی ایک امت سے کئی گروہوں میں منقسم ہو کر رہ گئی اور باہم اختلافات کا شکار ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے مختلف اوقات میں مختلف علاقوں کے اندر اپنے برگزیدہ انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ [۷]

''(پہلے تو سب) لوگوں کا ایک مذہب تھا۔ (لیکن) وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے تو خدا نے (ان کی طرف) بشارت دینے اور ڈر

Marfat.com

سنانے والے پیغمبر بھیجے۔اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کا ان میں فیصلہ کردے۔

اس طرح نوح علیہ السلام روئے زمین پر پہلے رسول تھے جنہیں نسل آدمؑ کے بگاڑ پر اصلاح کے لیے مبعوث فرمایا گیا۔اس کی تصدیق حدیث شفاعت سے بھی ہوتی ہے کہ نوح علیہ السلام ہی اولین اولوالعزم رسول ہیں۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق لوگ ان کے پاس شفاعت کے لیے جائیں گے اور کہیں گے:

"یا نوح انت اول الرسل الی الارض و سماك الله عبدا شکورا ......" ۸

(اے نوح علیہ السلام آپ روئے زمین پر پہلے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبدالشکور یعنی شکر گزار بندہ سے موسوم کیا ہے۔)

اس طرح نوح علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کے درمیان دس قرن تھے اور ان زمانوں کے لوگ حق اور شریعت کے پابند تھے۔پھر اختلاف کے بعد اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث فرمایا۔حافظ ابن کثیر نے ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے:

قال ابن عباسؓ : "کان بین نوح و آدم عشرة قرون، کلهم علی شریعة من الحق، فاختلفوا، فبعث الله النبیین مبشرین و منذرین" ۹

(حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت نوحؑ اور حضرت آدمؑ کے درمیان دس قرن تھے اور وہ تمام شریعت حق پر تھے پھر انہوں (اقوام) نے اختلاف کیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا جو خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے ہیں۔)

صاحب تدبر قرآن لکھتے ہیں:

"اللہ نے تو ایک ہی دین دیا اور ایک ہی امت بنائی لیکن لوگوں نے

Marfat.com

دین میں اختلاف کیا اور اس کے نتیجے میں تحزب اور گروہ بندی میں مبتلا ہوئے۔ تو اللہ نے اپنے انبیاء بھیجے کہ وہ لوگوں کو دین میں اختلاف کے نتائج بد سے آگاہ کریں اور حق پر رہنے والوں کو کامیابی اور نجات کی خوشخبری سنا دیں۔ اللہ نے ان نبیوں کو کتابیں عطا فرمائیں، یہ کتابیں حق یعنی قول فیصل کے ساتھ اتریں تا کہ ان تمام نزاعات کا جو دین حق میں پیدا کر دی گئی تھیں، فیصلہ کر کے از سر نو حق کو اجاگر کر دیا جائے۔"[10]

اس طرح نبوت و رسالت اور صحائف و کتب کی شکل میں ایک ایسی میزان قائم کر دی گئی جس کی جانب اختلاف کرنے والے رجوع کر کے حق کو پا سکتے ہیں۔

چونکہ یہ اختلاف سراسر بغض و عناد پر مبنی تھا جس میں اصلاح واحوال اور حسن نیت کا رتی برابر بھی عمل دخل نہ تھا بلکہ دلائل و براہین آچکنے کے بعد خالصتاً ذاتی اغراض و مقاصد کے تحت حق و صداقت کو مشتبہ بنانے کی سرتوڑ کوششیں کی گئیں۔ اس طرح دو گروہ وجود میں آئے جن میں سے ایک گروہ نے دنیوی مال و متاع کے لیے اختلاف کو ہوا دی جبکہ دوسرے گروہ اہل ایمان کی خالق حقیقی نے رہبری فرما کر ان پر حق کو کھول دیا اور وہ صراط مستقیم پر گامزن رہے۔ ارشاد ہے:

وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۖ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ۗ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿﴾ [11]

"اور اس میں اختلاف بھی انہی لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی باوجود یکہ ان کے پاس کھلے ہوئے احکام آچکے تھے (اور یہ اختلاف انہوں نے صرف) آپس کی ضد سے (کیا) تو جس امر حق میں وہ اختلاف کرتے تھے خدا نے اپنی مہربانی سے مومنوں کو اس کی راہ دکھا دی۔ اور خدا جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھا دیتا ہے"۔

Marfat.com

یوں حق و باطل اور خیر و شر کا امتیاز ہو گیا اور دونوں فریق باہم مد مقابل آ گئے۔ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ۝ [12]

''اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ خدا کی عبادت کرو تو وہ دو، دو فریق ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے۔''

اس طرح حق و باطل کی کشمکش کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ ہر پیغمبر علیہ السلام کے پیغام کی مخالفت میں متعصب، متکبر، ہٹ دھرم اور مفاد پرست گروہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جبکہ انبیائے کرام کی حمایت میں بھی ہدایت یافتہ اہل ایمان کا گروہ پیش پیش رہا۔ جس پر کفار کی سرکشی جب حد سے بڑھ گئی تو انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔

چنانچہ مالک حقیقی کی طرف سے نبوت و رسالت اور آسمانی ہدایات و تعلیمات کا سلسلہ بند نہیں کیا گیا بلکہ نسل انسانی کو امۃ واحدۃ کی شکل دینے اور انہیں افتراق و انتشار اور اختلافات سے بچانے کے لیے پے در پے انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا گیا لیکن باطل و شرکی قوتوں نے ہمیشہ اللہ کے رسولوں کی تکذیب کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ [13]

(پھر ہم پے در پے اپنے پیغمبر بھیجتے رہے جب کسی امت کے پاس اس کا پیغمبر آتا تھا تو وہ اسے جھٹلا دیتے تھے تو ہم بھی بعض کو بعض کے پیچھے (ہلاک کرتے اور ان پر عذاب) لاتے رہے اور ان کے افسانے بناتے رہے۔)

تاریخ انبیاء علیہم السلام سے یہ بات واضح ہے کہ قافلۂ رسالت کے ہر پیغمبر علیہ السلام کو دعوت حق پیش کرنے کی پاداش میں سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ ہر زمانے میں ہر قوم نے داعیٔ حق اور ہدایت ربانی کو نہ صرف جھٹلایا بلکہ انہیں ناکام و نامراد کرنے کے لیے

۱۵۹۲۲۵

Marfat.com

خوب ایڑی چوٹی کا زور بھی لگایا۔ اس طرح نوح علیہ السلام کے طویل ترین دور سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مختصر ترین دور تک مخالفین حق کا رویہ اور سلوک ہمیشہ یکساں رہا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ [14]

"غرض ان سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا"

دوسرے مقام پر فرمایا:

فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ [15]

"جب ان کے پاس حق آیا تو اس کو بھی جھٹلا دیا"

حتیٰ کہ سالار رسل، محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ بھی جب بین دلائل و براہین کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے تو ہر طرف سے آپ ﷺ کو معاندین حق کے شدید غیض وغضب کا سامنا کرنا پڑا۔ قرآن حکیم میں تکذیب انبیاء و رسل کی پوری تاریخ کا یوں نقشہ کھینچا گیا ہے:

فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ [16]

"پھر اگر یہ لوگ تم کو سچا نہ سمجھیں تو تم سے پہلے بہت سے پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لیکر آچکے ہیں اور لوگوں نے ان کو بھی سچا نہیں سمجھا۔"

اس طرح معاندین حق کی طرف سے مخالفت و مخاصمت کی تحریک درحقیقت دعوت حق کی پہچان اور میزان ہے۔ بلکہ دعوتِ حق کا لازمہ اور فطری تقاضا ہے۔ جیسا کہ ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے نزول وحی کے موقع پر آپ ﷺ کو مطلع فرمادیا کہ جو ہستی بھی یہ پیغام لے کر مبعوث ہوئی اسے اذیتوں سے دوچار ہونا پڑا۔

"لم یات احد بمثل ما جئت به الا عودی۔ و فی لفظ اوذی۔

و فی روایة لتکذبنه و لتؤذینه و لتقاتلنه و ان یدرکنی

Marfat.com

یومك انصرك نصرا موزرا ......"۱۷

(جو کوئی بھی آپ کی طرح پیغام لے کر آیا اسے تکالیف دی گئیں اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اس رسول/ نبی کو اذیت دی گئی آپ ﷺ کو ضرور جھٹلایا جائے گا، اذیت دی جائے گی اور لڑائی کی جائے گی اور اگر مجھے آپ کا زمانہ ملا تو میں آپ کی زبردست مدد کروں گا)

چونکہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا دائرہ کار ساری کائنات تھی جس کی بنا پر تمام بگڑی ہوئی اقوام و ملل کی اصلاح و تربیت کی ذمہ داری آپ ﷺ کو سونپی گئی۔ فرمان الٰہی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۱۸

"اور ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"

دوسرے مقام پر فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۱۹

"وہ (خدائے عزوجل) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ اہل عالم کو ہدایت کرے۔"

چونکہ اقوام سابق اپنے انبیائے کرام کی تعلیمات سے منحرف ہو کر نہ صرف فرقوں میں بٹ گئیں بلکہ ان ہدایات کے حق ہونے میں بھی شکوک و شبہات کا شکار ہو گئیں جیسا کہ قرآن مجید سے تصریح ہوتی ہے:

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۲۰

"اور جو لوگ ان کے بعد (خدا کی) کتاب کے وارث ہوئے وہ اس (کی طرف) سے شبہہ کی الجھن میں (پھنسے ہوئے) ہیں۔"

Marfat.com

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ صرف تقلیدی طور پر مانتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مقلد کا ایمان شک و شبہ سے خالی نہیں ہوتا۔ انہیں خود یقین نہیں، بلکہ یہ اپنے پیشروؤں کے جو حق کے جھٹلانے والے تھے، مقلد ہیں۔

"ای لیسوا علی یقین من امرھم و ایمانھم و انما ھم مقلدون لآبائھم و اسلافھم بلا دلیل ولا برھان و ھم فی حیرۃ من امرھم و شك مریب و شقاق بعید۔"[۲۱]

ان کے راہ حق سے بھٹکنے کے بعد خالق حقیقی نے اس نزاع و اختلاف میں حق کی راہ پھر قرآن کے ذریعے سے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر کھول دی تاکہ گمراہ گروہ اپنے اختلافات کو خیر باد کہہ کر پھر صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ [۲۲]

"اور ہم نے جو تم پر کتاب نازل کی ہے تو اس کے لیے کہ جس امر میں ان لوگوں کو اختلاف ہے تم اس کا فیصلہ کر دو۔ اور (یہ) مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔"

چنانچہ جب رسول رحمت ﷺ دعوت حق دینے کے لیے اٹھے تو ہر طرف کہرام برپا ہو گیا اور وہی وادی ام القریٰ کے باشندگان جو اہل کتاب کی بداعمالیوں کو دیکھ کر تمنا کیا کرتے تھے کہ اگر ہمیں کوئی ڈر سنانے والا آئے تو ہم سب سے بڑھ کر راست رو ہوں گے۔ لیکن جب آپ بین دلائل کے ساتھ تشریف لے آئے تو سب سے بڑے منکر بن گئے۔

قرآن حکیم میں ان کی خواہش کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝ [۲۳]

"اور یہ خدا کی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی

Marfat.com

ہدایت کرنے والا آئے تو یہ ہر ایک امت سے بڑھ کر ہدایت پر ہوں۔ مگر جب ان کے پاس ہدایت کرنے والا آیا تو اس سے ان کو نفرت ہی بڑھی۔"

وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

"اقسمت قریش قبل بعثۃ الرسول ﷺ، حین بلغھم ان اھل الکتاب کذّبوا رسلھم انہ ان جائھم نبی لیکوننْ اھدی ممن کذب الرسل من اھل الکتاب۔ و کانت العرب تتمنی ان یکون منھم رسول کما کانت الرسل من بنی اسرائیل"[۲۴]

(قریش آپ ﷺ کی بعثت سے قبل قسمیں کھاتے تھے جب انہیں یہ بات پہنچی کہ اہل کتاب نے اپنے انبیاء کی تکذیب کی اور اگر کوئی نبی ان کے پاس آئے تو وہ اہل کتاب سے زیادہ ہدایت والے ہوں گے جنہوں نے رسولوں کی تکذیب کی نیز عرب کے لوگ تمنا کیا کرتے تھے کہ ان میں سے ایک رسول ہو جس طرح بنی اسرائیل میں رسول تھے۔)

دوسرے مقام پر اس طرح ارشاد ہے:

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۝ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ [۲۵]

"اور یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس اگلوں کی کوئی نصیحت (کی کتاب) ہوتی۔ تو ہم خدا کے خالص بندے ہوتے لیکن اب اس سے کفر کرتے ہیں سو عنقریب ان کو اس کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔"

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

"یہ بات نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب کے لوگ عموماً اور

Marfat.com

قریش کے لوگ خصوصاً یہود و نصاری کی بگڑی ہوئی اخلاقی حالت کو دیکھ کر کیا کرتے تھے۔"[۲۶]

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوھلال سے روایت نقل کی ہے کہ قریش کہا کرتے: اللہ تعالیٰ ہم میں نبی مبعوث فرمائے گا تو امتوں میں کوئی امت ہم سے بڑھ کر اپنے خالق کی اطاعت کرنے والی، اپنے نبی کی بات سننے والی اور اس کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑنے والی نہ ہوگی۔ جس پر مندرجہ بالا آیات نازل ہوئیں۔

"...... ان قریشاً کانت تقول: ان اللہ بعث منا نبیاً ما کانت امة من الامم أطوع لخالقها، ولا اسمع لنبيها، ولا اشد تمسكاً بكتابها منا ......"[۲۷]

صاحبِ تدبر قرآن لکھتے ہیں:

"اہل عرب چونکہ امّی یعنی کتاب و شریعت سے ناآشنا تھے اس وجہ سے اہل کتاب بالخصوص یہود ان کو حقیر خیال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے علماء نے یہ فتوی دے رکھا تھا کہ ان امیوں کی امانت ہڑپ کر جانے اور ان سے سود لینے میں ان کے لیے کوئی قباحت نہیں ہے۔ مشرکین جب یہود کی اس طرح کی باتیں سنتے تو فطری طور پر ان کے اندر ایک قسم کا احساس کمتری پیدا ہوتا اور وہ ان کے جواب میں قسمیں کھا کے، بڑے طنطنہ کے ساتھ یہ کہتے کہ اگر ہمارے اندر کسی رسول کی بعثت ہوئی تو ہم دوسری تمام قوموں سے زیادہ ہدایت یافتہ قوم بن کے دکھائیں گے۔"[۲۸]

یہ امر افسوس ناک ہے کہ اہل عرب جو ایک نبی کی تمنا کیا کرتے تھے تا کہ دیگر اقوام و ملل کے مقابلہ میں بطور ماڈل اپنے آپ کو پیش کریں اور دیگر مذاہب کے پیروکاران کے کردار و افعال کو خراج تحسین پیش کریں لیکن جب پیغمبر آخرالزماں ﷺ نے ان کو دعوت حق دی تو شدید مخالف بن گئے اور آپ ﷺ کو اپنے راستے سے ہٹانے کی مذموم

Marfat.com

کوششوں میں مصروف ہو گئے۔

صاحب تدبر قرآن لکھتے ہیں:

''جس رسول کی ہدایت کے علمبردار بننے کے مدعی تھے جب وہ آیا تو اس کے دشمن بن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو زک پہنچانے کے لیے اس کے خلاف مکروہ سازشوں میں مصروف ہو گئے۔''[۲۹]

اس طرح مالک کائنات کی طرف سے ان کی ہٹ دھرمی پر ان کو خصوصی طور پر متنبہ کیا گیا:

اِسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۚ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ [۳۰]

''یعنی انہوں نے ملک میں غرور کیا اور بری چال چلنا اختیار کیا، اور بری چال کا وبال اس کے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے یہ اگلے لوگوں کی روش کے سوا اور کسی چیز کے منتظر نہیں، سو تم خدا کی عادت میں ہرگز تبدل نہ پاؤ گے اور خدا کے طریقے میں کبھی تغیر نہ دیکھو گے''

اس طرح جب کسی قوم کی تنبیہہ کارگر نہ ہوئی تو بطور حجت اب کفار و مشرکین مکہ کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہا کیونکہ وہ یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ دیگر لوگوں کو تو کتاب و رسول میسر آئے اور ہم تشنہ لب رہ گئے۔ چنانچہ امام الانبیاء جیسے رسول ﷺ اور قیامت تک مینارہ نور بننے والی کتاب کے آ جانے کے بعد ان کے تمام عذر ختم کر دیے گئے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ

Marfat.com

يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ۝ ۳۱

''اور اس لیے اتاری ہے کہ تم یوں نہ کہو کہ ہم سے پہلے دو ہی گروہوں پر کتابیں اتری ہیں۔اور ہم ان کے پڑھنے سے معذور اور بے خبر تھے یا یہ نہ کہو کہ اگر ہم پر بھی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان لوگوں کی نسبت کہیں سیدھے رستے پر ہوتے۔سو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے دلیل اور ہدایت اور رحمت آگئی ہے تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا کی آیتوں کی تکذیب کرے اور ان سے لوگوں کو پھیرے۔جو لوگ ہماری آیتوں سے پھیرتے ہیں اس پھیرنے کے سبب ہم ان کو بُرے عذاب کی سزا دیں گے''

اس سلسلہ میں ابن کثیر لکھتے ہیں:

''اس آخری کتاب نے تمہارے تمام عذر ختم کر دیے کہ ہم پر تو ہماری زبان میں کوئی کتاب نہیں اتری، ہم تو اللہ کے فرمان سے بالکل غافل رہے پھر ہمیں سزا کیوں؟ اب ان کا یہ عذر باقی رہا نہ یہ کہ اگر ہم پر آسمان کتاب اترتی تو ہم اگلوں سے آگے نکل جاتے اور خوب نیکیاں کرتے۔'' ۳۲

درحقیقت کفار آپ ﷺ کو اللہ کا سچا رسول جانتے تھے لیکن ماننے کے لیے تیار نہ تھے جس کی کئی وجوہ تھیں جن میں ایک قبائلی تعصب بھی تھا۔یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا بدترین دشمن عمرو بن ہشام (ابوجہل) جو خود اور اس کے دیگر سردار دوست چھپ چھپ کر وحی الٰہی سے اپنے قلوب و اذہان کو معطر کیا کرتے اور جب اخنس بن شریق ابوجہل سے دریافت کرتا ہے کہ بتاؤ تم نے جو کچھ محمد ﷺ سے سنا ہے اس کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے؟ ابوجہل نے کہا:

''میں نے کیا سنا ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ ہم نے اور بنوعبد مناف نے شرف و عظمت میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔انہوں نے غربا کو

Marfat.com

کھلایا تو ہم نے بھی کھلایا، انھوں نے داد دہش میں سواریاں عطا کیں تو ہم نے بھی عطا کیں، انہوں نے لوگوں کو عطیات سے نوازا تو ہم نے بھی نوازا۔ یہاں تک کہ جب ہم اور وہ گھٹنوں گھٹنوں ایک دوسرے کے ہم پلہ ہو گئے تو اب بنو عبد مناف کہتے ہیں کہ ہمارے اندر ایک نبی ﷺ ہے جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ بھلا بتایئے ہم اسے کب پا سکتے ہیں؟ خدا کی قسم ہم اس شخص پر کبھی ایمان نہ لائیں گے، اور ہرگز اس کی تصدیق نہ کریں گے۔" ۳۳

انہی مختلف وجوہ کی بنا پر مشرکین مکہ نے علمی اور عملی محاذوں پر دعوت حق کو روکنے کی ہر ممکن سعی کی۔ بہر کیف داعی حق اور دعوتِ حق کی مخالفت و معاندت میں پیش تمام گروہ آپ ﷺ کو نبی برحق تسلیم کرتے تھے لیکن چونکہ وہ اس دعوت حق کو اپنے مفادات کے لیے پیغام موت سمجھتے تھے اس لیے نہ صرف خود حق سے دور رہے بلکہ اپنے باطل گروہ کو مضبوط و توانا رکھنے کے لیے دیگر لوگوں کو بھی صراط مستقیم سے بھٹکا دیا۔ تاکہ حق کو پچھاڑا جا سکے۔

چنانچہ خاتم النبیین ﷺ ہونے کی حیثیت سے جس طرح آپ ﷺ کا لایا ہوا پیغام مکمل اکمل اور جامع تھا اسی نسبت سے آپ ﷺ کی مخالفت بھی بام عروج پر تھی جتنی اذیتیں آپ ﷺ کو دعوت و تبلیغ کے حوالے سے پیش آئیں وہ پہلے کبھی بھی کسی نبی اور رسول کو پیش نہ آئیں جیسا کہ خود آپ ﷺ کا قول مبارک ہے:

"لقد اخفت فی اللہ عزوجل و ما یخاف احد ولقد اوذیت فی اللہ و ما یوذی اَحَدٌ۔" ۳۴

ا۔ تاریخ انبیاء کے تناظر میں:

کائنات میں حق و باطل کی باہمی کشمکش کا سلسلہ ازل سے جاری و ساری ہے خیر و شر کی قوتیں مدمقابل کو زیر کرنے کے لیے ہر قسم کے وسائل اور اختیارات کو بے دریغ

Marfat.com

استعمال کر رہی ہیں۔

چنانچہ اس معرکہ حق و باطل میں انسانی رشد و ہدایت کے عرفان کے لیے اللہ تعالیٰ نے وحی الٰہی کا سلسلہ ابتدائے انسانیت سے ہی جاری کیا نیز خیر و شر، نور و ظلمت اور نیکی و بدی جیسے تصورات کی معرفت کے لیے عقل انسانی جیسی نعمت سے انسان کو ممتاز کیا جسے وحی الٰہی کے تابع کر کے دنیائے انسانیت کے سامنے اسے بام عروج تک پہنچا دیا۔ تا کہ ہر انسان دلائل و براہین کی روشنی میں اس معرکۂ خیر و شر میں زندگی کا کامیاب سفر طے کر سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ؕ [۳۵]

"تا کہ جو مرے، بصیرت پر (یعنی یقین جان کر) مرے اور جو جیتا رہے وہ بھی بصیرت پر یعنی (حق پہچان کر) جیتا رہے"۔

اس آیت کے الفاظ میں ہلاکت سے مراد کفر اور حیات و زندگی سے مراد اسلام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق واضح ہو جانے کے بعد غلط فہمی کا احتمال اور عذر تو ختم ہو گیا۔ اب جو کفر اختیار کرتا ہے وہ دیکھتی آنکھوں ہلاکت کی طرف جا رہا ہے اور جو اسلام اختیار کرتا ہے وہ دیکھ بھال کر دائمی زندگی اختیار کر رہا ہے۔

ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

"ليموت من مات من خلقه، عن حجة لله، قد اثبتت له و قطعت عذره، و عبرة قد عاينها ورآها، و ليعيش من عاش منهم عن بينة وحجة لله، قد اثبتت له و ظهرت، فعلمها۔" [۳۶]

(اب اللہ کی مخلوق میں سے جو مرے گا وہ اللہ کی طرف سے دلیل آنے کے بعد اُس کے ثابت ہونے اور اُس کا عذر ختم ہو جانے کے بعد مرے گا اور اُس عبرت کو دیکھ کر جو اُس کے سامنے آ گئی ہے اور جو زندہ رہے گا وہ بھی اللہ کی طرف سے دلیل اور حجت کے ساتھ جو اُس

Marfat.com

کے لئے ثابت ہو چکی ہے اور ظاہر ہو چکی ہے اور اُس نے اُسے جان لیا ہے)۔

۲۔ تخلیق آدمؑ اور ابلیس کا کردار:

قرآن اور تاریخ انبیاء و رسل کے پیش نظر مخالفت و مخاصمت درحقیقت حق کی پہچان اور میزان ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ معرکہ حق و باطل کی تفہیم کے لیے اولین پیغمبر اور انسان جناب آدم علیہ السلام کے حالات سے آگہی حاصل کی جائے۔ کیونکہ انبیائے کرام کی مخالفت و معاندت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ لہٰذا جب تک تخلیق آدمؑ کی غرض و غایت کو واضح نہ کیا جائے گا انبیاء و مرسلین کے ساتھ روا رکھی جانے والی عداوت کو سمجھنا مشکل ہو گا۔ چنانچہ واقعہ آدمؑ و ابلیس کا جائزہ لینا از حد ضروری ہے تا کہ معلوم ہو سکے کہ انبیاء و رسل کی مخالفت کی حقیقی وجوہ کیا تھیں؟

تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل زمین پر "جنات" آباد تھے۔ کیونکہ جنات کو آدمؑ علیہ السلام سے پہلے تخلیق کیا گیا۔ نصِ قرآنی سے بھی اس کی تصریح ہوتی ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ۚ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۞ ۳۷

"اور ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا ہے اور جنوں کو اس سے بھی پہلے بے دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا تھا۔"

جنات آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے زمین پر آباد کیے گئے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا فرمان ہے: "کانت الجن قبل آدم بالفی عام" ۳۸ زمین پر آباد کاری کے بعد جنوں نے خوب فساد برپا کیا۔ اور قتل و غارت سے بھی اجتناب نہ کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی سرکردگی میں فرشتوں کا ایک گروہ بھیجا جس نے ان مفسد جنات کو سمندروں اور جزیروں کی طرف مار بھگایا:

Marfat.com

"فاول من سکن فی الارض الجن، فاقتتلوا فیھا و سفکوا الدماء، و قتل بعضھم بعضاً، فبعث اللہ تعالی الیھم ابلیس فی جند من الملائکة ...... فقاتلھم ابلیس و من معه حتی الحقھم بجزائر البحور و اطراف الجبال۔" ۳۹

اس کامیاب مہم پر ابلیس خود فریبی کا شکار ہو گیا، جسے اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا:

"فلما فعل ذلك اغتر فی نفسه و قال: صنعت مالم یصنعه احد فاطلع اللہ تعالی علی ذلك من قلبه، و لم یطلع علیه احد من الملائکة الذین معه۔" ۴۰

(جب ابلیس اس میں کامیاب ہوا تو وہ خود فریبی کا شکار ہو گیا اور کہا کہ میں نے وہ کام کر کے دکھایا جو کسی نے نہیں کیا بس اللہ تعالیٰ اس کے دل کے مخفی راز سے مطلع ہو گیا اور ملائکہ میں جو ابلیس کے ساتھ موجود تھے اس امر پر مطلع نہیں ہو سکے۔)

اس سے قبل بھی جب اللہ تعالیٰ نے اسے فرشتگان آسمان دنیا کا سربراہ بنایا تو ابلیس عطائے ربانی پر اترانے لگا۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ابن اثیر سے نقل کیا گیا ہے:

"لما فرغ اللہ تعالی من خلق ما احب استوی علی العرش، فجعل ابلیس علی ملك سماء الدنیا ...... فوقع فی نفسه کبر و قال: ما اعطانی اللہ تعالیٰ ھذا الامر الا لمزیة لی علی الملائکة فاطلع اللہ علی ذلك منه۔" ۴۱

(جب اللہ تعالیٰ اپنی پسندیدہ مخلوق کی تخلیق سے فارغ ہوا اُس نے عرش پر استوا فرمایا۔ ابلیس کو آسمانی دنیا کا سربراہ بنا دیا تو اُس کے دل میں تکبر پیدا ہو گیا اور اُس نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ چیز مجھے اُس چیز کی بنا پر دی ہے جس کی وجہ سے مجھے فرشتوں پر برتری حاصل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے دل کی بدی پر مطلع ہو گیا)۔

Marfat.com

۳۔ ابلیس کے مخفی ارادے اور آزمائش:

چونکہ اس کے دل کی بدی اور پوشیدہ خودی کا علم صرف خالق حقیقی ہی کو تھا تو اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ ظاہر فرمایا، تا کہ آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کو زمین پر بسایا جائے تو ابلیس حد درجہ حسد میں مبتلا ہو گیا۔ کیونکہ زمین کی سلطنت اس کے سپرد تھی اور وہ سلطان الارض کہلاتا تھا۔ بقول ابن عباسؓ:

"کان ابلیس من اشرف الملائکة و اکرمهم قبیلة، و کان خازنا علی الجنان، و کان له سلطان سماء الدنیا۔ و کان له سلطان الارض۔" ۴۲

(ابلیس بزرگ ترین فرشتوں میں سے تھا اور اُن کے معزز ترین قبیلے میں سے تھا جنت کا خازن تھا اور اُسے آسمانِ دنیا پر بادشاہی حاصل تھی اور اسی طرح زمین پر بھی)۔

چونکہ ابلیس منصب خلافت کے لائق صرف خود کو خیال کرتا تھا اس لیے اس کے لیے یہ بات نا قابل قبول تھی کہ زمین پر کوئی دوسرا خلیفہ بنے۔ جو اس سے عزت و تکریم میں بڑھ کر ہو۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے پتلاء آدم تخلیق فرمایا تو ابلیس نے اس پتلا کا بغور جائزہ لیا اور کہنے لگا در حقیقت یہ کوئی چیز نہیں۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لما صور اللّٰه تعالیٰ آدم علیه السلام فی الجنة، ترکه ما شاء اللّٰه ان یترکه، فجعل ابلیس یطیف به، و ینظر ما هو، فلما رآه اجوف، عرف انه خلق خلقا لا یتمالك۔" ۴۳

(جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں آدمؑ کی صورت گری فرمائی تو انہیں جب تک چاہا اسی حالت پر رہنے دیا اب ابلیس اُن کے اردگرد چکر لگانے لگا اور اُنہیں دیکھنے لگا جب اُس نے دیکھا کہ یہ اندر سے خالی

Marfat.com

ہے تو وہ جان گیا کہ یہ ایسی مخلوق ہیں جو اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے گی)۔

وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

"لا یملك نفسه و یحبسها عن الشهوات ، او لا یملك دفع الوسواس عنه۔" ۴۴

(اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکیں گے اور خواہشات سے اپنے آپ کو روک نہیں سکیں گے۔ یا اپنے آپ سے وسوسوں کو دور نہیں کر سکیں گے۔)

پھر ابلیس نے پختہ عزم کیا کہ اگر میں اس پر مسلط کیا گیا تو اسے برباد کر کے چھوڑوں گا اور اگر مجھ پر مسلط کیا گیا تو اسے ہرگز تسلیم نہ کروں گا۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"اما لئن سلطت علیك لاھلکنك، ولئن سلطت علیّ لاعصینك" ۴۵

اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یقول الامر ما خلقت ، و دخل من فیه و خرج من دبره و قال الملائکة: لا ترهبوا من هذا فان ربکم صمد و هذا اجوف، لئن سلطت علیه لاهلکنه۔" ۴۶

(ابلیس آدمؑ کے پتلے کے منہ کے سوراخ سے گھس کر پیچھے کے سوراخ سے اور اس کے خلاف آتا جاتا رہا اور فرشتوں سے کہتا رہا کہ در حقیقت یہ کوئی چیز نہیں اور میں اس پر مسلط کیا گیا تو اسے تباہ کر کے چھوڑوں گا)۔

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ ابلیس کے انہی پوشیدہ عزائم کو آشکارا کرنے کے لیے ملائکہ سے فرمایا کہ میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۭ قَالُوْٓا

Marfat.com

اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ [47]

"اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ خدا نے فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے"۔

ابن جریر طبریؒ فرماتے ہیں:

"فکان تاویل الایة علی هذا: انی جاعل فی الارض خلیفة، منّی یخلفنی فی الحکم بالعدل بین خلقی، و ان ذلك الخلیفة هو آدم و من قام مقامه فی طاعة اللّٰه و الحکم بالعدل بین خلقه۔ و اما الافساد و سفك الدماء بغیر حقها فمن غیر خلفائه۔" [48]

(پس آیت مبارکہ "انی جاعل فی الارض خلیفة" کی تاویل یہ ہے کہ وہ یعنی (اور وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اُس کی مخلوق کے درمیان عدل سے فیصلہ کرنے میں نائب خداوندی ہوگا اور رہا فساد اور ناحق خون ریزی تو یہ امور اللہ تعالیٰ کے خلفاء سے سرزد نہیں ہوں گے بلکہ اُن کے علاوہ جو اور لوگ ہوں گے وہ یہ کام کریں گے)۔

تخلیق آدم کی حکمتوں سے متعلق حافظ ابن کثیر نے عمدہ بحث کی ہے کہ ان کے فساد کے باوجود جن مصلحتوں اور حکمتوں کی بنا پر پیدا کر رہا ہوں انہیں میں ہی جانتا ہوں۔ تمہارا علم ان حکمتوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ میں جانتا ہوں کہ ان میں انبیاء، رسول، صدیق اور

Marfat.com

شہید ہوں گے۔ ان میں عابد، زاہد، اولیاء، ابرار، نیکوکار اور حب باری تعالیٰ رکھنے والے بھی ہوں گے جو میرے احکام کی بسر و چشم تعمیل کرنے والے، میرے نبیوں کے ارشادات پر لبیک کہنے والے بھی ہوں گے۔

"انی اعلم من المصلحة الراجحة فی خلق هذا الصنف علی المفاسد التی ذکرتموها مالا تعلمون انتم فانی جاعل فیهم الانبیاء و ارسل فیهم الرسل و یوجد منهم الصدیقون والشهداء والصالحون والعباد والزهاد و الاولیاء، والابرار و المقربون والعلماء و العاملون والخاشعون والمحبون له تبارک و تعالی المتبعون رسله صلوات الله و سلامه علیهم۔"[۴۹]

اس طرح آدم علیہ السلام کی خلافت انسانوں کے لیے نعمت غیر مترقبہ ہے کہ جب وہ کسی طرح بھی اللہ تعالیٰ سے براہ راست اور بلاواسطہ اوامر و نواہی کے حصول کی قوت و طاقت نہیں رکھتے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی کمال رحمت و الفت سے وہ انہی میں سے رسول بھیج کر صراط مستقیم ان پر کھول دے گا۔

"الحکمة من جعل آدم علیه السلام خلیفة هی الرحمة بالعباد۔ لا لافتقار الله و ذلك ان العباد لا طاقة لهم علی تلقی الاوامر و النواهی من الله بلا واسطة ولا بواسطة ملك، فمن رحمته و لطفه و احسانه ارسال الرسل من البشر۔"[۵۰]

چونکہ ابلیس نہاں خانہ دل میں آدم علیہ السلام سے حسد و بغض چھپائے بیٹھا تھا۔ جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ ابن کثیر نے اس سلسلہ میں یہ رائے نقل کی ہے:

"میں ہی جانتا ہوں تم جیسا سب کو یکساں سمجھتے ہو ایسا نہیں بلکہ تم

Marfat.com

میں ایک ابلیس بھی ہے۔" ۵۱

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تا کہ کھرا اور کھوٹا، اطاعت شعار اور نافرمان کی تمیز ہو جائے۔ اور یہ ایک جانچ پرکھ کا طریقہ بھی تھا تا کہ امتحان اور آزمائش میں پورے اترنے والوں کی عزت و بزرگی میں سربلندی ہو اور منہ موڑنے والوں کو ذلت و رسوائی کے طوق پہنائے جائیں۔

ارشاد الٰہی ہے:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۲﴾ ۵۲

"اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے ایک بشر بنانے والا ہوں۔ جب اس کو (صورت انسانیہ میں) درست کرلوں اور اس میں اپنی (بے بہا چیز یعنی) روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا۔ تو فرشتے تو سب کے سب سجدے میں گر پڑے۔ مگر شیطان کہ اس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کردیا"۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ ٭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۴﴾ ۵۳

"اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہوگیا۔"

Marfat.com

اس سلسلہ میں حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

''ایسی متعدد روایات ملتی ہیں کہ تخلیق آدم سے قبل ابلیس سلطان الارض تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی تخلیق کا ارادہ فرمایا اور ان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنانے کا ارادہ ظاہر فرمایا تا کہ ان کی اولاد زمین پر آباد ہو تو ابلیس نے جس کا نام پہلے عزازیل تھا، اللہ تعالیٰ کے سامنے اس خدشے کا اظہار کیا کہ آدم کے نائب السلطنت ہو جانے کے بعد وہ اور ان کی اولاد اسے اور اس کی ذریت کو ہلاک کر کے اس کی زمین پر تمام ملکیت چھین لے گی جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ عبادت گزار ہے اور اسے فرشتوں پر فوقیت بھی حاصل ہے۔ تاہم جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کا پتلا بنا کر اس میں اپنی روح پھونک دی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو عزازیل حد درجہ حسد میں مبتلا ہو گیا اور آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔'' ۵۴

ابلیس نے تکبر کی بنا پر خالق و مالک کی حکم عدولی کی جس کی بنا پر طوق لعنت کا مستحق ٹھہرا:

''چونکہ اس کی تخلیق آگ سے ہوئی تھی وہ اپنی اصل یعنی سرکش ہو گیا۔ لہٰذا اس وقت تک اس نے اللہ تعالیٰ کی جتنی عبادت کی تھی وہ اس کی حکم عدولی کی وجہ سے بے کار گئی اور وہ طوق لعنت میں یہ کہہ کر کہ میں آدمؑ سے افضل ہوں کیونکہ اس کی تخلیق مٹی سے اور میری آگ سے ہوئی ہے گرفتار ہو گیا اور اس سے قبل اسے فرشتوں پر جو مشابہت تھی بلکہ ان پر جو مرتبت حاصل تھی وہ آناً فاناً سلب کر لی گئی ظاہر ہے اس کی سب سے بڑی وجہ اس کا تکبر اور اپنے رب کی نافرمانی تھی۔'' ۵۵

جلال الدین سیوطی نے قتادہ'' کا قول نقل کیا ہے کہ گناہ کا آغاز تکبر سے ہوا۔ اللہ

Marfat.com

کے دشمن نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے تکبر کیا۔ اور حسد میں مبتلا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو یہ اکرام کیوں بخشا جبکہ وہ خود کو اس کا اہل سمجھتا تھا جس کی بنیاد یہ تھی کہ وہ آگ سے بنا ہے جبکہ آدم مٹی سے۔

"...... قال : كانت السجدة لآدم، والطاعة الله، و حسد عدو الله ابليس آدم على ما اعطاه الله من الكرامة فقال: انا نارى و هذا طينى۔ فكان بدء الذنوب الكبر، استكبر عدو الله ان يسجد لآدم"۔ ۵۶

جس کی بنا پر عزازیل رحمت الٰہی سے محروم ہو گیا اور اپنی اس ذلت و رسوائی کا سبب آدمؑ کو قرار دیا۔

۴۔ حق و باطل کی کشمکش کا آغاز:

چونکہ ابلیس اپنی تذلیل اور محرومی کا باعث آدم علیہ السلام کو سمجھتا تھا اس لیے بارگاہ الٰہی سے راندہ ہونے کے بعد انتقام پر اتر آیا اور بارگاہ خداوندی میں عرض داشت پیش کی جب مجھے ایک کڑے امتحان سے دوچار کر کے اس میں میری ناکامی پر مجھے راندہ درگاہ قرار دیا گیا ہے تو مجھے یہ موقع دیا جائے کہ جب تک آدم اور ان کی نسل زمین پر بسے، میں ان کو ورغلا کر ان کے قدم تیری ہدایت سے ڈگمگا سکوں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر مجھے یہ کام کرنے کی آزادی ہو تو میں اولاد آدم کو اس طرح بھٹکاؤں گا کہ وہ تیری نیابت کی ذمہ داریوں کو بھول کر تیری باغی اور نافرمان بن کر اٹھے گی۔ یہ تذکرہ قرآن حکیم میں کئی مقامات پر کیا گیا ہے جیسے:

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِىْ كَرَّمْتَ عَلَىَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ۞ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۞ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ

Marfat.com

وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا ۝ ۵۷

"(اور ازراہ طنز) کہنے لگا کہ دیکھ تو یہی وہ ہے جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے اگر تو مجھ کو قیامت کے دن تک کی مہلت دے تو میں تھوڑے سے شخصوں کے سوا اس کی تمام اولاد کی جڑ کاٹتا رہوں گا۔ خدا نے فرمایا یہاں سے چلا جا جو شخص ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے اور وہ پوری سزا ہے ان میں جس کو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکاتا رہ اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کو چڑھا کر لاتا رہ اور ان کے مال اور اولاد میں شریک ہوتا رہ اور ان سے وعدے کرتا رہ اور شیطان جو وعدے ان سے کرتا ہے سب دھوکا ہے۔ جو میرے مخلص بندے ہیں ان پر تیرا کچھ زور نہیں۔ اور اے پیغمبر تمہارا پروردگار کارساز کافی ہے"۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا یَکُوْنُ لَکَ اَنْ تَتَکَبَّرَ فِیْهَا فَاخْرُجْ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَکْثَرَهُمْ شٰکِرِیْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَکَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْکُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ ۵۸

"فرمایا تو بہشت سے اتر جا تجھے شایاں نہیں کہ یہاں غرور کرے پس نکل جا۔ تو ذلیل ہے۔ اس نے کہا مجھے اس دن تک مہلت عطا فرما جس دن لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا اچھا تجھ کو مہلت دی جاتی ہے پھر شیطان نے کہا کہ مجھ تو تُو نے ملعون کیا ہی

Marfat.com

ہے میں بھی تیرے سیدھے رستے پر ان کو گمراہ کرنے کے لیے بیٹھوں گا۔ پھر ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے بائیں سے غرض ہر طرف سے آؤں گا اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ خدا نے فرمایا نکل جا یہاں سے پاجی۔ مردود۔ جو لوگ ان میں سے تیری پیروی کریں گے میں تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا"۔

اس ضمن میں مولانا امین احسن اصلاحی کہتے ہیں:

"شیطان کو اصلی کد انسان سے یہ ہے کہ خدا نے انسان کو اس پر ترجیح کیوں دی؟ اس نے اسی ترجیح کو غلط ثابت کرنے کے لیے خدا سے مہلت مانگی ہے۔"۵۹

ابن کثیر فرماتے ہیں:

"چونکہ جناب باری جل جلالہ کی اس میں مصلحتیں اور حکمتیں تھیں بھلے بروں کو دنیا میں ظاہر کرنا تھا اور اپنی حجت پوری کرنا تھی، اس ملعون کی درخواست کو منظور فرما لیا۔ اس حاکم پر کسی کی حکومت نہیں، اس کے سامنے بولنے کی کسی کو مجال نہیں، کوئی نہیں جو اس کے ارادے کو ٹال سکے، کوئی نہیں جو اس کے حکم کو بدل سکے۔"۶۰

سیّد قطب فرماتے ہیں:

"یہاں شیطان کے وسائل گمراہی اور ضلالت کو مجسم طور پر پیش کیا جاتا ہے کہ کس طرح شیطان انسانوں کے دل، ان کے شعور اور ان کی عقل پر تسلط اختیار کر لیتا ہے۔ گویا آدم و ابلیس کے درمیان کھلی جنگ ہے۔ ہمہ گیر جنگ ہے۔ اس میں آواز، گھوڑے اور ٹینک، پیادے اور تمام دوسرے وسائل شیطان استعمال کرتا ہے جیسا کہ تمام روایتی جنگوں کے درمیان ہر قسم کے ہتھیار استعمال ہوتے ہیں۔ آوازیں بھی دی جاتی ہیں اور آوازوں اور مبازرت کی وجہ سے دشمن

Marfat.com

کو خوفزدہ کیا جاتا ہے۔ استدراج اور کیموفلاج سے کام لیا جاتا ہے۔
جنگی چالیں چلی جاتی ہیں، پہلے کسی دشمن کو کھلے میدان میں لایا جاتا ہے، پھر اس پر وار کیا جاتا ہے یا گھیر لیا جاتا ہے۔"[61]

حق و باطل کی یہ کشمکش معمولی معاملہ نہیں کہ جس پر کان نہ دھرنے سے بھی گزارا ہو جائے گا بلکہ اس کے لیے پورے طور پر چاک و چوبند ہونے کی ضرورت ہے تاکہ ازلی دشمن سے مات نہ کھا جائیں۔

صاحب تدبر قرآن لکھتے ہیں:

"ابلیس اور اس کی ذریات کو اضلال کی مہم چلانے کی جس حد تک مہلت ملی ہوئی ہے یہ اس کی طرف اشارہ ہے تاکہ لوگ اس کو کوئی آسان بازی نہ سمجھیں بلکہ جو اس کے فتنوں سے اپنے ایمان کو بچانا چاہتے ہوں وہ ہر وقت اس کا مقابلہ کرنے کے لیے چوکس رہیں۔"[62]

اللہ بزرگ و برتر کے دربار سے ابلیس کو اس کی کھلی نافرمانی اور غرور و تکبر کی بنا پر لعین قرار دے کر نکل جانے کا حکم دیا گیا اور قیامت تک مہلت بھی دی گئی کہ وہ آدمؑ اور اولادِ آدم پر اپنا ہر ہتھکنڈہ استعمال کر کے دیکھ لے۔

۵۔ آدمؑ و حواؑ کی آزمائش اور ہدایاتِ الٰہی:

اس سے اگلے مرحلے پر آدم (علیہ السلام) اور حوا علیہا السلام کو مزید عزت و توقیر سے نوازا جاتا ہے اور انہیں جنت میں رہنے کا حکم صادر فرمایا جاتا ہے اور ان کو خوب اچھی طرح آگاہ کیا جاتا ہے کہ ابلیس تمہارا دشمن ہے لہٰذا اس کے بہکاوے میں نہ آ جانا ورنہ سخت مشقت میں پڑ جاؤ گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا

Marfat.com

نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ ۶۳

''اور ہم نے آدم سے کہا کہ تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو اور جو چاہو نوش جان کرو مگر اس درخت کے پاس مت جانا ورنہ گنہگار ہو جاؤ گے۔ تو شیطان دونوں کو بہکانے لگا تاکہ ان کے ستر کی چیزیں جو ان سے پوشیدہ تھیں کھول دے اور کہنے لگا کہ تم کو تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو۔ اور ان سے قسم کھا کر کہا کہ میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں غرض مردود نے دھوکا دے کر ان کو معصیت کی طرف کھینچ ہی لیا۔ جب انہوں نے اس درخت کے پھل کو کھا لیا تو ان کے ستر کی چیزیں کھل گئیں اور وہ بہشت کے درختوں کے پتے توڑ توڑ کر اپنے اوپر چپکانے اور ستر چھپانے لگے تب ان کے پروردگار نے ان کو پکارا کہ کیا میں نے تم کو اس درخت کے پاس جانے سے منع نہیں کیا تھا اور جتا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے؟''

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ ۶۴

Marfat.com

''ہم نے فرمایا کہ آدم یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے تو یہ کہیں تم دونوں کو بہشت سے نکلوا نہ دے۔ پھر تم تکلیف میں پڑ جاؤ۔ یہاں تم کو یہ آسائش ہے کہ نہ بھوکے رہو نہ ننگے اور یہ کہ نہ پیاسے رہو اور نہ دھوپ کھاؤ۔ تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ اور کہا کہ آدم بھلا میں تم کو ایسا درخت بتاؤں جو ہمیشہ کی زندگی کا ثمرہ دے اور ایسی بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو''۔

اور ایک مقام پر فرمایا:

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ ۶۵

''پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس عیش و عشرت میں تھے اس سے ان کو نکلوا دیا۔ تب ہم نے حکم دیا کہ بہشت بریں سے چلے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور معاش مقرر کر دیا گیا ہے''۔

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ایک خاص درخت سے روکنا دراصل آدم علیہ السلام کے لیے امتحان تھا:

"فهو اختبار من الله تعالىٰ و امتحان لآدم" ۶۶

پھر زمین پر بھیجنے کے ساتھ ہی آدمؑ کو تاکید کی جا رہی ہے کہ وہاں تم ایک دوسرے دشمن ہو گے۔ زمخشری کہتے ہیں کہ اهبطوا کا خطاب آدم، حوا اور ابلیس کے لیے ہے۔

"خطاب لآدم و حواء و ابليس: و قيل والحية۔ و الصحيح انه لآدم و حواء والمراد هما و ذريتهما ...... ما عليه الناس من التعادي والتباغي و تضليل بعضهم لبعض۔" ۶۷

(یہ کہا گیا ہے کہ سانپ کے لیے بھی یہ حکم ہے کہ وہ بھی نکلے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ خطاب آدم وحواؑ کے لیے ہے اور "هما" سے مراد اُن کی

Marfat.com

اولاد ہے۔ ان کی اولاد میں سے کچھ لوگ سرکش۔ باغی اور ایک دوسرے کو گمراہ کرنے والے بھی ہوں گے)۔

ابن جریرؒ لکھتے ہیں کہ ابلیس کی عداوت اس کے کفر و عصیان کی بنا پر ہے وہ لکھتے ہیں:

"اما عداوة ابليس لآدم و زوجه، فلحسده لهما، واستكباره عن طاعة الله، و رفضه السجود، و حرصه على افساد و اضلال ذريتهما۔

و اما عداوة المومنين من ذرية آدم لابليس، فلكفره بالله و عصيانه له و مخالفته لامره۔" ۶۸

(ابلیس کی عداوت حضرت آدم وحواؑ سے حسد کی بنا پر تھی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے تکبر کرنے، سجدہ سے انکار کرنے، فساد برپا کرنے کی حرص اور اُن کی اولاد کو گمراہ کی وجہ سے تھی اور رہی آدمؑ کی اولاد میں سے مومنوں کی ابلیس سے عداوت تو وہ اُس کے اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے، اُس کی نافرمانی کرنے اور اُس کے حکم کی مخالفت کرنے کی وجہ سے ہے)۔

زمین پر اتارتے وقت ابلیس کی فریب کاریوں کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے ان کو آگاہ کیا کہ میں آئندہ زندگی میں وقتاً فوقتاً اپنی ہدایت تمہاری اور تمہاری نسل کی رہنمائی کے لیے نازل کرتا رہوں گا۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ۶۹

"فرمایا کہ تم دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤ۔ تم میں بعض بعض کے دشمن ہوں گے پھر اگر میرے طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے تو

Marfat.com

جو شخص میرے ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ تکلیف میں پڑے گا"۔

ہدایت الٰہی کی ضرورت و اہمیت کو مولانا امین احسن اصلاحی نے خوب اجاگر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کے لیے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری کرنے کا پہلا وعدہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش سے انسانی فطرت اور انسانی عقل کا وہ ضعف ظاہر ہو گیا جو انسان کو وحی الٰہی کی رہنمائی اور انبیاء علیہم السلام کی دستگیری کا محتاج ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ انسان کی اس کمزوری پر نگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بطور تسکین و تسلی یہ وعدہ فرمایا کہ وہ خود اپنی طرف سے انسان کی رہنمائی کے لیے روشنی بھیجے گا تو جو اس روشنی کی قدر کریں گے ان کے لیے کوئی خوف ہوگا نہ غم۔"۔ ے

هُدًى سے مراد، ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

"کتاب و رسول" اے

حافظ ابن کثیر بھی یہی فرماتے ہیں کہ ہدایت سے مراد آسمانی کتابوں کا آنا اور انبیاء کا دنیا میں مبعوث ہونا ہے جیسے ابو العالیہ کا بھی یہی قول ہے۔

"انه سينزل الكتب و يبعث الانبياء والرسل كما قال ابو العالية: الهدى: الانبياء و الرسل والبينات والبيان۔" ٢ے

مقاتل بن حیان الھدی سے مراد "محمد ﷺ" لیتے ہیں اور حسن بصری الھدی سے مراد "القرآن"۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ دونوں اقوال درست ہیں۔

"قال مقاتل بن حيان: الهدى: محمد ﷺ، و قال الحسن: الهدى: القرآن، و هذان القولان صحيحان۔" ٣ے

چونکہ انسان کا دشمن ابلیس انتہائی چالاک اور شاطر ہے اس لیے حق تعالیٰ نے

Marfat.com

انسان کو عقل و خرد کے ساتھ وحی الٰہی کی رہنمائی سے بھی مزین فرمایا کہ حق و خیر ہمیشہ غالب رہے۔

مولانا مودودی اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں:

"یہ وہ ہتھیار ہے جو اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مقابلہ کے لیے آدم علیہ السلام اور اولاد آدم کو مہیا فرمانے کا وعدہ فرمایا۔ چونکہ انسان اس دنیا میں بڑے ہی شاطر دشمن سے نبرد آزمائی کے لیے بھیجا گیا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ پسند فرمایا کہ اس کو عقل و فطرت کی ہدایت کے ساتھ خاص اپنے پاس سے وحی کی ہدایت سے سرفراز فرمائے تا کہ وہ دہری طاقت و ہمت کے ساتھ شیطان کا مقابلہ کر سکے۔"[۴]

آدم علیہ السلام کی زمین پر منتقلی کا مقصد خلافت الٰہیہ کی تکمیل ہے جو وحی الٰہی کی روشنی کے بغیر پایہ تکمیل تک پہنچانا ناممکن ہے۔

مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں:

"یہاں زمین پر اتارنے کا ذکر ایک خاص مقصد خلافت الٰہیہ کی تکمیل کے لیے اعزاز کے ساتھ ہے، اسی لیے اس کے ساتھ ہدایت بھیجنے کا ذکر ہے جو خلافت الٰہیہ کے فرائض منصبی میں سے ہے۔"[۵]

یقیناً کتاب و رسالت کا یہ سلسلہ اللہ کی طرف سے انسانوں پر حجت کاملہ ہے تا کہ جو شخص بھی جس راستے کو اختیار کرنا چاہے کھلی آزادی سے کرے اور کل کو اس کا ذمہ دار کسی دوسرے کو نہ ٹھہرا سکے یا یہ نہ کہہ سکے کہ میں حق و باطل سے آگاہ نہ تھا۔ مولانا امین احسن اصلاحی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

"چونکہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسان کے بہکانے کی مہلت دے کر انسان کو اس دنیا میں ایک سخت امتحان میں ڈالا ہے اس وجہ سے اس کی رحمت مقتضی ہوئی کہ وہ انسان کی ہدایت اور اصلاح کے معاملہ تنہا اس کی عقل و فطرت ہی پر نہ چھوڑے بلکہ اس کی فطرت کو بیدار رکھنے

Marfat.com

اور اس کی عقل کو کجرویوں اور گمراہیوں سے بچانے کا سامان بھی مہیا کرے تا کہ جو ہدایت کی راہ اختیار کرنا چاہیں وہ بھی علی وجہ البصیرۃ اختیار کریں اور جو گمراہی کی راہ پر جانا چاہیں وہ بھی پوری طرح اتمام حجت کے بعد جائیں۔ نبوت ورسالت کے قیام سے اصل مقصود یہی چیز ہے اور اس امتحان گاہ عالم میں انسان کے لیے اصلی سرمایہ تسکین وتسلی درحقیقت یہی انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات ہیں۔''۷۶

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ انسان کی دنیاوی زندگی حق و باطل کی کشمکش میں بیتے گی۔ اس آویزش میں بنیادی اہمیت آسمانی ہدایت کو حاصل ہو گی۔ اولاد آدم کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ اس ہدایت الٰہی کو قبول کرے اور اسی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے۔ ابلیسی و شرپسند قوتوں کا سارا زور اس بات پر صرف ہو گا کہ وہ اولاد آدم کو ہدایت ربانی سے بے بہرہ رکھیں۔ اس کے خلاف پراپیگنڈا کریں، اس کو بدلنے یا تلف کرنے کی کوشش کریں، اس پر عمل کرنے والوں کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کریں اور ان کو ہر ممکن طریقے سے راہ حق سے روکیں۔ اور اگر کوئی ہستی حق کا آوازہ بلند کرے تو اس کو جھوٹا ثابت کریں اور شکست سے دوچار کرنے کی جدوجہد کریں۔ یوں معرکہ آدم وابلیس جو زمین پر شروع ہو چکا اور اب یہ معرکہ قیامت تک یوں ہی برپا رہے گا۔ حق و باطل کا یہ معرکہ جب سے شروع ہوا ہے لحہ بھر کے لیے بھی تھمنے میں نہیں آیا۔ اور یوں انسان آغاز انسانیت سے یہ راز پالیتا ہے کہ اس دنیا میں سرخروئی کے حصول کا کیا طریقہ ہے اور ذلت وخواری کی راہ کون سی ہے؟

اس سلسلہ میں سید قطب فرماتے ہیں:

"وكان هذا ايذاناً بانطلاق المعركة في مجالها المقدر لها۔ بين الشيطان والانسان الى آخر الزمان ...... وانتقلت المعركة الخالدة الى ميدانها الاصيل، وانطلقت من عقالها ما تهدأ و ما تفتر وعرف الانسان في فجر البشرية كيف ينتصر" ۷۷

Marfat.com

۶۔ قومِ نوح کے اعتراضات:

آدم علیہ السلام و ابلیس کی کشمکش کے بعد، حقیقی آزمائشی دور عہد نوح علیہ السلام تھا جس میں ذریت آدم، ابلیسی نصب العین پر فریفتہ دکھائی دیتی ہے۔ اور نوح علیہ السلام کی دعوت حق سے نا صرف کلی طور پر اعراض کرتی ہے بلکہ ان کو اور ان کی تعلیمات و ہدایات کو بھی ہر قسم کے طعن و تشنیع کا نشانہ بناتی ہے۔ اور دعوت حق کے پرچار سے باز نہ آنے پر سنگسار کی کھلی دھمکی دی جاتی ہے:

قَالُوا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ [۸]

"انہوں نے کہا کہ اگر نوح تم باز نہ آؤ گے تو سنگسار کر دیئے جاؤ گے"۔

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"جوں جوں آپ علیہ السلام نیکی میں بڑھتے گئے وہ اپنی بدی میں سوا ہوتے گئے۔ بالآخر زور باندھتے باندھتے صاف کہہ دیا کہ اگر اب ہمیں اپنے دین کی دعوت دی تو ہم تجھ پر پتھراؤ کر کے تیری جان لے لیں گے۔" [۹]

درحقیقت ابلیس نے ایسے پتے پھینکے جن سے ان کی قوم کا بچ نکلنا محال ہو گیا۔ قوم نوح کے اعتراضات سے ابلیسی نظام آشکار کیا جاتا ہے کہ کس طرز پر ابلیس نے وسوسہ اندازی سے انہیں راہ حق سے دور کر دیا۔ اور ان کی عقل و خرد پر ایسا پنجہ گاڑ کر بیٹھ گیا کہ وہ حق و باطل کی تمیز سے ہی عاری ہو گئے۔ نوح علیہ السلام پر پہلا اعتراض یہ تھا کہ تمہاری دعوت کھلی گمراہی ہے اور تم بھی صریح گمراہی میں مبتلا ہو:

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾ [۱۰]

"تو جو ان کی قوم میں سردار تھے وہ کہنے لگے کہ ہم تمہیں صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں"۔

Marfat.com

حالانکہ دعوت حق سے منہ موڑنے کی بنیادی وجہ ان کا استکبار تھا سورہ نوح میں ہے:

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ [81]

"جب جب میں نے ان کو بلایا کہ تو ان کو معاف فرمائے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور کپڑے اوڑھ لیے اور اَڑ گئے اور اکڑ بیٹھے"۔

اس طرح ابلیسی صفات کا عکس منکرین حق میں جھلکتا ہر جگہ دکھائی دے گا۔

قوم نوح کا دوسرا بڑا اعتراض یہ تھا کہ چونکہ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین معاشرتی وسیاسی اور مادی فوقیت نہیں رکھتے۔ اس لیے ان کی دعوت کو قبول کرنا بے فائدہ ہے اور پھر یہ تو ہماری طرح کا صرف بشر ہے۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ [82]

"تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تم کو اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمہارے پیرو وہی لوگ ہوئے ہیں جو ہم نے ادنیٰ درجے کے ہیں اور وہ بھی رائے ظاہر سے اور ہم تم میں اپنے اوپر کسی طرح کی فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں"۔

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"ان کا اعتراض کہ ہم کوئی برتری تم میں نہیں دیکھتے یہ بھی ان کے اندھے پن کی وجہ سے ہے۔ اپنی ان کی آنکھیں اور کان نہ ہوں اور ایک چیز موجود کا انکار کریں تو فی الواقع اس کا نہ ہونا ثابت نہیں ہو

Marfat.com

سکتا۔ یہ تو نہ حق کو دیکھیں نہ حق کو سنیں بلکہ اپنے شک میں غوطے
لگاتے رہتے ہیں۔ اپنی جہالت میں ڈبکیاں مارتے رہتے ہیں۔
جھوٹے مفتری خالی ہاتھ رذیل اور نقصانوں والے ہیں۔" ۸۳

ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں کہ ان کے انکارِ حق کی بنیادی وجہ صرف اور صرف ان کا استکبار تھا:

"انکار کی بنیادی وجہ تو اس گروہ کا استکبار تھا انہیں سوسائٹی میں جو
پوزیشن حاصل تھی اس کے کھو جانے کا انہیں اندیشہ تھا۔" ۸۴

حضرت نوح علیہ السلام منکرین کی رعونت اور مومنین کے لیے ان کے تحقیر آمیز رویے کا وحی الٰہی کی روشنی میں انتہائی حکمت آمیز جواب دیتے ہیں جن سے ان جاہلوں، متکبروں اور حاسدوں کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں:

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۸۵

"اور اے قوم! میں اس نصیحت کے بدلے تم سے مال و زر کا خواہاں
نہیں ہوں میرا صلہ تو خدا کے ذمے ہے"۔

جب منکرین حق دلائل کے میدان میں شکست کھا گئے تو کٹ حجتی کی راہ اختیار کی کہ جاؤ جس چیز سے روز ڈراتے ہو لے آؤ۔ قرآن حکیم نے ان کے احمقانہ رویہ کا ذکر یوں کیا ہے:

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۸۶

"انہوں نے کہا کہ نوح تم نے ہم سے جھگڑا تو کیا اور جھگڑا بھی بہت
کیا لیکن اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو وہ ہم پر لا نازل
کرو"۔

چنانچہ جب ساڑھے نو سو سال کی شب و روز کاوشیں رنگ نہ لائیں تو منکرین حق کو غرق کر دیا گیا۔ اس طرح کرہ ارض پر حق و باطل کے اس پہلے معرکہ میں ابلیس نے نسل

Marfat.com

آدم کے انبوہ کثیر کو راہ حق سے موڑ کر جہنم کا ایندھن بنا دیا۔ حالانکہ ان کو ابلیسی حربوں کے متعلق خصوصی طور پر آگاہ کر دیا گیا تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ۸۷

"اے بنی آدم دیکھنا کہیں شیطان تمہیں بہکا نہ دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو بہکا کر بہشت سے نکلوا دیا اور ان سے ان کے کپڑے اتروا دیئے تاکہ ان کے ستر ان کو کھول کر دکھا دے۔ وہ اور اس کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا رفیق بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے ہیں"۔

حافظ ابن کثیرؒ اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں:

"اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو ہوشیار کر رہے ہیں کہ دیکھو ابلیس کی مکاریوں سے بچتے رہنا وہ تمہارا بڑا ہی دشمن ہے دیکھو اس نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو دار سرور سے نکالا اور اس مصیبت خانے میں ڈالا ان کی پردہ دری کی بس تمہیں اس کے ہتھکنڈوں سے بچنا چاہیے۔" ۸۸

نوح علیہ السلام کو دعوت حق کے سلسلہ میں جن اعتراضات و الزامات اور جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، وہ تاریخ دعوت میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ بعد میں آنے والے پیغمبروں کو بھی کم و بیش اسی قسم کے اعتراضات و الزامات اور مشکلات سے گزرنا پڑا۔ اور یوں لگتا ہے جیسے تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر خالد علوی اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

"نوح علیہ السلام کا تجربہ، تاریخ دعوت میں سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا

Marfat.com

ہے۔ دعوت کے لیے جو استدلال کیا گیا، دعوت کے موضوع کو جس طرح بیان کیا گیا، مخالفین کے اعتراضات اور الزامات کی جو تفصیل دی گئی، مومنین و منکرین کے حالات جس طرح مذکور ہوئے داعی اور اس کے متبعین کو اذیت کے جن مرحلوں سے گزرنا پڑا اور بالآخر منکرین کا جو انجام ہوا وہ سب کچھ تمام انبیاء کی جدوجہد میں موجود ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ تمام انبیاء کی دعوتی سرگرمیوں میں ایک ہی منہاج قائم ہے زبان ، اسلوب، دلائل، رویے، ردعمل سب میں ایک طرح کی یکسانیت پائی جاتی ہے اگر کوئی فرق ہے تو صرف مقامی حالات اور کرداروں کا ہے ورنہ ایسا لگتا ہے کہ تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔" ۸۹

۷۔ قوم ہودؑ کا متکبرانہ انداز:

قوم نوح علیہ السلام کی غرقابی کے بعد قوم عاد کو عروج حاصل ہوا اور ان کی مانند کوئی دوسری قوم پیدا ہی نہیں کی گئی۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ ۹۰

"جو ارم کہلاتے تھے اتنے دراز قد کہ تمام ملک میں ایسے پیدا نہیں ہوئے تھے"۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ عاد کی قوم اور عاد کے زمانے سے طوفان کے بعد عرب میں بت پرستی شروع ہوئی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس قوم میں انہی کے ایک بھائی حضرت ہود علیہ السلام کو بحیثیت نبی مبعوث فرمایا تاکہ وہ اپنی قوم کو خدائے واحد کی پرستش کی ہدایت فرمائیں۔ ۹۱

حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت اور ان کی قوم کے ردعمل کو قرآن حکیم نے یوں پیش کیا ہے:

Marfat.com

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ
غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ
فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي
سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٧﴾ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي
وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ﴿٦٨﴾ ۹۲

"اور اسی طرح قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ بھائیو خدا کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ تم ہمیں احمق نظر آتے ہو اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میری قوم! مجھ میں حماقت کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں رب العالمین کا پیغمبر ہوں۔ میں تمہیں خدا کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں"۔

اشراف قوم کا ردعمل دعوت حق کے بالمقابل ہمیشہ باغیانہ رہا ہے۔ چنانچہ پیغمبر وقت حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق ان کا متعصبانہ رویہ درحقیقت اپنے مقام و منصب کی نگہبانی کی بنا پر تھا۔ نیز وہ اپنی جسمانی قوت و طاقت پر بھی استکبار کا شکار تھے۔ چنانچہ حضرت ہود علیہ السلام نے جب انہیں کمزوروں پر ظلم سے روکا تو وہ مزید اترانے لگے اور دعوت حق پر ایمان لانے سے بھی انکار کر دیا۔ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

"فدعاهم الى توحيد الله و افراده بالعبادة دون غيره، و ترك ظلم الناس، فكذبوه و قالوا: من اشد منا قوة! فلم يؤمن بهود منهم الا قليل۔" ۹۳

قرآن حکیم نے سرکش امراء کے متکبرانہ الفاظ کو یوں بیان فرمایا ہے:

فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ ۹۴

"جو عاد تھے وہ ناحق ملک میں غرور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم

Marfat.com

سے بڑھ کر قوت میں کون ہے"؟

ان کے ظالمانہ کردار پر گرفت کرتے ہوئے انہیں تقوی اور پیغمبر کی اطاعت کی طرف دعوت دی گئی:

وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٣١﴾ 95

"اور جب کسی کو پکڑتے ہو تو ظالمانہ پکڑتے ہو۔ تو خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو"۔

یہ ایسے ہٹ دھرم اور عقل کے اندھے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے اور ہر ظالم سرکش کی پیروی کرتے رہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾ 96

"یہ وہی عاد ہیں جنہوں نے خدا کی نشانیوں سے انکار کیا۔ اور اس کے پیغمبروں کی نافرمانی کی اور ہر سرکش و متکبر کا کہا مانا"۔

جب کفر و باطل کے منادید نے حد سے زیادہ سرکشی اختیار کی اور حق کو قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا اور کسی بھی ربانی دلیل کو تسلیم نہ کیا تو ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی۔

ارشاد ہے:

قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا ۖ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧٠﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ ۖ أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿٧١﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٧٢﴾ 97

"یہود نے کہا کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب

Marfat.com

اور غضب کا نازل ہونا مقرر ہو چکا ہے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے اپنی طرف سے رکھ لیے ہیں جن کی خدا نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ پھر ہم نے ہود کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ان کو نجات بخشی اور جنہوں نے ہمارے آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ ایمان لانے والے تھے ہی نہیں"۔

۸۔ قوم صالحؑ کا باغیانہ رویہ:

اس طرح ابلیس نے عوام الناس کو دھوکہ وفریب میں مبتلا کر کے مالک حقیقی سے دور کر دیا۔ جس کے نتیجے میں وہ تباہی سے دوچار ہوئے۔ چنانچہ عاد کے جانشینوں میں قوم ثمود بھی انہی کے نقش قدم پر چلی اور غرور وتکبر سے صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور اس طرح ایک گروہ اہل ایمان کا بن گیا جبکہ دوسرا واضح کافر بن گیا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ ۹۸

"اور یاد تو کرو جب اس نے تم کو قوم عاد کے بعد سردار بنایا اور زمین پر آباد کیا۔ کہ زمین سے مٹی لے کر محل تعمیر کرتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو۔ پس خدا کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد نہ کرتے پھرو تو ان کی قوم میں سردار لوگ جو غرور رکھتے ہیں

Marfat.com

غریب لوگوں سے جوان میں سے ایمان لے آئے تھے کہنے لگے بھلا تم یقین کرتے ہو کہ صالح اپنے پروردگار کی طرف سے بھیجے گئے ہیں؟۔انہوں نے کہا ہاں جو چیز دے کر وہ بھیجے گئے ہیں ہم اس پر بلاشبہ ایمان رکھتے ہیں۔تو سرداران مغرور کہنے لگے کہ جس چیز پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کو نہیں مانتے"۔

چنانچہ جب حضرت صالح علیہ السلام نے دعوت حق دی تو قوم نے آباء و اجداد کے راستہ کو ترک کرنے سے انکار کر دیا۔جس کا تذکرہ قرآن نے یوں کیا ہے:

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ﴿۶۲﴾ 99

"اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا تو انہوں نے کہا کہ میری قوم! خدا ہی کی عبادت کرو۔اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا۔تو اس سے مغفرت مانگو۔اور اس کے آگے توبہ کرو۔ بیشک میرا پروردگار نزدیک بھی ہے اور دعا کا قبول کرنے والا بھی ہے انہوں نے کہا کہ صالح اس سے پہلے ہم تم سے کئی طرح کی امیدیں رکھتے تھے۔اب وہ منقطع ہو گئیں کیا تم ہم کو ان چیزوں سے منع کرتے ہو جن کو ہمارے بزرگ پوجتے آئے ہیں۔اور جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں قوی شک ہے"۔

علامہ ابن جریر طبریؒ لکھتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کی اصلاح کے لیے انھیں اللہ کی طرف بلاتے رہے۔آپ علیہ السلام ان کی کسی سرکشی اور سختی کی پرواہ نہ

Marfat.com

کرتے۔ لیکن ثمود سرکشی اور نافرمانی میں بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ انہوں نے صالح علیہ السلام سے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو نبوت کی دلیل پیش کرو جس پر حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم وسیع وعریض پہاڑ کے قریب پہنچو۔ جب قوم وہاں پہنچی تو پہاڑ پھٹا اور اس کے اندر سے ایک اونٹنی نکلی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کی۔[۱۰۰]

قرآن حکیم نے اس بات کو یوں بیان فرمایا ہے:

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ [۱۰۱]

''صالح نے کہا کہ اے قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک معجزہ آچکا ہے یعنی یہی خدا کی اونٹنی تمہارے لئے معجزہ ہے تو اسے آزاد چھوڑ دو کہ زمین میں چرتی پھرے۔ اور تم اسے بری نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا۔ ورنہ عذاب الیم تمہیں پکڑ لے گا''۔

ان کی قوم نے دعوت حق سے سرکشی اختیار کی اور پیغمبر کی اتباع سے بیزاری کا اظہار کیا اور ان کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا جس کا قرآن حکیم نے اس طرح تذکرہ فرمایا ہے:

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوْۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ۝ [۱۰۲]

''ثمود نے بھی ہدایت کرنے والوں کو جھٹلایا۔ اور کہا کہ بھلا ایک آدمی جو ہم ہی میں سے ہے ہم اس کی پیروی کریں؟ یوں ہو تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں پڑ گئے۔ کیا ہم میں سے اسی پر وحی نازل ہوئی ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ جھوٹا خود پسند ہے۔''

Marfat.com

پس کفار نے اللہ کے رسول اور اللہ کی نشانی کو جھٹلایا اور اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے جس پر انھیں سخت عذاب سے دوچار کر دیا گیا۔

فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا ۖ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُم بِذَنبِهِمْ فَسَوَّاهَا ﴿١٤﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ﴿١٥﴾ ۱۰۳

''مگر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ تو خدا نے اُن کے گناہ کے سبب اُن پر عذاب نازل کیا اور سب کو ہلاک کر کے برباد کر دیا۔ اور اُس کو ان کے بدلہ لینے کا کچھ بھی ڈر نہیں۔''

۹۔ قوم ابراہیم کی ہٹ دھرمی:

اس کے بعد سلطنت بابل کو روئے زمین پر عروج آیا اور بادشاہ وقت نمرود بن کنعان اس حد تک کبر و نخوت کا شکار ہوا کہ اس نے سلطنت کے معبد اعظم میں اپنی سونے کی مورت پوجا کروانے کے لیے رکھ دی۔ اور خود کو الٰہ کا درجہ دے ڈالا۔

سید سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں:

''حضرت مسیحؑ سے قریباً دو ہزار سال پیشتر کا ذکر ہے کہ سلطنت بابل انتہائی عروج پر تھی۔ سلطنت کی مالی حالت مستحکم اور فوجی طاقت زبردست تھی۔ دولت کثیر، امن بسیط نے بادشاہ کے دماغ میں نخوت و غرور اس قدر بھر دیا کہ اس نے سلطنت کے معبد اعظم میں اپنی سونے کی مورت رکھوا کر حکم دیا تھا کہ مخلوق اسی کو سجدہ کرے اور اسی سے منت و نذر و نیاز مانگی جایا کرے۔'' ۱۰۴

یہ وہ زمانہ تھا جب تمام روئے زمین پر کفر و گمراہی کا دور دورہ تھا اور اصنام پرستی عام تھی۔ ابن کثیر کہتے ہیں: اس زمانے میں روئے زمین پر کفر کا دور دورہ تھا اور اصنام پرستی رائج تھی۔ الا یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، ان کی بیوی سارہ اور ان کے بھائی کے بیٹے حضرت لوط علیہ السلام اس مرض کفر و ضلالت سے محفوظ تھے۔

Marfat.com

"..... وهكذا كان أهل حران يعبدون الكواكب والاصنام،
و كل من كان على وجه الارض كانوا كفارا سوى ابراهيم
الخليل و امراته و ابن اخيه لوط عليه السلام۔" ۱۰۵

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دعوت حق کی نشر و اشاعت کے لیے منتخب فرمایا اور انہوں نے شرک و گمراہی کا ابطال فرمایا۔

"وكان الخليل عليه السلام هو الذى ازال الله به تلك
الشرور و ابطل به ذاك الضلال۔" ۱۰۶

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بت پرست اور مشرک قوم کو مختلف طریقوں سے دعوت حق دی جس کا تذکرہ قرآن مجید میں جابجا موجود ہے۔ جس پر کفار نے وہی پرانے گھسے پٹے دلائل پیش کیے جیسا کہ ارشاد ہے:

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۡ وَاَنَا عَلٰي ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۝ ۱۰۷

"جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ کیا مورتیں ہیں جن کی پرستش پر تم معتکف ہو وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے رہے۔ وہ بولے کیا تم ہمارے پاس واقعی حق لائے ہو یا ہم سے کھیل کی باتیں کرتے ہو۔ ابراہیمؑ نے کہا نہیں بلکہ تمہارا رب آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس بات کا گواہ ہوں۔"

Marfat.com

چونکہ جناب ابراہیم علیہ السلام کے باپ بھی دعوت حق کے سخت منکر تھے لہٰذا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑے مدبرانہ اور شائستہ انداز میں اپنے والد صاحب کے سامنے حق و باطل کی وضاحت فرمائی تو انھوں نے دعوت حق سے باز نہ آنے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سنگسار کرنے کی دھمکی اور اپنے سے دور ہو جانے کا حکم دیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ [۱۰۸]

"جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سُنیں اور نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکیں۔ ابا مجھے ایسا علم ملا ہے جو آپ کو نہیں ملا تو میرے ساتھ ہو جائیں میں آپ کو سیدھی راہ پر چلا دوں گا۔ ابا شیطان کی پوجا نہ کیجئے بے شک شیطان خدا کا نافرمان ہے۔ ابا مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ کو خدا کا عذاب آ پکڑے تو آپ شیطان کے ساتھی ہو جائیں۔ اُس نے کہا کہ ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہے اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کر دونگا اور تو ہمیشہ کیلئے مجھ سے دور ہو جا۔ ابراہیم نے سلام علیکم کہا اور کہا کہ میں آپ کے لئے اپنے پروردگار سے بخشش مانگوں گا۔ بے شک وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے۔"

جناب ابراہیم علیہ السلام نے بادشاہ وقت کو بھی الہ واحد کی بندگی کی دعوت دی اور اس کے دربار میں بلا خوف و خطر اسے جھٹلایا اور حق پر ٹھوس دلائل دیے جس پر بادشاہ وقت

Marfat.com

اور اس کے درباری لاجواب ہو گئے اور سمجھ گئے کہ وہ باطل پر ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ سچا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِىۡ حَآجَّ اِبۡرٰهٖمَ فِىۡ رَبِّهٖۤ اَنۡ اٰتٰٮهُ اللّٰهُ الۡمُلۡكَ‌ۘ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىۡ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُۙ قَالَ اَنَا اُحۡىٖ وَاُمِيۡتُ‌ؕ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاۡتِىۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِهَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىۡ كَفَرَ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ‌ۚ ۱۰۹

”بھلا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو اس غرور کے سبب کہ خدا نے اس کو سلطنت بخشی تھی ابراہیم سے پروردگار کے بارے میں جھگڑنے لگا جب ابراہیم نے کہا میرا پروردگار تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے وہ بولا کہ جلا اور مار تو میں بھی سکتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا کہ خدا تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے آپ اسے مغرب سے نکال دیجئے۔ یہ سن کر کافر حیران رہ گیا۔ اور خدا بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔“

جب باطل دلائل سے مغلوب ہو گیا اور حق بغیر قوت و طاقت اور جنگ و جدل کے فاتح بن گیا تو باطل پرستوں نے عقل و خرد سے کام لینے کی بجائے مذہبی جوش و جنون اور اپنی سیاسی بقا کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا پختہ تہیہ کر لیا اور فیصلہ کیا کہ بتوں کی توہین پر انہیں زندہ جلا کر نمونہ عبرت بنا دیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اس عظیم آزمائش میں سرخرو فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا اقۡتُلُوۡهُ اَوۡ حَرِّقُوۡهُ فَاَنۡجٰٮهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ‌ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۱۱۰

”تو اُن کی قوم کے لوگ جواب میں بولے کہ اسے مار ڈالو یا جلا دو۔ مگر خدا نے ان کو آگ سے بچا لیا جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔“

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیغام حق سے شرک و باطل کا پورا نظام ہی زمین

Marfat.com

بوس ہو جاتا لہٰذا اسے بچانے کے لیے ہر طبقہ نے بھرپور مزاحمت کی۔ مولانا مودودی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

"حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں شرک محض ایک مذہبی عقیدہ اور بت پرستانہ عبادات کا مجموعہ ہی نہ تھا بلکہ درحقیقت اس قوم کی پوری معاشی، تمدنی، سیاسی اور معاشرتی زندگی کا نظام اسی عقیدے پر مبنی تھا۔ اس کے مقابلہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام توحید کی جو دعوت لے کر اٹھے تھے اس کا اثر صرف بتوں کی پرستش ہی پر نہ پڑتا تھا بلکہ شاہی خاندان کی معبودیت اور حاکمیت، پوجاریوں اور اونچے طبقوں کی معاشرتی، معاشی اور سیاسی حیثیت، اور پورے ملک کی اجتماعی زندگی اس کی زد میں آجاتی تھی۔ ان کی دعوت کو قبول کرنے کے معنی یہ تھے کہ نیچے سے اوپر تک ساری سوسائٹی کی عمارت ادھیڑ ڈالی جائے اور اسے ازسرنو توحید الٰہ کی بنیاد پر تعمیر کیا جائے۔ اسی لیے ابراہیمؑ کی آواز بلند ہوتے ہی عوام اور خواص، پوجاری اور نمرود سب کے سب بیک وقت اس کو دبانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔" [1]

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم، گھرانے اور بادشاہ وقت کا معاندانہ طرز عمل بدترین شکل اختیار کر گیا تو آپ علیہ السلام نے اپنا گھر اور وطن چھوڑ دیا۔ قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں:

"بادشاہ کو توحید کی آواز پسند نہ آئی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے بادشاہ کو خدائی کے درجہ سے اتر کر بندہ بننا پڑتا تھا۔ اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گھرانہ بھی جو بادشاہ رس تھا، اپنے خاندان کے نونہال سے ناراض ہو گیا، قوم اور سلطنت کی مخالفت دیکھ کر انھوں نے وطن چھوڑ دیا۔" [2]

Marfat.com

۱۰۔قوم موسیٰ؈ اور فرعون کی سرکشی:

پھر اولاد ابراہیمؑ دو بڑی شاخوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جناب اسماعیل کی اولاد میں سے نبی رحمت ﷺ پیدا ہوتے ہیں جو قیامت تک ہادی برحق کے منصب جلیلہ پر فائز ہیں جب کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد بنی اسرائیل کی شکل میں عزت و وقار پاتی ہے۔ اس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام عرب میں آباد ہوئے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل ملک شام میں پروان چڑھی۔

قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں:

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دوست ابراہیم علیہ السلام کو بتا دیا تھا کہ یہ دونوں بیٹے بڑے بابرکت ہوں گے اور بڑی بڑی قوموں کے جد اعلیٰ ہوں گے اور ان کی اولاد کثرت سے گنی نہ جائے گی اس لیے باپ نے خدا کے حکم اور کنبہ والوں کی درخواست پر ان کے علیحدہ علیحدہ ملک تقسیم کر دیے تھے۔ شام کا ملک اسحاق کو دیا ...... عرب کا ملک اسمٰعیل علیہ السلام کو دیا۔'' [۱۱۳]

لیکن بنی اسرائیل انبیاء و رسل کی نافرمانیوں کے سبب زوال سے دوچار ہوئے حتیٰ کہ وہ مصر میں غلام قوم بن کر رہ گئی جس پر بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلانے اور فرعون جیسے سرکش بادشاہ کو راہ راست پر لانے کے لیے اولوالعزم رسول جناب حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا اور انہیں ہدایت فرمائی گئی کہ فرعون جیسے سرکش کو انتہائی نرم و شائستہ انداز میں وعظ و پند کیا جائے تاکہ وہ یاددہانی پر کان دھرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۝ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ [۱۱۴]

''تو تم اور تمہارا بھائی دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد

Marfat.com

میں سستی نہ کرنا۔ دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو رہا ہے۔
اور اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے"۔

چنانچہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام فرعون کو بنی اسرائیل پر ظلم بند کرنے اور ان کے ساتھ بھیجنے اور دعوت حق کو قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور تکذیب پر عذاب الٰہی سے ڈراتے ہیں۔ اور فرعون کو رب العالمین کی صفات اعلیٰ سے آگاہ فرماتے ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے:

فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ۝ إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝ قَالَ فَمَن رَّبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ۝ [115]

"تو اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم آپ کے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں۔ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیجئے اور انہیں عذاب نہ کیجئے۔ ہم آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور جو ہدایت کی بات مانے اس کو سلامتی ہو۔ ہماری طرف یہ وحی آئی ہے کہ جو جھٹلائے اور منہ پھیرے اس کے لئے عذاب ہے۔ اُس نے کہا موسیٰ تمہارا پروردگار کون ہے۔ کہا کہ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل وصورت بخشی پھر راہ دکھائی۔"

لیکن فرعون اور اس کے سرداروں نے حق کو ماننے سے انکار کر دیا اور متکبرانہ انداز اختیار کرتے ہوئے دعوت حق کو جادو قرار دے دیا۔ موسیٰ و ہارونؑ کو ملامت کی کہ وہ ان کو آباء کے دین سے پھیر کر خود بڑائی اور سرداری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا وہ ان کی ہرگز پیروی نہ کریں گے۔

Marfat.com

ارشاد الٰہی ہے:

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ۝ قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ۝ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ۝ [116]

"پھر اُن کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ گنہگار لوگ تھے۔ تو جب اُن کے پاس ہمارے ہاں سے حق آیا تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ موسیٰ نے کہا کیا تم حق کے بارے میں جب تمہارے پاس آیا یہ کہتے ہو کہ یہ جادو ہے حالانکہ جادوگر فلاح نہیں پاتے۔"

یہ امر بھی تعجب ناک ہے کہ شیطان نے بادشاہوں کو یہ راہ دکھائی کہ درحقیقت تم ہی معبود برحق ہو لہٰذا عوام الناس کو اپنی عبادت کی طرف بلاؤ۔

"...... ولکنك اله ، فادع الناس الی عبادتك۔" [117]

فرعون کا قول قرآن نے نقل فرمایا ہے:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِىْ ۚ [118]

"اور فرعون نے کہا کہ اے اہل دربار میں تمہارا اپنے سوا کسی کو خدا نہیں جانتا۔"

چنانچہ فرعون بھی انہی بادشاہوں میں تھا کہ دعوت حق پیش کرنے پر پیغمبروں کو مجنون کہہ کر پروپیگنڈا کرنے لگا اور دھمکی دی کہ اگر میرے علاوہ کسی کو خدا مانا تو قید کر دوں گا۔ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کھلی دلیلیں بھی معجزات دکھلائے لیکن طاغی نے

Marfat.com

انھیں بھی جادو قرار دے دیا۔

ارشادِ الٰہی ہے:

قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰــهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ [119]

"فرعون نے کہا کہ یہ پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے دیوانہ ہے موسیٰ نے کہا کہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو۔ فرعون نے کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تمہیں قید کر دونگا۔ موسیٰ نے کہا خواہ میں آپ کے پاس روشن چیز لاؤں یعنی معجزہ؟ فرعون نے کہا اگر سچے ہو تو اُسے لاؤ"

معجزات دیکھنے کے بعد دین حق کو قبول کرنے کی بجائے سحر کہہ کر نہ صرف دعوت حق کو جھٹلایا بلکہ یہ پروپیگنڈا بھی کیا کہ یہ تمھیں جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال دینا چاہتے ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے:

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ڰ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝ [120]

"فرعون نے اپنے گرد کے سرداروں سے کہا کہ تو تو کاملِ فن جادوگر ہے۔ چاہتا ہے کہ تم کو اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال دے تو تمہاری کیا رائے ہے؟"

سرداروں کے مشورہ پر فرعون نے اپنی خدائی کے تحفظ کے لیے جادوگروں کو طلب کیا۔

ابن جریر طبری کہتے ہیں کہ پندرہ ہزار جادوگر بلوائے گئے۔ [121] لیکن جادوگر

Marfat.com

مقابلہ میں شکست کھا کر حق پر ایمان لے آئے لیکن فرعون نے نصیحت حاصل کرنے کی بجائے ظلم پر کمر کس لی اور نو مسلموں کو سخت سزا دینے کا عندیہ ظاہر کیا۔ یقیناً حق کی دولت ہاتھ آ جانے کے بعد دنیا کی کوئی بھی تکلیف سہنا مشکل نہیں رہتا۔ چنانچہ حق کو سمجھنے والوں نے خوب جواب دیا۔ ارشاد الٰہی ہے:

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَاؕ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِؕ وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی۝ ۱۲۲

"تو آپ کو جو حکم دینا ہو دے دیجئے اور آپ جو حکم دے سکتے ہیں وہ صرف اسی دنیا کی زندگی میں دے سکتے ہیں۔ ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کرے اور اسے بھی جو آپ نے ہم سے زبردستی جادو کرایا اور خدا بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔"

جب حق ساری خلقت پر واضح ہو گیا تو باطل قوتوں نے اہل حق کو نیست و نابود کرنے کی ٹھان لی اور فرعون کے حکم سے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو ذبح کیا جانے لگا اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیا گیا۔ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عظیم آزمائش پر اہل ایمان کو اللہ سے مدد طلب کرنے، استقامت اور صبر اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰی وَقَوْمَهٗ لِیُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَیَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ۝ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ۝ ۱۲۳

"اور قوم فرعون میں جو سردار تھے کہنے لگے کہ کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دیجئے گا کہ ملک میں خرابی کریں اور آپ سے اور آپ

Marfat.com

کے معبودوں سے دستکش ہو جائیں۔ وہ بولے کہ ہم ان کے لڑکوں کو قتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے اور بے شبہ ہم اُن پر غالب ہیں۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو۔ زمین تو خدا کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے۔ اور آخر بھلا تو ڈرنے والوں کا ہے۔"

چنانچہ جب کفر و باطل کے علمبرداروں نے کمزوروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے لوگوں کو لے کر نکلے تو ان سفاک اور درندہ صفت دشمنوں نے مسلح افواج کے ساتھ مظلوموں کا پیچھا کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو نمونہ عبرت بنا دیا۔ ارشاد الٰہی ہے:

فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ ۱۲۴

"غرض انہوں نے اُس کو بڑی نشانی دکھائی۔ مگر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا۔ پھر لوٹ گیا اور تدبیریں کرنے لگا اور لوگوں کو اکٹھا کیا اور پکارا۔ کہنے لگا کہ تمہارا سب سے بڑا مالک میں ہوں۔ تو خدا نے اُس کو دنیا اور آخرت کے عذاب میں پکڑ لیا۔"

یقیناً یہ مالک حقیقی کا انتقام تھا کہ تمام فرعونی فوج اپنے بادشاہ سمیت حق کو جھٹلانے اور معصوم عوام کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانے کی بنا پر غرق کر دی گئی اور کمزور و ناتواں لوگوں کو اس سرزمین کا وارث بنا دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ

Marfat.com

رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ ۱۲۵

''تو ہم نے اُن سے بدلہ لے کر ہی چھوڑا کہ اُن کو دریا میں ڈبو دیا اس لئے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے اور اُن سے بے پروائی کرتے تھے۔ اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے ان کو زمین شام کے مشرق ومغرب کا جس میں ہم نے برکت دی تھی وارث کر دیا اور بنی اسرائیل کے بارے میں اُن کے صبر کی وجہ سے تمہارے پروردگار کا وعدہ نیک پورا ہوا اور فرعون اور قوم فرعون جو محل بناتے اور انگور کے باغ جو چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو ہم نے تباہ کر دیا۔''

۱۱۔ قوم عیسیٰؑ کا معاندانہ رویہ:

بنی اسرائیل کے آخری رسول جناب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں جن کو خالق کائنات نے بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور ماں بیٹے کو نشانی قرار دیا۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰیَةً ۱۲۶

''اور ہم نے مریم کے بیٹے (عیسیٰ) اور اُن کی ماں کو نشانی بنایا تھا۔''

بنی اسرائیل کے اندر بہت زیادہ بگاڑ پیدا ہو چکا تھا لہٰذا ان اختلافات کے دور کرنے اور جادہ حق پر گامزن کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ ابن مریم صریح نشانیاں لے کر آئے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَمَّا جَآءَ عِیْسٰى بِالْبَیِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَیِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ تَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝ ۱۲۷

''اور جب عیسیٰ نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ میں تو تمہارے پاس دانائی کی کتاب لے کر آیا ہوں۔ نیز اس لئے کہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کرتے ہو تم کو سمجھا دوں تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا

Marfat.com

مانو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا رستہ ہے۔"

لیکن بنی اسرائیل نے ان کے معجزات اور کتاب و رسالت کو سحر گردانتے ہوئے حق سے کفر اختیار کیا۔ ارشاد ربانی ہے:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ۱۱۰ (۱۲۸)

"جب خدا فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! میرے اِن احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری اولاد پر کیے۔ جب میں نے روح القدس سے تمہاری مدد کی۔ تم جھولے میں اور جوان ہو کر لوگوں سے گفتگو کرتے تھے اور جب میں نے تم کو کتاب اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تم میرے حکم سے مٹی کا جانور بنا کر اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا تھا اور مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے چنگا کر دیتے تھے اور مردے کو زندہ کر کے قبر سے نکال کھڑا کرتے تھے اور جب بنی اسرائیل کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا جب تم اُن کے پاس کھلے ہوئے نشان لے کر آئے تو جو ان میں سے کافر تھے کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دین موسوی کی تجدید اور اپنے بعد میں آنے والے رسول احمد

Marfat.com

ﷺ کی نوید سنانے والے بھی تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ۱۲۹

"اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں اور جو کتاب مجھ سے پہلے آ چکی ہے یعنی تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا اُن کی بشارت سناتا ہوں پھر جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے"

چنانچہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح وحی الٰہی کی روشنی میں کرنے کی سعی فرمائی اور ان کی بدکرداریوں اور بداطواریوں پر سخت تنبیہ فرمائی تو وہ اس پر سخت سیخ پا ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان لینے کے درپے ہو گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام ناپاک تدبیروں کو ناکام بنا دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِىْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ ۱۳۰

"جب عیسیٰ نے اُن کی طرف سے نافرمانی دیکھی تو کہنے لگے کہ کوئی ہے جو خدا کا طرف دار اور میرا مددگار ہو۔ حواری بولے کہ ہم خدا کے

Marfat.com

مددگار ہیں ہم خدا پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہیں۔ کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ اے پروردگار جو کتاب تو نے نازل فرمائی ہے اُس پر ایمان لے آئے تیرے پیغمبر کے متبع ہو چکے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ رکھ اور وہ ایک چال چلے اور خدا نے بھی تدبیر کی اور وہ خوب تدبیر کرنے والا ہے۔ اس وقت خدا نے فرمایا کہ عیسیٰ! میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور تمہیں کافروں کی صحبت سے پاک کروں گا۔ اور جو لوگ تمہاری پیروری کریں گے اُن کو کافروں پر قیامت تک فائق رکھوں گا۔ پھر تم سب میرے پاس لوٹ کر آؤ گے تو جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے اس دن تم میں ان کا فیصلہ کردوں گا۔"

بنی اسرائیلوں کی بدترین سازشوں اور احکام الٰہی سے بغاوت اور انبیاء کے ساتھ انتہائی ناروا سلوک پر ان پر حضرت داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ بن مریمؑ کی زبان سے لعنت کی گئی۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ [۱۳۱]

"جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی یہ اس لئے نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کرتے تھے"۔

رفع عیسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل شرک وکفر کے اندھیروں میں دھنستی ہی چلی گئی اور معصوم پیغمبروں کو خدا کی اولاد قرار دے کر اپنے جرائم پر پردہ ڈالنے کی ناکام سعی کی۔ نیز تعلیمات عیسیٰؑ میں تحریف کی راہ اختیار کی اور دین حق کو باطل سے خلط ملط کر کے اس کی حقیقی روح مسخ کر ڈالی۔

Marfat.com

۱۲۔ داعی اعظم ﷺ کی تکذیب:

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور رسول اکرم ﷺ کے درمیانی وقفہ کو "دور فترۃ" کہا جاتا ہے جو بقول حافظ ابن کثیر چھ سو سال پر محیط ہے۔ ۱۳۲

چونکہ بنی اسرائیل کے انبیاء و رسل ان کو ایک نبی موعود کی خوشخبریاں سنا چکے تھے جب کہ ان کی کتابوں کے اندر بھی واضح طور پر یہ نشانیاں اور علامات نبی آخرالزماں کے بارے میں موجود تھیں۔ جب مختلف اقوام نے ان پر غلبہ حاصل کیا اور ان کو خوب ذلیل و رسوا کیا تو پھر ان کے اندر احساس ندامت نے جنم لیا اور یہ آرزو کرنے لگے کہ جب وہ آخرالزماں نبی آئے گا تو اس کی معیت میں وہ پھر غالب اور فاتح بن جائیں گے اور اپنے دشمنوں سے اس کا پورا پورا بدلہ چکائیں گے۔

چنانچہ جب مالک و رب کائنات نے دنیا کو کفر و ضلالت سے پاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے آخری نبی و رسول جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو اہل کتاب کی اکثریت نے حسد و بغض کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کی رسالت کی نفی کر دی۔ چونکہ آپ کی بعثت خاص اہل عرب کے لیے اور بعثت عامہ ساری کائنات کے انسانوں کے لیے تھی۔ جیسا کہ قرآن سے تصریح ہوتی ہے:

وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۱۳۳

" کہ تم مکے اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو آگاہ کر دو"۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ "من حولها" سے مراد ساری دنیا ہے۔

"من احیاء العرب، و من سائر طوائف بنی آدم، و من عرب و عجم۔" ۱۳۴

جب آپ ﷺ نے دعوتِ حق کی طرف اہل مکہ کو بلایا جو دعویٰ رکھتے تھے کہ ہم دین ابراہیم پر ہیں۔ تو انہوں نے ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ حالانکہ آپ ﷺ کوئی انوکھی اور نئی بات پیش نہیں کر رہے تھے۔ چونکہ آپ ﷺ کی آمد کا مقصد خاص یہی تھا

Marfat.com

کہ دین ابراہیم میں جو آمیزش کی جا چکی ہے اس کو دعوت حق کے ذریعے سے ختم کر کے دین حنیف کو قائم کیا جائے۔

اس سلسلہ میں شاہ ولی اللہ یوں رقمطراز ہیں:

"رسول اکرم ﷺ ملت حنفی اور دین ابراہیمی واسماعیلی کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے تھے ...... مقصد بعثت یہ تھا کہ عربوں نے جو اصل دین اسماعیلی وابراہیمی حنفی میں کجی پیدا کر دی تھی اور اس میں جو تحریک داخل کر دی تھی اس کو دور کیا جائے اور اصل ملت حنفی کے نور کو عام کیا جائے۔"[۱۳۵]

اس کے بعد شاہ صاحب نے ایک اصولی بات لکھی ہے کہ جب کسی رسول کو مبعوث کیا جاتا ہے تو اس کی ملت کے اصول مسلم اور اس کی سنتیں مقرر ہوتی ہیں۔ لہٰذا نبی مبعوث کی قوم میں اگر کوئی سنت باقی ہوتی ہے تو اس کو بدلنے یا تبدیل کرنے کے کوئی معنی نہیں بلکہ واجب یہ ہوتا ہے کہ اس کو باقی و مقرر رکھا جائے، کیونکہ وہ ان کے نفوس سے میل کھاتی ہیں اور ان کے خلاف حجت قائم کرنے میں سب سے زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے۔ بنو اسماعیل نے اپنے والد مکرم جناب اسماعیلؑ کی سنت وطریقہ اور منہاج وراثت میں پایا تھا۔ وہ اس شریعت پر مدتوں قائم و عامل بھی رہے تا آنکہ عمرو بن لحی نامی شخص نے اس شریعت حنیفہ میں اپنی غلط رائے سے بہت سی چیزیں داخل کر دیں۔ وہ خود بھی گمراہ ہوا اور دوسروں کو بھی بدراہ کرنے کا سبب بن گیا۔ اسی نے بتوں کی پوجا شروع کی اور بہت سے جاہلی طریقے رائج کیے۔ جن کا ذکر کر کے شاہ صاحب نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اس طرح اس شخص نے دین کو باطل کر دیا اور صحیح کو فاسد سے خلط ملط کر دیا اور بنو اسماعیل پر جہالت، شرک اور کفر غالب آ گیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تا کہ ان کی کجی کو سیدھا کریں اور ان کے فساد کی اصلاح کریں۔

"و لما كان الامر على ذلك وجب ان تكون اصول تلك الملة مسلمة و سنتها مقررة، اذالنبى اذا بعث الى قوم فيهم

Marfat.com

بقية سنة راشدة فلا معنى لتغييرها و تبديلها، بل الواجب تقريرها، لانه اطوع لنفوسهم و اثبت عندالاحتجاج عليهم، و كان بنو اسماعيل توارثوا منهاج ابيهم اسماعيل فكانوا على تلك الشريعة الى ان وجد عمرو بن لحى فادخل فيها اشياء برايه الكاسد، فضل و اضل، و شرع عبادة الاوثان و سيب السوائب و بحر البحائر، فهنالك بطل الدين واختلط الصحيح بالفاسد، وغلب عليهم الجهل والشرك والكفر، فبعث الله سيدنا محمدا ﷺ مقيما لعوجهم و مصلحا لفسادهم۔ ۱۳۶

چنانچہ جب آپ ﷺ نے مشرکین و کفار مکہ کی اصلاح و پرداخت وحی الٰہی کی روشنی میں کرنے کی سعی فرمائی تو انھوں نے اپنے فاسد عقائد و نظریات سے انحراف کو پیغام موت جانا۔ نیز رسول رحمت ﷺ کی آمد سے قبل اہل کتاب کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے اور کئی گروہوں میں منقسم ہو کر رہ گئے تھے اور ہر گروہ اپنے آپ کو حق پر کہتا اور دیگر کا ابطال کرتا۔ لہٰذا ان اختلافات کی بناء وہ ایک دوسرے کے نہ صرف انبیاء کو جھٹلا دیتے بلکہ عداوت و عناد کی بنا پر آسمانی تعلیمات و ہدایات کا بھی یکسر انکار کرتے۔ حالانکہ وہ حق کو خوب سمجھتے تھے۔

ان کے خود ساختہ اختلافات کا فیصلہ ہدایت آ جانے کے بعد اب قیامت کو ہی ہوگا۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ ۱۳۷

"اور اُن کو دین کے بارے دلیلیں عطا کیں تو انہوں نے جو اختلاف کیا تو علم کے آچکنے کے بعد آپس کی ضد سے کیا۔ بے شک تمہارا

Marfat.com

پروردگار قیامت کے دن اُن میں اُن باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے فیصلہ کرے گا''۔

اس سلسلہ میں امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''فرمایا کہ مزید برآں ہم نے یہ کیا کہ شریعت کے احکام ان کو نہایت واضح، قطعی اور غیر مشتبہ شکل میں دیے تا کہ ان میں کسی اختلاف یا ان سے فرار کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ لیکن اس سارے اہتمام کے باوجود انھوں نے اختلاف کیا، اور یہ اختلاف اس وجہ سے نہیں کہ اس کے لیے کوئی وجہ موجود تھی بلکہ علم وحی کی روشنی موجود ہوتے ہوئے انھوں نے محض ضدّم ضدّا کے باعث یہ اختلاف برپا کیا جس کا نتیجہ بالآخر یہ نکلا کہ وہ اللہ کی روشنی سے محروم ہو بیٹھے۔ اب قیامت کے دن اللہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا کہ یہ کس حد تک حق بجانب تھے اور کس حد تک اس میں محض ان کی ضد، ہٹ دھرمی اور حریف کو شکست دینے کی خواہش کو دخل رہا ہے۔''[۱۳۸]

ایسی بات بھی ہرگز نہ تھی کہ رسول رحمت ﷺ ان کو کسی نئی اور عجیب چیز کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ یا دعوت اسلام کے بارے میں ان کو کسی قسم کا شک تھا۔ یا داعی اسلام کی شناخت ان کے لیے مسئلہ بنی ہوئی تھی۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ بخوبی پہچان چکے تھے کہ آپ ﷺ ہی نبی برحق ہیں اور وہی پیغام پیش کر رہے ہیں جو ان سے قبل دیگر انبیائے کرام دیا کرتے تھے۔

۱۳۔ ''الاسلام'' تمام انبیاء کا دین:

اسلام کوئی جدید العہد دین نہیں ہے بلکہ یہ تو روز اول سے ہی راہ ہدایت ٹھہرایا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں مولانا مودودی فرماتے ہیں:

''جس روز پہلی مرتبہ اس کرۂ زمین پر انسان کا ظہور ہوا اسی روز خدا

Marfat.com

نے انسان کو بتا دیا تھا کہ تیرے لیے صرف یہ "الاسلام" ہی ایک صحیح طرزِ عمل ہے۔اس کے بعد دنیا کے مختلف گوشوں میں وقتاً فوقتاً جو پیغمبر بھی خدا کی طرف سے انسانوں کی رہنمائی کے لیے مامور ہوئے ہیں ان سب کی دعوت بھی بلا استثناء اسی الاسلام کی طرف رہی ہے جس کی بالآخر محمد ﷺ نے دنیا کو دعوت دی۔" [۱۳۹]

اس طرح اسلام ہی وہ راہ ہدایت ہے جسے خالق انسان نے انسان کی رہنمائی کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ارشادِ الٰہی ہے:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۗ .... الخ۔ [۱۴۰]

"دین تو خدا کے نزدیک اسلام ہے۔"

وہ صرف اسلام ہی کو بنی نوع انسان کے لیے پسند فرما چکا، بقول حافظ ابن کثیر:

"اخبار منه تعالی بانه لا دين عنده يقبله من احد سوى الاسلام، وهو اتباع الرسول فيما بعثهم الله به فى كل حين حتى ختموا بمحمد ﷺ الذى سد جميع الطرق اليه الا من جهة محمد ﷺ"۔ [۱۴۱]

(اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی گئی ہے کہ اُس کے نزدیک اسلام کے سوا کوئی دین قابل قبول نہیں اور اس سے مراد ہر زمانے میں مبعوث ہونے والے رسول کی اتباع ہے۔ یہاں تک کہ سیّدنا محمد ﷺ پر رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔جنہوں نے اپنے علاوہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ہر راستہ بند کر دیا)۔

وھبۃ الذحیلی کہتے ہیں درحقیقت یہ دین مالک حقیقی نے انسان کی تخلیق سے قیامت تک کیلئے پسندیدہ قرار دیا ہے:

"ثم ذكر نوع الدين الذى ارتضاه لعباده من بدء الخليقة الى يوم القيامة: وهو دين الاسلام لا غيره۔" [۱۴۲]

Marfat.com

(پھر اللہ تعالیٰ نے دین کی اُس نوع کا ذکر فرمایا جسے اُس نے مخلوق کی ابتداء سے لیکر قیامت کے دن تک اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے اور وہ دین اسلام ہے کوئی اور دین نہیں)۔

یوں ہر پیغمبر کا دین، جس کی تبلیغ کا کام اسے سونپا گیا، صرف اور صرف ''اسلام'' تھا۔ ''اللہ کی طرف سے جو پیغمبر بھی دنیا کے کسی گوشے اور کسی زمانہ میں آیا ہے، اس کا دین اسلام ہی تھا اور جو کتاب بھی دنیا کی کسی زبان اور کسی قوم میں نازل ہوئی ہے، اس نے اسلام ہی کی تعلیم دی ہے۔'' [۱۴۳]

یہ دین صرف جن وانس کا ہی نہیں بلکہ تمام کائنات کا بھی ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ چونکہ عدل و قسط کو قائم کرنے والا ہے اس وجہ سے اس نے بندوں کو صحیح زندگی گزارنے کا طریقہ بتانے کے لیے ایک دین عطا فرمایا جس کا نام اسلام ہے ...... یہی دین اس کائنات کے تمام نظام تکوینی میں نافذ ہے۔ اسی دین پر فطرت انسانی کی تخلیق ہوئی ہے۔ یہی دین اس نے ابتدا سے تمام نبیوں اور رسولوں پر اتارا۔ اس سے الگ اس نے کسی کو کوئی دین نہیں دیا۔'' [۱۴۴]

مولانا مفتی شفیع ؒ کے الفاظ میں: ''ہر نبی کے زمانہ میں ان کا لایا ہوا دین ہی دین اسلام اور عنداللہ مقبول تھا۔ جو بعد میں یکے بعد دیگرے منسوخ ہوتا چلا آیا، آخر میں خاتم الانبیاء ﷺ کا دین دینِ اسلام کہلایا، جو قیامت تک باقی رہے گا۔'' [۱۴۵]

یوں قرآن حکیم نے تصریح فرمادی کہ اب دین اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین و مذہب ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ [۱۴۶]

''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا''۔

Marfat.com

چنانچہ رسول کریم ﷺ کی شریعت کے بغیر فوز و فلاح کے راستے بند کر دیے گئے ہیں۔ بقول حافظ ابن کثیر:

"فمن لقی اللہ بعد بعثۃ محمد ﷺ بدین علی غیر شریعتہ فلیس بمتقبل" [147]

(پس جو سیّدنا محمد ﷺ کی بعثت کے بعد کسی اور شریعت پر ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اُس کا یہ عمل قابلِ قبول نہیں ہوگا)۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے نزدیک، اسلام کے علاوہ کوئی بھی دین مقبول نہ ہونے کا مطلب ہے:

"دینِ حقیقی کے سوا، جو ایک ہی ہے اور تمام رسولوں کی مشترک تعلیم ہے، انسانی ساخت کی کوئی گروہ بندی مقبول نہیں۔" [148]

محمد علی الصابونی لکھتے ہیں:

"اخبر تعالی بان کل دین غیر الاسلام باطل و مرفوض" [149]

(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اسلام کے علاوہ تمام ادیان (اسلام کے آجانے کے بعد) باطل اور منسوخ ہیں)۔

محولہ بالا آیات میں اسلام کو بطور جنس دین پیش کیا گیا، اس حوالے سے تمام انبیاء و رسل کا دین اسلام ہے۔ اور آپ کا پیش کردہ دین کوئی اجنبی اور انوکھا دین نہ تھا بلکہ قرآن کے الفاظ میں:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ [150]

"اس نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ مقرر کیا جس کا نوح کو حکم دیا

Marfat.com

تھا اور جن کی ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جن کا ابراہیم اور موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ اُن کو دشوار گزرتی ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اُسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے"۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان بھی یہی ہے:

"نحن معشر الانبیاء اولاد علات دیننا واحد" [۱۵۱]

(ہم انبیا کی جماعت علاتی اولاد ہیں اور ہمارا دین ایک ہے)

فتح القدیر میں مقاتل کا قول نقل کیا گیا ہے:

قال مقاتل: "انه شرع لکم و لمن قبلکم من الانبیاء و دینا واحدا" [۱۵۲]

(مقاتل کا قول ہے کہ یہی دین تمہارے لیے اور تم سے قبل انبیاء کے لئے مشروع تھا اور دین ایک ہے۔)

تمام انبیاء کے اصول شرائع میں موافقت پائی جاتی ہے:

"ای بیّن و اوضح لکم الدین ایها المسلمون ما امر به و شرع لنوح اول الرسل بعد آدم علیهما السلام من التوحید و اصول الشرائع التی لم یختلف فیها الرسل و تعافقت علیها الکتب، وما اوحی به الی النبی محمد ﷺ خاتم النبیین من القرآن و شرائع الاسلام و نبذالشرک، وما امر به ابراهیم و موسی و عیسی مما تطابقت علیه الشرائع ......" [۱۵۳]

(اے مسلمانوں اُس نے تمہارے لئے اس دین کو واضح کر دیا جو آدمؑ کے بعد پہلے رسول حضرت نوحؑ کے لئے توحید اور اصول احکام مشروع کیے جن پر دیگر انبیاءؑ نے اختلاف نہیں کیا تھا اور کتب سماوی

Marfat.com

بھی اُن پر متفق تھیں اور جو کچھ اللہ نے نبی محمد ﷺ جو کہ خاتم النبیّن ہیں کی طرف قرآن وحی کیا اور اسلام کے احکام ان کی طرف بھیجے اور شرک کی نفی کردی لہذا جس چیز کا حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو حکم دیا وہی احکام آپ ﷺ کو ملے اس طرح تمام شرائع میں موافقت پائی جاتی ہے)۔

اس طرح حق وصداقت کی دعوت روز اول سے ایک ہی ہے جس میں تغیر وتبدل ممکن نہیں۔ ''وہ (قرآن) بار بار کہتا جس راہ کی میں دعوت ہوں، وہ کوئی نئی راہ نہیں ہے، اور نہ سچائی کی راہ نئی ہوسکتی ہے۔ یہ وہی راہ ہے جو اول روز سے موجود ہے اور تمام مذاہب کے داعیوں نے اسی کی طرف بلایا ہے۔'' ۱۵۴

بقول سید سلیمان ندوی:

''دنیا میں جس قدر پیغمبر آئے وہ ایک ہی دین اور ایک ہی عقیدہ لے کر آئے۔'' ۱۵۵

چونکہ تمام انبیاء ورسل کی دعوت اور مشن ایک تھا۔ لہٰذا ان سب کا دین بھی ایک تھا۔ اس سلسلہ میں مولانا مودودی فرماتے ہیں:

''محمد ﷺ کسی نئے مذہب کے بانی نہیں ہیں۔ نہ انبیاء علیہم السلام میں کوئی اپنے کسی الگ مذہب کا بانی گزرا ہے۔ بلکہ اللہ کی طرف سے ایک ہی دین ہے جسے شروع سے تمام انبیاء پیش کرتے چلے آرہے ہیں اور اسی کو محمد ﷺ بھی پیش کررہے ہیں''۔ ۱۵۶

بلاشبہ داعی اعظم حضرت محمد ﷺ کا لایا ہوا پیغام حق نہ صرف تمام اختلافات کا حل پیش کرتا ہے بلکہ اولاد آدم کو ابلیسی حربوں سے نجات دلا کر خالق حقیقی سے ملاتا ہے تاکہ ہر فرد دنیا وآخرت میں فوز وفلاح پا سکے۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ النحل ۹:۱۶
۲۔ البقرہ ۳۸:۲
۳۔ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس، ۶/۱
۴۔ فی ظلال القرآن: ۲۱۶/۱
۵۔ سیرت سرور عالم ﷺ: ۶۳/۱
۶۔ یونس ۱۹:۱۰
۷۔ البقرہ ۲۱۳:۲
۸۔ صحیح مسلم شریف، کتاب الایمان، باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا، ۱۲۷/۱
۹۔ تفسیر القرآن العظیم: ۳۳۷/۱
۱۰۔ تدبر قرآن: ۵۰۳/۱
۱۱۔ البقرہ ۲۱۳:۲
۱۲۔ النمل ۴۵:۲۷
۱۳۔ المومنون ۴۴:۲۳
۱۴۔ ق ۱۴:۵۰
۱۵۔ الانعام ۵:۶
۱۶۔ آل عمران ۱۸۴:۳
۱۷۔ صحیح بخاری، کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی ۱۰۴/۱، سبل الھدی: ۲۳۶/۲
۱۸۔ سبا ۲۸:۳۴
۱۹۔ الفرقان ۱:۲۵
۲۰۔ الشوری ۱۴:۴۲
۲۱۔ تفسیر القرآن العظیم: ۱۳۹/۴
۲۲۔ النحل ۶۴:۱۶
۲۳۔ فاطر ۴۲:۳۵
۲۴۔ تفسیر المنیر: ۶۲۷/۱۱
۲۵۔ الصٰفٰت ۱۶۷:۳۷۔۱۷۰
۲۶۔ تفہیم القرآن: ۲۴۱/۴
۲۷۔ الدر المنثور فی التفسیر الماثور، ۴۸۰/۵
۲۸۔ تدبر قرآن: ۳۹۲/۶
۲۹۔ تدبر قرآن: ۳۹۳/۶
۳۰۔ فاطر ۴۳:۳۵
۳۱۔ الانعام ۱۵۶:۶۔۱۵۷
۳۲۔ تفسیر القرآن العظیم ۲۴۱/۳
۳۳۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۲۰۲/۱
۳۴۔ مسند احمد، رقم الحدیث (۱۱۷۶۷): ۱۲۰/۳
۳۵۔ الانفال ۴۲:۸
۳۶۔ تفسیر الطبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن: ۸۱/۴
۳۷۔ الحجر ۲۶:۱۵۔۲۷
۳۸۔ البدایۃ والنہایۃ: ۷۹/۱
۳۹۔ تاریخ الامم والملوک: ۸۴/۱ ، الکامل فی التاریخ: ۲۵/۱
۴۰۔ الکامل فی التاریخ: ۲۵/۱
۴۱۔ الکامل فی التاریخ: ۲۵/۱

Marfat.com

۴۲ البدایہ والنہایہ:۱/۶۲
۴۳ موسوعۃ صحیح مسلم:۱۱۶۴
۴۴ تفسیر المنیر:۱۴/۳۵
۴۵ البدایۃ والنہایۃ:۱/۶۲
۴۶ تفسیر القرآن العظیم:۱/۱۱۳
۴۷ البقرہ ۲:۳۰
۴۸ تفسیر الطبری:۱/۱۸۴
۴۹ تفسیر القرآن العظیم:۱/۱۰۵
۵۰ صفوۃ التفاسیر:۱/۴۹
۵۱ تفسیر ابن کثیر:۱/۱۰۹
۵۲ الحجر ۱۵:۲۸-۳۱
۵۳ البقرہ ۲:۳۴
۵۴ البدایۃ والنہایۃ:۱/۶۰-۶۱
۵۵ البدایۃ والنہایۃ:۱/۶۰-۶۱
۵۶ الدر المنثور فی التفسیر الماثور:۱/۱۰۲
۵۷ بنی اسرائیل ۱۷:۶۲-۶۵
۵۸ الاعراف ۷:۱۳-۱۸
۵۹ تدبر قرآن:۴/۶۰۵
۶۰ تفسیر القرآن العظیم:۲/۲۷۳
۶۱ فی ظلال القرآن:۵/۲۲۳۹
۶۲ تدبر قرآن:۳/۷۶۴
۶۳ الاعراف ۷:۱۹-۲۲
۶۴ طٰہٰ ۲۰:۱۱۷-۱۲۰
۶۵ البقرہ ۲:۳۶
۶۶ تفسیر القرآن العظیم:۲/۱۱۷
۶۷ الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل:۱/۱۲۸
۶۸ تفسیر الطبری، جامع البیان عن تاویل ای القرآن:۱/۱۹۷-۱۹۸
۶۹ طٰہٰ ۲۰:۱۲۳
۷۰ تدبر قرآن:۱/۱۲۶
۷۱ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس، ج۱/۶
۷۲ تفسیر القرآن العظیم:۱/۱۲۱
۷۳ المصدر السابق
۷۴ تفہیم القرآن:۵/۱۰۲
۷۵ معارف القرآن:۱/۱۴۷
۷۶ تدبر قرآن:۶/۷۹
۷۷ فی ظلال القرآن:۱/۵۹
۷۸ الشعراء ۲۶:۱۱۶
۷۹ تفسیر القرآن العظیم:۳/۴۵۴
۸۰ الاعراف ۷:۶۰
۸۱ نوح ۷۱:۷
۸۲ ہود ۱۱:۲۷
۸۳ تفسیر القرآن الحکیم:۲/۵۸۲
۸۴ پیغمبرانہ منہاج دعوت، ص ۸۷
۸۵ ہود ۱۱:۲۹
۸۶ ہود ۱۱:۳۲
۸۷ الاعراف ۷:۲۷

Marfat.com

۸۸ تفسیر القرآن العظیم:۲/۲۷۹
۸۹ پیغمبرانہ منہاج دعوت، ص۹۳
۹۰ الفجر۸۹:۷-۸
۹۱ البدایۃ والنہایۃ :۱/۱۸۹
۹۲ الاعراف ۷:۶۵-۶۸
۹۳ تاریخ الامم والملوک:۱/۱۶۰
۹۴ حم السجدۃ۴۱:۱۵
۹۵ الشعراء ۲۶:۱۳۰-۱۳۱
۹۶ ھود ۱۱:۵۹
۹۷ الاعراف ۷:۷۰-۷۲
۹۸ الاعراف ۷:۷۴-۷۶
۹۹ ھود۱۱:۶۱-۶۲
۱۰۰ تاریخ الامم والملوک:۱/۱۶۷-۱۶۸
۱۰۱ الاعراف ۷:۷۳
۱۰۲ القمر۵۴:۲۳-۲۵
۱۰۳ الشمس۹۱:۱۴-۱۵
۱۰۴ رحمۃ اللعالمین:۱/۲۵
۱۰۵ البدایہ والنہایہ:۱/۱۵۷
۱۰۶ ایضاً
۱۰۷ الانبیاء ۲۱:۵۲-۵۶
۱۰۸ مریم۱۹:۴۲-۴۷
۱۰۹ البقرہ۲:۲۵۸
۱۱۰ العنکبوت۲۹:۲۴
۱۱۱ تفہیم القرآن:۱/۵۵۶
۱۱۲ رحمۃ اللعالمین:۲/۲۵
۱۱۳ رحمۃ للعالمین:۱/۲۶-۲۷
۱۱۴ طٰہٰ ۲۰:۴۲-۴۴
۱۱۵ طٰہٰ ۲۰:۴۷-۵۰
۱۱۶ یونس۱۰:۷۵-۷۸
۱۱۷ تاریخ الامم والملوک،۱/۱۳۲
۱۱۸ القصص ۲۸:۳۸
۱۱۹ الشعرآء۲۶:۲۷-۳۱
۱۲۰ الشعراء۲۶:۳۴-۳۵
۱۲۱ تاریخ الامم والملوک:۱/۲۹۳
۱۲۲ طٰہٰ ۲۰:۷۲-۷۳
۱۲۳ الاعراف ۷:۱۲۷-۱۲۸
۱۲۴ النازعات۷۹:۲۰-۲۵
۱۲۵ اعراف ۷:۱۳۶-۱۳۷
۱۲۶ المومنون۲۳:۵۰
۱۲۷ الزخرف ۴۳:۶۳-۶۴
۱۲۸ المائدہ۵:۱۱۰
۱۲۹ الصف۶۱:۶
۱۳۰ آل عمران۳:۵۲-۵۵
۱۳۱ المائدہ ۵:۷۸
۱۳۲ تفسیر ابن کثیر:۱/۴۲۷
۱۳۳ الانعام۶: ۹۲
۱۳۴ تفسیر القرآن العظیم:۲/۲۱۱
۱۳۵ حجۃ اللہ البالغہ:۱/۱۲۴
۱۳۶ ایضاً،۱/۱۲۴-۱۲۵
۱۳۷ الجاثیہ۴۵:۱۷

Marfat.com

۱۳۸ تدبر قرآن: ۷/ ۳۱۶

۱۳۹ تفہیم القرآن: ۲/ ۵۲۸

۱۴۰ آل عمران ۳: ۱۹

۱۴۱ تفسیر القرآن العظیم: ۱/ ۴۷۲

۱۴۲ تفسیر المنیر: ۱/ ۱۹۴

۱۴۳ تفہیم القرآن: ۱/ ۲۴۰

۱۴۴ تدبر قرآن: ۲/ ۵۲

۱۴۵ معارف القرآن ۱/ ۳۷

۱۴۶ آل عمران ۳: ۸۵

۱۴۷ تفسیر القرآن العظیم: ۱/ ۴۷۲

۱۴۸ ترجمان القرآن ۱/ ۲۰۹

۱۴۹ صفوۃ التفاسیر: ۱/ ۲۱۵

۱۵۰ الشوریٰ ۴۲: ۱۳

۱۵۱ فتح القدیر: ۱/ ۵۳۰

۱۵۲ ایضاً

۱۵۳ تفسیر المنیر: ۱۳/ ۴۱

۱۵۴ ترجمان القرآن: ۱/ ۲۰۱

۱۵۵ سیرۃ النبی ﷺ: ۴/ ۱۹۱

۱۵۶ تفہیم القرآن: ۴/ ۶۷۷

☆......☆......☆

Marfat.com

بابِ دوم:

دینِ حق کی مخالفت کے اسباب و محرکات

خطہ عرب عرصہ دراز سے ہدایت الٰہی کے نور سے محروم چلا آ رہا تھا جس کی بنا پر باشندگانِ عرب جہالت و گمراہی کا شکار تھے اور ہر سُو کفر و ضلالت کا بسیرا تھا۔ کیونکہ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ ہدایات و تعلیمات کو مسخ ہوئے بھی کئی صدیاں بیت چکی تھیں۔ اور اسی قسم کی حالت سے ساری دنیا دوچار تھی۔

چنانچہ رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور دنیا کو کفر و شرک کی ذلت سے نجات کا وعدہ نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی بعثت کی شکل میں نمودار ہوا۔ چونکہ عرب جن میں آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ ہوئی وہ توحید و رسالت کے اسباق سے مدتوں سے بے خبر آ رہے تھے لہٰذا جب خاتم النبیین ﷺ نے کوہ صفا سے صدائے حق لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند فرمایا تو عرب حواس باختہ ہو گئے۔

عرب کسی طرح یقین کرنے پر تیار نہ ہوئے کہ انہی میں سے ایک رسول بھی بن سکتا ہے جس کی زندگی کے شب و روز ان کے سامنے تھے۔ نیز ایسی تبلیغ اور وعظ جس سے ان کے صدیوں سے قائم آبائی مذہبی نظام کو دھتکارا جائے، انہیں کسی صورت قبول نہ تھا۔ لہٰذا اہل عرب خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے تاکہ اس نئے نظام توحید و رسالت سے اپنے مذہبی، معاشی، سیاسی نظام کو محفوظ بنایا جا سکے۔ اس کے لیے معاندینِ حق نے باقاعدہ منصوبہ بندی کی تاکہ ہر میدان میں دینِ اسلام کو شکست سے دوچار کیا جا سکے۔

اس باب میں اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ وہ کون سے اسباب تھے جن کی بنا پر کفارِ مکہ اسلام کو بطور دین اختیار کرنے سے احتراز کرتے تھے۔

Marfat.com

ا۔ مذہبی اجارہ داری کے خاتمے کا خوف:

دین و مذہب اس کائنات میں انسان کی سب سے بڑی اور اہم ترین ضرورت ہے۔ جس کے بغیر انسانی زندگی میں فوز وفلاح کا تصور ہی محال ہے۔ اس لیے ہر فرد، قوم اور جماعت ہدایت و رہنمائی کے لیے اکابرین امت و ملت کے نقش قدم پر چلنے کی ہر ممکن سعی کرتی ہے۔ لیکن بعض اوقات بعض مذہبی پیشواؤں نے صلحائے امت کی ہدایات و تعلیمات سے انحراف برتا جس سے وہ صراط مستقیم سے بھٹک گئے اور آنے والی نسلوں نے حقائق سے بے خبری کی بنا پر آباء واجداد کے طریق زندگی کی اندھی تقلید سے کفر وضلالت کو ہی خیر وحق سمجھ کر اختیار کیے رکھا۔ جیسے عمرو بن لحی نے ملت ابراہیمی میں تحریف کرتے ہوئے بتوں کو نصب کیا اور بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حامی کی حمایت کی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"انه كان اول من غير دين اسماعيل، فنصب الاوثان، و بحر البحيرة و سيب السائبة، ووصل الوصيلة، وحمى الحامي"۔ [1]

اسی بنا پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ عمرو بن لحی کی انتڑیاں آگ میں گھسیٹی جاتی تھیں:

"قال: رايت عمرو بن عامر بن لحي يجر قصبه في النار فسالته عمن بيني و بينه من الناس فقال: هلكوا"۔ [2]

اس طرح عرب میں توحید خالص کی جگہ بتوں کی پوجا نے لے لی اور اسی بت پرستی میں ان کی کئی نسلیں گزر گئیں یہاں تک کہ اخیر میں آنے والی نسلوں کا بت پرستی پر پورا اعتقاد ہو گیا اور ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے اصل دین کو بھول گئے۔ البتہ چند باتیں ابراہیمی مناسک کی جیسے تعظیم بیت اللہ، طواف خانہ کعبہ، حج، عمرہ، قربانی، حج وغیرہ کا احرام باندھنا وغیرہ ان میں باقی تھیں۔ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت قبیلہ کنانہ و قریش احرام باندھتے وقت توحید کے ساتھ بتوں کی عظمت بھی اعلانیہ بیان کرتے۔

Marfat.com

ابن اسحاق کہتے ہیں:

"...... ونسوا ما كانوا عليه ، واستبدلوا بدين ابراهيم و اسماعيل غيره، فعبدوا الاوثان، و صاروا الى ما كانت عليه الامم قبلهم من الضلالات۔

وفيهم على ذلك بقايا من عهد ابراهيم يتمسكون بها: من تعظيم البيت، الطواف به ، والحج و العمرة ...... والاهلال بالحج والعمرة مع اذ خالهم فيه ما ليس منه۔ فكانت كنانة و قريش اذا اهلوا قالوا: "لبيك اللهم لبيك لا شريك لك، الا شريك هو لك تملكه و مالك"...... فيوحدونه بالتلبية، ثم يدخلون معه اصنامهم و يجعلون ملكها بيده۔ [۳]

اس طرح صدیوں سے نسل در نسل توحید خالص سے لاعلمی نے انہیں کفر و شرک میں پختہ تر کر دیا۔ چنانچہ قریش مکہ نے بت پرستی کو ہی حقیقی دین جانا۔ اباواجداد سے فطری محبت و مودت کی بنا پر قریش ان کے عقائد، اعتقادات کو نہ صرف جوں کا توں رکھنے پر مصر تھے بلکہ ان کے رسوم و رواج کو مذہبی ورثہ کے طور پر اپنی ہدایت و ضرورت کے لیے کافی و شافی خیال کرتے تھے۔

ارشاد الٰہی ہے:

قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ط [۴]

"کہتے ہیں کہ جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے وہی ہمیں کافی ہے"۔

اس صورت حال میں جب نبی خاتم ﷺ نے قریش کے جاہلی وقدیمی مذہب کی اصلاح کے لیے توحید خالص کی دعوت دی تو پورا مکہ آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گیا کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اگر یہ دعوت حق عام ہو گئی تو صدیوں سے ان کی مذہبی اجارہ داری کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس لیے انھوں نے دعوت حق کو قبول کرنے کے بجائے علمی و عملی

Marfat.com

محاذ قائم کیے تا کہ حق کو جھٹلایا جا سکے۔

قریش مکہ کو بتوں کی پرستش پر کوئی شرمندگی نہ تھی بلکہ وہ تو آبائی عقائد و نظریات کے ورثہ پر ناز کرتے تھے اور اسے منشائے الٰہی گردانتے، کہ اگر ہم بت پرستی کرتے ہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے اور اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے آباء و اجداد۔

قرآن حکیم نے ان کی کٹ حجتی کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا ۵

"جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے"۔

درحقیقت معاندین کا یہ طرزِ عمل کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہر پیغمبر کو اسی قسم کے جوابات سننا پڑے کیونکہ مذہبی طبقہ اپنی مذہبی بالادستی اور تفوق کو قائم رکھنے کے لیے ایسی ہی احمقانہ دلیلیں دیتا رہا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ان کی عزت و احترام اور مفادات کا رکھوالا یہی باطل نظام ہے اگر یہ زمین بوس ہو گیا تو ان کی ساری آن بان کا نام و نشان بھی مٹ جائے گا۔اس لیے یہ مذہبی طبقہ اپنے نظام کفر و شرک پر اصرار کرتا ہے تا کہ ان کا تقدس بھی بحال رہے۔

لہٰذا مشرکین و کفار اپنے آباء و اجداد کے طریق حیات کو ہی اپنے لیے باعث فوز و فلاح گردانتے ہیں اور ان عقائد و نظریات سے انحراف یا ان میں تغیر و تبدل کو باعث زوال سمجھتے ہیں چونکہ پیغام حق کو وہ اپنے مذہبی مقام و منصب کے لیے پیام موت تصور کرتے ہیں اس لیے حق کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

اس سلسلہ میں شبلی نعمانی لکھتے ہیں۔

> "ناتربیت یافتہ اور تندخو قوموں کا خاصہ ہے کہ کوئی تحریک جو ان کے آبائی رسم و عقائد کے خلاف ہو ان کو سخت برہم کر دیتی ہے۔ان کے ساتھ ان کی مخالفت محض زبانی نہیں ہوتی اور ان کی تشنگی انتقام کو خون کے سوا کوئی چیز بجھا نہیں سکتی۔" ۶

Marfat.com

قرآن حکیم میں جا بجا مختلف اقوام کے تذکرہ میں اس حقیقت کا اظہار موجود ہے۔ قوم نوح کے سردار جناب نوح علیہ السلام سے اپنے قدیمی مذہب بت پرستی پر ڈٹ جانے کا عہد کرتے ہیں اور حق کے پرچار پر انہیں سنگسار کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے:

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ [7]

"کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور وَد اور سواع اور یعوق اور نسر کو کبھی ترک نہ کرنا"۔

بتوں کی مذمت پر دھمکی کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا گیا ہے:

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ۝ [8]

"انہوں نے کہا کہ نوح اگر تم باز نہ آؤ گے تو سنگسار کر دیئے جاؤ گے"۔

اسی طرح قوم عاد حضرت ھود علیہ السلام سے اعلانیہ کہتی ہے کہ تیرے کہنے پر ہم باپ دادا کے دین کو ترک نہیں کر سکتے لہٰذا جو عذاب لانا ہے لے آؤ۔ ہم ہرگز اس راہ سے دستبردار نہ ہوں گے:

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ [9]

"کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم اکیلے خدا ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں ان کو چھوڑ دیں؟ تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو اسے لے آؤ"۔

اسی قسم کا جواب فرعون اور اس کے متکبر سرداروں اور وزیروں نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو دیا تھا کہ آپ ہمارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں ہمارے دین سے پھیر دیں۔ جو ہمارے آباء واجداد سے چلا آ رہا ہے۔ لہٰذا ہم اسے ہرگز ترک نہ کریں گے کیونکہ تم تو چاہتے ہو کہ ہمیں گمراہ کر کے اس ملک کے سردار بن جاؤ۔

ارشادِ الٰہی ہے:

Marfat.com

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ [10]

"وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لے آئے ہو کہ جس راہ پر ہم اپنے باپ دادا کو پاتے رہے ہیں اس سے ہم کو پھیر دو۔ اور اس ملک میں تم دونوں کی سرداری ہو جائے اور ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں"۔

چنانچہ نبی خاتم ﷺ کے مخاطبین بستی ام القراء کے مکینوں نے بھی دعوت حق پر لبیک کہنے کی بجائے آباء واجداد کے قدیم مذہب بت پرستی پر قانع رہنے کو ترجیح دی تا کہ ان کی مذہبی حیثیت کو کوئی زک نہ پہنچے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ [11]

"اور جب اُن لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب خدا نے نازل فرمائی ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں نہیں بلکہ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا"۔

چونکہ مفاد پرست ٹولے شیطانی چالوں میں گرفتار ہوتے ہیں لہٰذا ان کے لیے کوئی معجزہ اور دلیل کارگر نہیں ہوتی۔ حالانکہ یہ امر تعجب انگیز ہے کہ وہ اپنے شرکیہ وکفریہ عقائد کے حوالے سے کوئی جامع اور ٹھوس ثبوت نہیں رکھتے۔ جبکہ حق کے حوالے سے بین دلائل و براہین کو بھی ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ تقریباً ہر دور میں منکرین حق کا یہی وطیرہ رہا ہے جیسے کہ قرآن حکیم میں ان کی اس فرسودہ دلیل کے بارے میں واضح کیا گیا ہے کہ ہر قوم کے خوشحال لوگوں نے اباء کی تقلید کو ہی دلیل مانا اور حق کا انکار کیا۔

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓي اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ

Marfat.com

اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ [۱۲]

"یا ہم نے اس کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی تھی تو یہ اس سے سند پکڑتے ہیں۔ بلکہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک رستے پر پایا ہے اور ہم انہیں کے قدم بقدم چل رہے ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے تم سے پہلے کسی بستی میں کوئی ہدایت کرنے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راہ پر پایا ہے اور قدم بقدم اُن ہی کے پیچھے چلتے ہیں۔ پیغمبر نے کہا اگرچہ میں تمہارے پاس ایسا دین لاؤں کہ جس رستے پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا وہ اس سے کہیں سیدھا رستہ دکھاتا ہو کہنے لگے کہ جو دین تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کو نہیں مانتے"۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"شرک کی سند ان کے پاس ایک اور صرف ایک ہے اور وہ اپنے باپ دادوں کی تقلید کہ وہ جس دین پر تھے ہم اسی پر ہیں اور رہیں گے...... ان کا جواب بھی نبیوں کی تعلیم کے مقابلہ میں یہی تقلید کو پیش کرنا تھا...... حقیقت یہ ہے کہ سرکشی میں یہ سب یکساں ہیں۔" [۱۳]

چونکہ قریش اپنی ہر بدعت و شرک اور تصور دین کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب کرتے تھے اس لیے جناب ابراہیم کے اسوہ حسنہ کو قرآن مجید کے متعدد مقامات پر اجاگر کر کے بتایا گیا کہ وہ تو بت پرستی سے شدید نفرت رکھتے تھے اور نہ صرف اپنی قوم کو گمراہ ٹھہراتے بلکہ ان کے آباء و اجداد کے گمراہ ہونے پر بھی مہر تصدیق ثبت فرماتے تھے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

Marfat.com

فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ ۱۴

''جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ کیا مورتیں ہیں۔ جن کی پرستش پر تم معتکف ہو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے۔ ابراہیم نے کہا کہ تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے رہے''۔

پھر قریش مکہ پر واضح کیا جا رہا ہے کہ عقیدہ ابراہیم کے مطابق یہ بت تو بے ضرر اشیا تھیں جو نہ سن سکیں نہ دیکھ سکیں اور نہ کسی کے کسی کام آ سکیں۔ انھوں نے تو واضح طور پر بتوں کو نا قابل پرستش قرار دیا اور اسے شیطان کی پوجا بتایا اور بت پرستی کے باطل ہونے پر ہی تو قوم سے ٹکر لی اور قوم ان کی شدید مخالف ہو گئی۔ باپ نے سنگسار کرنے کی دھمکی تک دے دی۔ لہٰذا تمہارا یہ گمان بالکل غلط ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس قسم کے کسی بھی شرک میں مبتلا تھے۔

فرمان حق تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْــــًٔا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ قَدْ جَاۗءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ ۱۵

''اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو بے شک وہ نہایت سچے پیغمبر تھے۔ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں۔ جو نہ سنیں اور نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کچھ کام آ سکیں۔ ابا مجھے ایسا علم ملا ہے جو آپ کو نہیں ملا تو میرے ساتھ ہو جائیں۔ میں آپ

Marfat.com

کو سیدھی راہ پر چلادوں گا۔ ابا شیطان کی پوجا نہ کیجئے بے شک شیطان خدا کا نافرمان ہے۔ ابا مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ کو خدا کا عذاب آ پکڑے تو آپ شیطان کے ساتھی ہو جائیں۔ اُس نے کہا کہ ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہے۔ اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا اور تو ہمیشہ کیلئے مجھ سے دور ہو جا"۔

اس طرح جناب ابراہیم علیہ السلام سے شرک و بدعات منسوب کرنا انتہائی لغو بات ہے کیونکہ وہ تو اعلانیہ ہر قسم کی بت پرستی اور شرک سے بیزاری کا اظہار فرما رہے ہیں اور ابراہیمؑ اپنی اولاد میں توحید کو خوب راسخ کر گئے اور یہی ان کا حقیقی مشن تھا تاکہ آئندہ نسلیں بھی شرک سے دور رہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ [16]

"جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ جن چیزوں کو تم پوجتے ہو میں اُن سے بیزار ہوں۔ ہاں جس نے مجھ کو پیدا کیا وہی مجھے سیدھا رستہ دکھائے گا۔ اور یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے تاکہ وہ رجوع رہیں"۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"قریشی کفار نیکی اور دین کے اعتبار سے چونکہ خلیل اللہ امام الحنفا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے سنت ابراہیمی ان کے سامنے رکھی کہ دیکھو جو اپنے بندے آنے والے تمام نبیوں کے باپ، اللہ کے رسول امام الموحدین تھے۔ انھوں نے کھلے لفظوں میں نہ صرف اپنی قوم سے بلکہ سگے باپ سے بھی کہہ دیا کہ مجھ سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ میں سوائے اپنے

Marfat.com

سچے اللہ کے جو میرا خالق اور ہادی ہے تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں سب سے بے تعلق ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی اس جرأت، حق گوئی اور جوشِ توحید کا بدلہ یہ دیا کہ کلمہ توحید کو ان کی اولاد میں ہمیشہ کے لیے باقی رکھ لیا۔ ناممکن ہے کہ آپ کی اولاد میں اس پاک کلمے کے قائل نہ ہوں۔ انہی کی اولاد اس کلمہ توحید کی اشاعت کرے گی اور سعید روحیں اور نیک لوگ اسی گھرانے سے توحید سیکھیں گے۔ غرض اسلام اور توحید کا معلم یہ گھرانہ قرار پا گیا۔''[17]

ان دلائل کے بعد قریش کو چاہیے تھا کہ اپنے مذہبی مناصب و مفادات کو خیرباد کہہ کر دعوت توحید پر لبیک کہتے لیکن انھوں نے انکار ہی کیا۔ تو پھر وحی الٰہی کی روشنی میں رسول اکرم ﷺ نے بتوں کی اعلانیہ مذمت فرمائی اور اسوہ ابراہیمؑ کے مطابق بت پرستوں کو ڈرایا کہ وہ اور جن کی وہ پوجا کرتے ہیں سب جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ ارشاد الٰہی ہے:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ [18]

''کافرو اس روز تم اور جن کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہوں گے''۔

قریش مکہ اپنے معبودان باطل کی تحقیر پر سخت نالاں ہوئے اور پورے شدومد سے داعی حق کی مخالفت کی اور دعوت حق کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کا پختہ عزم کر لیا۔

مولانا شبلی نعمانی کی رائے میں مشرکین و کفار مکہ کو اسلام سے معاندت کا سب سے بڑا سبب یہی تھا۔ وہ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

''مخالفت کی جو سب سے بڑی وجہ تھی اور جس کا اثر تمام قریش بلکہ تمام عرب پر یکساں تھا یہ تھا کہ جو معبود سیکڑوں برس سے عرب کے حاجت روائے عام تھے اور جن کے آگے وہ ہر روز پیشانی رگڑتے تھے اسلام ان کا نام ونشان مٹاتا تھا۔''[19]

Marfat.com

ابن اسحاق کے مطابق دعوت کے اعلان پر مشرک مزاحم نہیں ہوئے۔ جب تک آپ ﷺ نے ان کے معبودوں کو برا نہیں کہا اور جب آپ ﷺ نے برا کہنا شروع کیا تو وہ نہایت خفا ہوئے اور آپ ﷺ کی دشمنی پر اتفاق کیا۔

"When the apostle openly displayed Islam as God Ordered him his people did not withdraw of turn against him, so far as I have heard, until he spoke disparagingly of their gods. When he did that they took great offence and resolved an animously to treat him as an enemy." [20]

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے خفیہ اور اعلانیہ اسلام کی طرف بلایا تو بہت سے لوگ ایمان لائے اور کفار نے ان کو چھیڑنا مناسب نہ سمجھا بلکہ جب یہ ان کے پاس سے گزرتے تو وہ کہتے یہ عبدالمطلب کا لڑکا آسمانی تعلیمات کی باتیں کرتا ہے۔

ابن جوزی نے امام زہری کا قول نقل کیا ہے:

”عن الزهری قال: دعا رسول الله ﷺ الی الاسلام سرا و جهرا، فاستجاب لله من شاء من احداث الرجال و ضعفاء الناس، حتی کثر من آمن به، و کفار قریش غیر منکرین لما یقول۔ فکان اذا مر علیهم فی مجالسهم یشیرون الیه: ان غلام بنی عبدالمطلب لیکلم من السماء۔“ [21]

(امام زہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی طرف پوشیدہ اور اعلانیہ دعوت دی تو نئے نئے لوگوں اور کمزور لوگوں میں سے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے چاہا انھوں نے اس دعوت کو قبول کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ پر ایمان لانے والے کثیر التعداد ہو گئے اور کفارِ قریش بھی جو کچھ آپ ﷺ فرماتے اُس کا انکار نہیں کرتے تھے پس جب آپ ﷺ اُن کی مجلس کے پاس

Marfat.com

سے گزرتے تو وہ آپ ﷺ کی طرف اشارہ کر کے کہتے کہ بنو عبدالمطلب کا یہ لڑکا آسمانی (وحی) سے متعلق باتیں کرتا ہے)۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ نے ان کے معبودوں کو برا بھلا کہا اور ان کے آباء کو کفر پر قرار دیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی بھرپور مخالفت کی۔ ابن جوزی لکھتے ہیں:

"فکان کذلك حتی عاب آلهتهم التی کانوا یعبدونها، و ذکر هلاك آبائهم الذین ماتو علی الکفر، فشاققوا رسول الله ﷺ و عادوه۔" ۲۲

(معاملہ یوں ہی جاری رہا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اُن کے معبودوں کی مذمت کی اور اُن کے باپ دادا کی ہلاکت کا ذکر کیا جو کفر کی حالت میں مر گئے تھے پس انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی اور آپ ﷺ سے عداوت رکھی)۔

ابن اثیر نے بھی یہی لکھا ہے:

"...... حتی اظهر عیب الهتهم، و اخبرهم ان آباء هم ماتوا علی الکفر و الضلال، و انهم فی النار، فعادوه و ابغضوه، و آذوه۔" ۲۳

(یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اُن کے معبودوں کی اعلانیہ مذمت کی اور اُنہیں بتایا کہ اُن کے باپ دادا کفر اور گمراہی کی حالت میں مر گئے اور وہ آگ میں ہیں پس انھوں نے آپ ﷺ سے عداوت رکھی، بغض رکھا اور آپ ﷺ کو اذیت دی)۔

چونکہ وہ نسل در نسل سے بتوں کی محبت میں غرق تھے لہٰذا ان کو اس مہلک مرض سے نجات دلانا کٹھن ترین کام تھا کیونکہ شیطان نے ان کے ان شرکیہ اعمال کو ایسا مزین کر کے دکھایا تھا کہ وہ کسی صورت ان کے ترک کرنے پر آمادہ نظر نہ آتے تھے۔ کیونکہ

Marfat.com

ہرگز نہ تھا بلکہ محمد (ﷺ) تو محض ایک تنبیہہ کرنے والے پیغمبر ہیں نہ کہ کچھ اور۔ وہ لکھتی ہیں:

"All feared that Muhammad was plotting to take over the leadership of Mecca. The Quran insisted that Muhammad had no political function but that he was simply a nodhir, a "Warner" [۲۸]

اس طرح قریش آپ کی رسالت پر ایمان کے لیے ہرگز تیار نہ تھے۔ کیونکہ اس سے آپ ﷺ سب سے بالاتر ہو جاتے۔ یہ امیر تاجروں کے لیے جو مکہ کے حکمران تھے ایک سخت پیغام تھا۔

انسائیکلوپیڈیا امریکنا میں اس حوالے سے اس طرح تذکرہ ملتا ہے:

"The most basic issue raised by Mohammad lay in his claim to be a Prophet, for this was also a claim to preeminence in the community. Were he to be accepted as a Prophet, he would become ruler also, and this threat the rich merchants could not tolerate." [۲۹]

بہرحال قریش اپنے قدیمی مذہب و دین کی بنا پر جو فوائد و ثمرات صدیوں سے سمیٹ رہے تھے ان سے دستکش ہونے کا کبھی تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ پھر وہ رسول رحمت کے موقف اور تعلیمات کو دین قریش سے یکسر مختلف پاتے تھے کہ دونوں میں کہیں کوئی مقام اتصال آتا ہی نہ تھا۔ ان کا خیال تھا کہ محمد کی یہ دعوت نہ صرف ہمارے آبائی عقائد کی نفی کر رہی ہے بلکہ جس دینی نظام کے بل بوتے پر وہ پورے عرب پر اپنی سیادت کا سکہ جمائے بیٹھے ہیں اس کو بھی بے بنیاد قرار دے رہی ہے۔ اگر یہ دعوت کامیاب ہو گئی تو ہمیں اپنی پیشوائی اور کعبہ اور کعبہ سے متعلق اپنے مناصب سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ اس طرح قریش کے دنیاوی مفادات پر جو زد پڑتی تھی وہ ان کو بے کل کر دیتی تھی۔

Marfat.com

مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری لکھتے ہیں:

''قریش اٹھ پڑے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ غیر اللہ کی الوہیت کے انکار اور رسالت و آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو مکمل طور پر اس رسالت کے حوالے کر دیا جائے اور اس کی بے چون و چرا اطاعت کی جائے، یعنی اس طرح کہ دوسرے تو درکنار خود اپنی جان اور اپنے مال تک کے بارے میں کوئی اختیار نہ رہے اور اس کے معنی یہ تھے کہ مکہ والوں کو دینی رنگ میں اہل عرب پر جو بڑائی اور سرداری حاصل تھی اس کا صفایا ہو جائے گا اور اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے مقابل میں انھیں اپنی مرضی پر عمل پیرا ہونے کا اختیار نہ رہے گا۔ یعنی نچلے طبقے پر انہوں نے جو مظالم روا رکھے تھے اور صبح و شام جن برائیوں میں لت پت رہتے تھے، ان سے دست کش ہونا پڑے گا۔ قریش اس مطلب کو اچھی طرح سمجھ رہے تھے اس لیے ان کی طبیعت اس رسوا کن پوزیشن کو قبول کرنے پر تیار نہ تھی۔'' [30]

۲۔ معاشی اجارہ داری کے خاتمے کا خوف:

اس بات کا مشاہدہ عام انسانی فطرت کے مطابق روزمرہ زندگی میں اکثر و بیشتر کیا جا سکتا ہے کہ آدمی ہر اس چیز کے خوب مخالف دکھائی دیتا ہے جس سے اس کے مفادات کو کسی قسم کی زک پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

چونکہ قریش کی طرف سے مخالفت اسلام کا سب سے بڑا جواز یہ خطرہ تھا کہ نیا ظہور پذیر ہونے والا دین اسلام اور رسول رحمت ﷺ کی طرف سے پیش کی جانے والی دعوت کے نتیجے میں ان کی مذہبی و معاشی اجارہ داری اور مفادات پر براہ راست کاری ضرب پڑ رہی تھی۔ کیونکہ قریش جس قدر مالی فوائد و ثمرات سے بہرہ مند ہو رہے تھے یا بین الاقوامی

Marfat.com

تجارتی سرگرمیوں میں جس حد تک مختلف النوع سہولیات و ترغیبات سے مستفید ہو رہے تھے اس کی حقیقی اساس کعبۃ اللہ تھا جس کے وہ نگران و مہتمم تھے۔

قریش اپنے اقتصادی و معاشرتی مفادات کے لیے یہی مفید تر خیال کرتے تھے کہ کعبہ بتوں سے اٹا رہے کیونکہ یہ بت ان کے تصور کے مطابق قبائل عرب کی معاشیات میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔ اور قریش کے لیے مالی منفعت کا یقینی ذریعہ تھے۔ پھر قریش کے تجارتی معاہدات اور دینی احترام کے باعث یمن و شام کی طرف ان کی تجارت بھی محفوظ رہتی۔

ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری لکھتے ہیں:

"فانهم كانوا مدركين لجدواها فى تحقيق مصالحهم الاجتماعية والاقتصادية عند ما تؤم القبائل العربية مكة حيث الاصنام الثلاثمائة والستون المحيطة بالكعبة، و ينجم عن ذلك حركة بيع و شراء تحقق الارباح الوفيرة للملأ- سادة مكة- كما تؤمن- عبر الايلافات و احترام قريش دينيا- التجارة المكية نحواليمن و الشام۔" [41]

درحقیقت بیت اللہ ہی قریشی سرداروں اور سوداگروں کے لیے سونے کی چڑیا تھا۔ کیونکہ حج کے زمانہ میں پوری دنیا کے لوگوں کا اُمڈ آنا اور تجارتی سرگرمیوں کا بامِ عروج پر پہنچنا، جس سے قریشی تاجروں کے کاروبار چمکتے اور اپنے گھر کے اندر رہ کر ہی وہ عزت و تکریم بھی حاصل کرتے اور کئی گنا منافع بھی کماتے۔ لہٰذا دعوت کی قبولیت میں انہیں سوائے خسارے کے کچھ دکھائی نہ دیتا۔ مقالہ نگار لکھتے ہیں: اس لیے ہر طرف سے داعیٔ حق کی دعوت سے اعراض برتا گیا تا کہ ان کے معاشی مفادات پر زد نہ پڑے۔ انسائیکلوپیڈیا امریکنا کے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

"Most members of the tribe were hesitant to accept Mohammad's vision and were actually

Marfat.com

hostile. That their hostility was economically motivated cannot be doubted. Custodians of Kaaba, the pagan shrine in Mecca of many gods and a center of a pan-Arabian pilgrimage, they derived much of their wealth from the pilgrims. There fore they could not afford to be indifferent to the inroads of a new faith that might challenge the sacredness of Mecca as a pilgrimage center.[۳۲]

تاجر یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو رہے تھے کہ دین اسلام بڑی سرعت سے خاص و عام میں مقبول ہو رہا ہے اور اگر یہی کیفیت رہی تو محمد ﷺ مکہ کے مضبوط ترین سردار بن جائیں گے اور اگر انہوں نے قوت و طاقت حاصل کر لی تو ہماری ساری تجارتی سرگرمیاں ماند پڑ جائیں گی اس لیے انہوں نے آپ پر خوب تنقید کی کہ آپ ﷺ کا دین محض فریب ہے اور دیگر سرداروں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کا بائیکاٹ تک کر دیا۔

انسائیکلوپیڈیا نیو ایج (New Age) کے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

"The richest merchants be came afraid of Mohammad, perhaps because they realized he might become the strongest man in Mecca. They criticized him and said his messages were false; and they made life difficult for the members of their clans who adhered to Mohammad's movement. From about 615 to 618 all the other clans of Mecca joined in boycotting Mohammad's clan of Hashim."[۳۳]

منٹگمری واٹ جیسے مخالف اسلام کی بھی یہی رائے ہے کہ مخالفین کی مخالفت کا اہم ترین محرک یہی تھا کہ اگر اہل مکہ نے اسلام قبول کر لیا اور بت پرستی کو ترک کر دیا تو ان کی تجارت تباہ ہو جائے گی۔ وہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

"The strongest motive underlying the opposition was the fear that, if Mecca adopted Islam and abandoned idolatry, the nomads would cease to come to the sanctuary and Meccan trade would be ruined.[۳۴]

یہ بات ذہن نشین رہے کہ قریش مکہ رسول رحمت ﷺ کے اعلیٰ اخلاق و کردار کے گرویدہ تھے۔ نیز آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ میں سے بالخصوص صدق و امانت پر تو ان کا غیر متزلزل یقین تھا اور وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ جو پیغام دے رہے ہیں وہ بھی صداقت سے خالی نہیں لیکن چونکہ وہ صدیوں سے سارے عرب میں مذہبی مرکزی حیثیت رکھنے کے علاوہ بے شمار مالی فوائد و ثمرات سے بھی متمتع ہو رہے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ اس دعوت حق نے ان کے لیے سخت خطرات پیدا کر دیے تھے جس سے ان کی مذہبی حیثیت کے ساتھ مالی منفعت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر عائشہ عبدالرحمٰن اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں:

"و مکه مورقة بسهدها، تشهد ائتمار قریش بالمصطفی و من معه۔ لا عن ارتیاب فی صدقه و امانته، ولکن خافت ان تفقد الوثنیة سلطانها علی العرب۔ و علیها کانت قریش تعتمد فی ترسیخ نفوذها و تضخم ثرائها، منذ جعلت المواسم الدینیة فی ام القری، مواسم للتجارة۔" ۳۵

مکہ کے تاجر سردار تو دعوت حق کی تعلیمات سے انتہائی دل گرفتہ تھے کیونکہ یہ جماعت حق اس سرمایہ دارانہ نظام حیات سے نہ صرف متنفر تھی بلکہ معاشرہ میں نفرت کے جذبات کی آبیاری بھی کر رہی تھی تو انھوں نے بھانپ لیا کہ اگر یہ جماعت اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئی تو ان کے سرمایہ دارانہ نظام زندگی کی ساری عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔ ایک عام آدمی بھی پھر ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکے گا۔ مظلوم کا ہاتھ ظالم کے گریبان تک جا پہنچے گا۔ لہٰذا انھوں نے شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اس دعوت

Marfat.com

اسلام کو جڑ سے اکھاڑ ڈالنے کے منصوبے بنائے تا کہ وہ اپنے ظالمانہ نظام کو دوام بخش سکیں۔

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مقالہ نگار کے مطابق:

> "Meccan merchants then discovered that a religious revolution might be dangerous to their fairs and their trade. That this was the salient feature of their resistance to Muhammad is evident from the fact.[۳۶]

قریش مکہ نے دعوت اسلام سے متعلق عجیب وغریب افسانے تراش رکھے تھے کہ اطاعت کرنے سے وہ پورے عرب میں تنہا رہ جائیں گے۔ لہٰذا ترک بت پرستی سے سارا عرب ان کا مخالف ہو جائے گا اور ان کے مذہبی مناصب، سیاسی اثر ورسوخ کے ساتھ ساتھ ان کی قومی اور بین الاقوامی تجارت کا نہ صرف خاتمہ کر دیا جائے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ اہل عرب کی طرف سے اسلام قبول کرنے کی پاداش میں صفحۂ ہستی سے مٹا دیے جائیں۔

مشرکین وکفار مکہ کے ان خدشات کا خلاصہ قرآن مجید نے انتہائی بلیغ انداز میں نقل کیا ہے:

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ [۳۷]

"اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو اپنے ملک سے اُچک لئے جائیں"۔

قریش مکہ کی اس سوچ کا تاریخی طور پر جائزہ لینے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ چونکہ وہ اولاد اسماعیلؑ میں سے ہونے کی بنا پر تمام قبائل عرب پر مذہبی پیشوائی کے لحاظ سے فائق تھے اور حج کی وجہ سے تمام قبائل عرب سے دیرینہ تعلقات رکھتے تھے۔ نیز روم و ایران کی چپقلش سے مکہ بین الاقوامی تجارت کا ایک اہم مرکز بن گیا تھا اور اس وقت صرف قریش کو اس کاروبار کا اجارہ حاصل تھا۔ لہٰذا قریش نے جب دیکھا کہ دعوت اسلام جو بت پرستی کا کلیتاً انکار کر رہی ہے تو ان کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ قبائل نہ صرف اس پیغام توحید و رسالت کو قبول نہیں کریں گے بلکہ ممکن ہے کہ وہ قریش کو بھی اپنا دشمن گردان کر ان کے

Marfat.com

قافلوں کو لوٹ لیں۔ چنانچہ قریش دینی مقام کھونے کے علاوہ تجارتی منافع جات سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں، جو ان کی روزی کا واحد ذریعہ تھا۔

مولانا مودودی نے قریش کے ان خدشات کو ان کی مخالفت کا سب سے اہم سبب گردانا ہے۔ وہ قریشی سرداروں کے خدشات کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

> ''ان حالات میں جب نبی ﷺ کی دعوت توحید اٹھی تو دین آبائی کے تعصب سے بھی بڑھ کر جو چیز قریش کے لیے اس کے خلاف وجہ اشتعال بنی وہ یہ تھی کہ اس دعوت کی بدولت انہیں اپنا مفاد خطرے میں نظر آ رہا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ معقول دلائل اور حجتوں سے شرک و بت پرستی غلط اور توحید صحیح بھی ہو تو اس کو چھوڑنا اور اسے قبول کر لینا ہمارے لیے تباہ کن ہے۔ ایسا کرتے ہی تمام عرب ہمارے خلاف بھڑک اٹھے گا۔ ہمیں کعبہ کی تولیت سے بے دخل کر دیا جائے گا۔ بت پرست قبائل کے ساتھ ہمارے وہ تمام معاہدانہ تعلقات ختم ہو جائیں گے جن کی وجہ سے ہمارے تجارتی قافلے رات دن عرب کے مختلف حصوں سے گزرتے ہیں۔ اس طرح یہ دین ہمارے مذہبی رسوخ واثر کا بھی خاتمہ کر دے گا اور ہماری معاشی خوش حالی کا بھی۔ بلکہ بعید نہیں کہ تمام قبائل عرب ہمیں سرے سے مکہ ہی چھوڑنے پر مجبور کر دیں۔'' ۳۸

قریش کے یہ سب خدشات درحقیقت ابلیسی بہکاوے تھے تاکہ وہ توحید کے پرچم تلے جمع نہ ہو جائیں اور دنیا و آخرت میں کامیابیاں اور کامرانیاں نہ حاصل کر لیں۔ قرآن حکیم میں ان کی اس احمقانہ فکر کا رد کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۳۹

''کیا ہم نے ان کو حرم میں جو امن کا مقام ہے جگہ نہیں دی۔ جہاں

Marfat.com

ہر قسم کے میوے پہنچائے جاتے ہیں اور یہ رزق ہماری طرف سے ہے لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے''۔

اس حوالے سے حافظ ابن کثیر نے عمدہ گفتگو کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حیلہ بھی ان کا غلط ہے اللہ نے انہیں حرم محترم میں رکھا اور جب اللہ کے سچے دین کو قبول کریں تو امن اٹھ جائے؟ یہی تو وہ شہر ہے کہ طائف وغیرہ مختلف مقامات سے پھل، اسباب مال وتجارت وغیرہ کی آمدورفت یہاں بکثرت رہتی ہے۔ تمام چیزیں یہاں کھنچی چلی آتی ہیں اور ہم انہیں بیٹھے بٹھائے روزیاں پہنچا رہے ہیں لیکن ان میں اکثریت بے علم ہے۔ اسی لیے ایسے رکیک حیلے اور بے جا عذر پیش کرتے ہیں۔''[۱۴۰]

مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے عذر کا جواب ہے۔ مولانا کے الفاظ میں:

''...... یہ اللہ کی دی ہوئی برکت نہیں تو اور کیا ہے کہ ۲۵ صدیوں سے یہ جگہ عرب کا مرکز بنی ہوئی ہے، سخت بدامنی کے ماحول میں ملک کا صرف یہی گوشہ ایسا ہے جہاں امن میسر ہے، اس کو عرب کا بچہ بچہ احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اور ہر سال ہزار ہا انسان اس کے طواف کے لیے چلے آتے ہیں۔ اسی نعمت کا ثمرہ تو ہے کہ تم عرب کے سردار بنے ہوئے ہو اور دنیا کی تجارت کا ایک بڑا حصہ تمہارے قبضے میں ہے۔ اب کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جس خدا نے یہ نعمت تمہیں بخشی ہے، اس سے منحرف اور باغی ہو کر تو تم پھلو پھولو گے، مگر اس کے دین کی پیروی اختیار کرتے ہی برباد ہو جاؤ گے؟''[۱۴۱]

کفار مکہ کے ان وہموں کا دوسری جگہ جواب قرآن حکیم نے ان الفاظ میں دیا ہے:

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ

Marfat.com

أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ ۞ [۴۲]

"کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو مقام امن بنایا ہے اور لوگ اُن کے گردونواح سے اُچک لئے جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ باطل پر اعتقاد رکھتے ہیں اور خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔"

محمد علی الصابونی لکھتے ہیں:

"أولم یر هؤلاء الکفار، رؤیة تفکر و اعتبار، أنا جعلنا بلدهم "مکة" حرماً مصوناً عن السلب والنهب، آمناً أهله من القتل والسبی، والناس حولهم یسبون و یقتلون؟" [۴۳]

(کیا ان کفار نے غور وفکر اور عبرت کی نظر سے نہیں دیکھا؟ کہ ہم نے اُن کے شہر مکہ کو ایسا حرم بنادیا ہے جو چوری اور ڈاکہ زنی سے محفوظ ہے اُس کے باشندے قتل اور قید سے محفوظ ہیں جبکہ اُس کے آس پاس کے لوگ قید بھی کئے جاتے ہیں اور قتل بھی کئے جاتے ہیں)۔

محمد بن احمد القرطبی نے حضرت ضحاک کا قول نقل کیا ہے کہ:

"ای یقتل بعضهم بعضاً، ویسبی بعضهم بعضاً" [۴۴]

(وہ ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے اور ایک دوسرے کو قید کرتے تھے)۔

ابن کثیر فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ قریش کو اپنا احسان جتاتا ہے کہ اس نے اپنے حرم میں انہیں جگہ دی۔ جو شخص اس میں آ جائے امن میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کے آس پاس جدال وقتال اور لوٹ مار ہوتی ہے اور یہاں والے امن وامان سے اپنے دن گزارتے ہیں۔ تو کیا اس اتنی بڑی نعمت کا شکریہ یہی ہے کہ یہ اللہ کے ساتھ دوسروں کی بھی عبادت کریں؟ بجائے ایمان لانے کے شرک کریں اور خود تباہ ہو کر دوسروں کو بھی

Marfat.com

اسی ہلاکت والی راہ لے چلیں۔" ۴۵؎

ان کی ناشکری کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں:

"انہیں تو یہ چاہیے تھا کہ اللہ واحد کی عبادت میں سب سے بڑھے ہوئے رہیں۔ نبی آخرالزماں ﷺ کے پورے اور سچے طرف دار ہوں۔ لیکن انھوں نے اس کے برعکس اللہ کے ساتھ شرک و کفر کرنا اور نبی ﷺ کو جھٹلانا اور ایذا پہنچانا شروع کر رکھا ہے۔ اپنی سرکشی میں یہاں تک بڑھ گئے کہ اللہ کے پیغمبر کو مکے سے نکال دیا۔ بالآخر اللہ کی نعمتیں ان سے چھننی شروع ہو گئیں۔ بدر کے دن ان کے بڑے بری طرح قتل ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے ہاتھوں مکہ کو فتح کیا اور انہیں ذلیل و پست کیا۔" ۴۶؎

۳۔ نسلی و قبائلی تعصب:

رسول رحمت ﷺ کی نبوت و رسالت اور دعوت اسلام کی مخالفت کی ایک اہم وجہ قبائل کی خاندانی رقابت بھی تھی اور اس کشمکش کا پیدا ہونا فطری عمل تھا کیونکہ میدان عمل میں جب بھی ایک فریق اپنی عقل و دانش اور فہم و فراست سے سیاسی و معاشی غلبہ حاصل کر لیتا ہے تو دیگر افراد و شخصیات اور قبائل جو اثر و رسوخ کے حوالے سے ان کے ہم پلہ ہیں اسے اپنے لیے چیلنج خیال کرتے ہیں اور یوں مقابلہ و مسابقت کی فضا کو فروغ ملتا ہے اس طرح کمزور فریق اقتدار و منصب کے حصول کے لیے سر توڑ کوشش کرتا ہے۔

چنانچہ جب ایک فریق دوسرے سے پیچھے رہ جاتا ہے اور مقابلہ و مسابقت میں اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے تو ناکامی و نامرادی حسد و بغض کو جنم دیتی ہے جس سے باہم عداوت و کدورت پیدا ہوتی ہے اس طرح شکست خوردہ فریق اپنی اہانت کی خفت مٹانے کے لیے مقابل کی ہر اچھائی اور بھلائی سے بھی منہ موڑ لیتا ہے۔ اسی قسم کی صورت حال خاندان بنو عبد مناف میں شروع ہوئی جس میں ہاشم اپنی نیک نیتی اور عوام الناس کی خیر خواہی کی بنا پر

Marfat.com

مقتدر حیثیت کے مالک بن جاتے ہیں اور خاندان بنو عبد مناف کے دوسرے بیٹے، عبد شمس کی اولاد (امیہ بن عبد شمس) اپنے چچا ہاشم کی عزت و توقیر پر برہم ہو کر اسی طرح کی خدمات ادا کرنے میں ناکامی پر حسد و بغض کا شکار ہو جاتی ہے۔

ابن سعد بنو ہاشم اور بنو امیہ میں رنجش کی وجہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ قریش پر چند ایسی خشک سالیاں گزریں ایسے ایسے قحط پڑے کہ مال و دولت سب کچھ جاتا رہا۔ انہیں دنوں ہاشم نے شام کا سفر کیا۔ وہاں پہنچ کر بہت سی روٹیاں پکوائیں جب تیار ہو گئیں تو بوریوں اور تھیلوں میں بھر کے اونٹوں پر بار کرالیں، واپسی میں جب مکے پہنچے تو ان روٹیوں کو ہشم یعنی توڑ توڑ کے ثرید بنا لی وہ اونٹ جن پر روٹیاں بار تھیں ذبح کر ڈالے، باورچیوں کو حکم دیا انہوں نے گوشت پکایا۔ جب تیار ہو گیا تو دیگیں صحنکوں میں الٹ دیں مکے والوں کو سیر شکم کھانا کھلایا۔ قحط کے بعد جس کی مصیبت میں لوگ مبتلا تھے یہ پہلی بارش (ارزانی و فراخی تھی) اس باعث ان کا نام ہاشم پڑا۔" [۲۷]

امیہ بن عبد شمس کو اہل عرب میں ہاشم کی عزت و تکریم پر حسد ہوا، وہ بھی مالدار تھے لہٰذا جو ہاشم نے کیا تھا اسی طرح سے انہوں نے بھی اہل عرب کی ضیافت کی سعی کی لیکن وہ اس میں بری طرح ناکام رہے۔ جس پر امیہ بن عبد شمس نے ہاشم کو برا بھلا کہا اور انہیں مناظرہ کی دعوت دی۔ ہاشم نے اپنی قدر و منزلت کے باعث مناظرہ ناپسند کیا لیکن بار بار کہنے پر بامر مجبوری تیار ہوئے اور اس شرط پر تیار ہوئے کہ اگر امیہ بن عبد شمس مغلوب ہو گئے تو پچاس سیاہ آنکھوں والی اونٹنیاں بطن مکہ میں ذبح کرنے کے لیے دینی ہوں گی اور دس برس مکہ سے جلاوطن ہونا پڑے گا۔ اس طرح بنی خزاعہ کے کاہن کو حکم بنایا گیا۔ جس نے ہاشم کے حق میں فیصلہ دیا۔ ہاشم نے امیہ سے اونٹ لے کر حاضرین کی ضیافت کی اور امیہ ملک شام میں چلے گئے اور دس برس تک وہیں مقیم رہے۔ یہ پہلی عداوت تھی جو بنو ہاشم و امیہ کے

Marfat.com

قبائل میں واقع ہوئی۔

ابن سعد لکھتے ہیں:

"فحسده امیه بن عبد شمس بن عبدمناف بن قصی، و کان ذا مال، فتکلف أن یصنع صنیع هاشم فعجز عنه، فشمت به ناس من قریش، فغضب و نال من هاشم و دعاه الی المنافرة، فکره هاشم ذلك لسنه و قدره، فلم تدعه قریش و احفظوه، قال: فانی انافرك علی خمسین ناقة سودالحدق تنحرها ببطن مکة والجلاء عن مکة عشر سنین، فرضی امیة بذلك، وجعلا بینهما الکاهن الخزاعی، فنفرها شما علیه، فأخذ هاشم الابل فنحرها و اطعمها من حضره، و خرج امیه الی الشام فاقام بها عشر سنین، فکانت هذه اول عداوة وقعت بین هاشم و امیه" ۴۸

اس طرح یہ باہمی مناقشہ جاری رہا حتی کہ عبدالمطلب کے بعد، بنو ہاشم کا اثر و رسوخ جاتا رہا اور بنو امیہ اپنی لیاقت سے با اقتدار بن گئے۔ چنانچہ جب بنو ہاشم میں سے رسول معظم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو بنو امیہ نے دیگر وجوہ کے علاوہ اس بنا پر بھی بڑھ چڑھ کر مخالفت میں حصہ لیا کہ کہیں پھر بنو ہاشم ان کو مغلوب نہ کر دیں اور دعوئ نبوت کو بنو امیہ، بنو ہاشم کی فتح تصور کر رہے تھے۔

علامہ شبلی نعمانی کی بھی یہی رائے ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"ایک بڑا سبب قبائل کی خاندانی رقابت تھی قریش کے دو قبیلے نہایت ممتاز اور حریف یک دگر تھے بنو ہاشم و بنو امیہ۔ عبدالمطلب نے اپنے زور اور اثر سے بنو ہاشم کا پلہ بھاری کر دیا تھا لیکن ان کے بعد اس خاندان میں کوئی صاحب اثر نہیں پیدا ہوا......اس پر بنو امیہ کا اقتدار بڑھتا جاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی نبوت کو خاندان بنو امیہ اپنے

Marfat.com

رقیب (ہاشم) کی فتح خیال کرتا تھا۔ اس لیے سب سے زیادہ اسی قبیلہ نے آنحضرت ﷺ کی مخالفت کی۔"[۹]

چونکہ بنو امیہ کو بنو ہاشم پر ایک مدت طویل کے بعد سبقت ملی تھی جسے وہ کسی صورت کھونا نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ رسول اکرم ﷺ کو سچا رسول جانتے تھے لیکن ان کے مدنظر یہ بات تھی کہ اگر محمدؐ کی اتباع کی تو ہم پھر بنو ہاشم سے مات کھا جائیں گے جو انہیں کسی صورت قبول نہ تھا۔ حتیٰ کہ ابو جہل و دیگر سردار حق کو سمجھنے کے بعد محض قبائلی تعصب کی بنا پر ایمان نہ لائے۔ اس طرح ایمان کی دولت سے خود بھی محروم رہے اور دوسروں کو بھی اسلام سے دور رکھا۔

ابن اسحاق کے مطابق ابوسفیان بن حرب، ابوجہل بن ہشام اور اخنس بن شریف تینوں الگ الگ خفیہ طور پر حضور ﷺ کے مکان کے اردگرد قرآن سننے کے لیے بیٹھے اور جب تینوں نکلنے لگے تو آپس میں ملاقات ہوگئی اور ایک دوسرے کو ملامت کیا اور کہا کہ اب نہ آنا ورنہ بعض لوگ جو تم میں سے جاہل اور بے عقل ہیں تمہارے یہاں آنے سے نہ جانے کیا سمجھیں گے۔ مگر وہ تینوں مسلسل تیسری رات تک آتے رہے اور آپس میں عہد کیا کہ اب ہرگز نہ آئیں گے۔ پھر صبح ہوتے ہی اخنس بن شریق، ابوسفیان کی رائے لینے کے بعد ابوجہل کے پاس آیا اور پوچھا کہ تم نے کیا سنا۔ اس میں تمہاری کیا رائے ہے؟ تو ابوجہل نے کہا بات یہ ہے کہ بنی عبد مناف ہمیشہ ہم سے شرف اور عزت کی بابت جھگڑتے رہے۔ وہ جب حاجیوں کو کھانا کھلاتے تو ہم بھی کھلاتے۔ وہ مسافر کی ضروریات پورا کرتے تو ہم بھی کرتے، وہ مسکینوں کی خدمت کرتے تو ہم بھی کرتے اور جب ہم باہم برابر ہو گئے اور وہ ہم پر کسی طرح فوقیت نہیں رکھتے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم میں نبیؐ ہے اور اس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ تو ہم اس بات کو کیسے پا سکتے ہیں؟ خدا کی قسم ہم تو کبھی اس پر ایمان نہ لائیں گے، اور نہ اس کی تصدیق کریں گے۔ اخنس یہ جواب سن کر واپس چلا گیا۔ یہ کسی صورت ایمان نہیں لائیں گے۔

"عن ابن اسحاق ----- فقال یا ابا الحکم، ما رایك سمعت

من محمد؟

فقال: ما ذا سمعت؟

تنازعنا نحن و بنو عبد مناف الشرف، أطعموا فأطعمنا، و حملوا فحملنا، و اعطوا فأعطينا، حتى اذا تحاذينا على الركب، و كنا كفرسى رهان، قالوا: منا نبى ياتيه الوحى من السماء، فمتى ندرك مثل هذه، والله لا نؤمن به ابدا ولا نصدقه۔" ۵۰

یہ کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ انسان قبائلی و نسلی تعصب میں کھو کر دنیا و آخرت کی بھلائیوں کو ٹھوکر مار دے اور جانتا پہچانتا بھی ہو کہ وہ حق پر نہیں ہے لیکن اپنی جھوٹی شان و شوکت پر اڑا رہے یہ کسی طرح بھی دانشمندی نہیں۔

ابوجہل کی نسلی عصبیت کی ایک اور روایت کچھ یوں ہے۔ مغیرہؓ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ قبل از اسلام ﷺ نے ابوجہل کو مخاطب

Marfat.com

واللہ لا افعل"۔[۵۱]

یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ آپ ﷺ کا پیغام حق ہے لیکن قبائلی عصبیت نے ابوجہل جیسے عقل وخرد رکھنے والے کو بھی مات دے دی اور مخالفت اسلام میں سب سے بڑھ گیا۔ اور اسی نے باقاعدہ آپ کی مخالفت میں ایک منظم گروہ تشکیل دیا تا کہ ہاشم اور آل مطلب کا راستہ روکا جا سکے۔ اس طرح قبائلی تعصب میں ابوجہل سب سے بڑا دشمن اسلام بن گیا۔

منٹگمری واٹ لکھتا ہے:

"The most prominent opponent for some years before his death at Badr was Abu Jahl of the clan of Makhzum. Previously the chief man in Mecca had probably been al-walid b. al-Mughirah, head of Makhzum, but he was possibly not quite so bitterly opposed to Muhammad. It was Abu Jahl who organized the league of the various clans against Hashim and al-Muttalib. [۵۲]

منٹگمری واٹ کی ولید بن مغیرہ کے متعلق رائے کہ اس نے عداوت میں وہ رنگ نہیں دکھایا جو ابوجہل نے پیش کیا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ولید بن مغیرہ قرآن اور رسول اکرم ﷺ سے بے حد متاثر تھا اور نزدیک تھا کہ اسلام قبول کر لے۔ لیکن ابوجہل نے ابلیسی کردار ادا کیا اور چالبازی سے سردار ولید بن مغیرہ سے جبراً ایسے کلمات کہلوائے کہ جس سے اسلام اور داعی اسلام سے بیزاری کا اظہار ہوتا ہو۔ کیونکہ ابوجہل جانتا تھا کہ اگر ولید بن مغیرہ جیسے سردار نے اسلام قبول کر لیا تو پھر مکہ کا کوئی آدمی بھی مخالف نہ رہے گا۔

"عن ابن عباس انّ الولید بن المغیرۃ جاء الی النبی ﷺ فقرا علیہ القرآن فکانہ رق لہ، فبلغ ذلک اباجھل، فأتاہ فقال: یا عم ان قومک یرون ان یجمعوا لک مالاً۔ قال لم؟ قال

لیعطوك فانك اتیت محمداً لتعرض لما قبله، قال: قد علمت انی من اکثرها مالاً، قال فقیل فیه قولاً یبلغ قومك انك منکر لها، او انك کاره له، قال: و ما ذا أقول؟ فواللّٰه ما فیکم رجل اعلم بالأشعار منّی، ولا أعلم برجزه ولا بقصیده منّی، ولا باشعار الجن، واللّٰه ما یشبه الذی یقول شیأً من هذا، و واللّٰه ان لقوله الذی یقول حلاوة، و ان علیه لطلاوة، و انه لمثمر أعلاه، مغدق أسفله، و انه لیعلو و ما یعلی، و انه لیحطم ما تحته قال: لا یرضی عنك قومك حتی تقول فیه، قال: فدعنی حتی أفکر فیه، فلما فکّر قال: هذا سحر یوثر، یأثره عن غیره" ۵۳

یقیناً یہ قبائلی و نسلی تعصب کا شاخسانہ تھا کہ ولید بن مغیرہ جیسے ذی شعور و ذی فہم سردار بھی ابوجہل کا مخالفت حق میں ساتھ دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ چونکہ قبیلہ مخزوم کو ہی سب سے زیادہ آپ ﷺ سے کدّ تھی اور وہی بنو ہاشم کی ہمسری کا دعویٰ رکھتے تھے اور وہ ہر صورت اپنی برتری قائم رکھنا چاہتے تھے۔

مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"بنوامیہ کے بعد جس قبیلہ کو بنو ہاشم کی برابری کا دعوی تھا وہ بنومخزوم تھے۔ ولید بن مغیرہ اسی خاندان کا رئیس تھا اس لیے اس قبیلہ نے بھی آنحضرت ﷺ کی سخت مخالفت کی۔" ۵۴

یہ امر بھی تعجب انگیز ہے کہ خاندانی رقابت میں حقیقی رشتے ناطوں کا بھی پاس اور لحاظ نہ رکھا گیا اور آپ ﷺ کی سگی چچی ام جمیل اروٰی بنت حرب بن امیہ کا رسول اکرم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد رویہ انتہائی سنگدلانہ رہا۔ درحقیقت حریف قبائل کی نسلیں بھی ایک خاص معاندانہ ماحول میں نشوونما پاتی ہیں اور بعض اوقات برتری کی صورت میں وہ عداوت کا پہلو کم ہو جاتا ہے یا رشتوں ناطوں کی وجہ سے رنجشیں دب جاتی ہیں لیکن جونہی

Marfat.com

کوئی ایسا واقعہ رونما ہوتا ہے کہ جس سے حریف پھر قوت و طاقت سے سامنے آتا ہے تو انتقام کی آگ دوبارہ سلگنا شروع ہو جاتی ہے۔

چنانچہ ام جمیل کا ناروا سلوک محض بت پرستی کی بنا پر نہ تھا بلکہ عداوت کا اصل سبب خاندانی رقابت تھا۔ اس سلسلہ میں امین دویدار یوں رقمطراز ہیں:

"ولعل ام جميل كانت مدفوعه الى هذه العداوة القاسية، بعاطفة العداوة القديمة بين بني هاشم رهط رسول الله ﷺ۔ و بين رهطها بني امية بن عبدشمس ، فقد كان بين الرهطين نزاع دائم، و تنافس على مناصب الشرف و الزعامة فى قريش، منذعهد قصى بن كلاب، وقد ظلت الاجيال تتوراث هذه العداوة جيلا بعد جيل، فكان لها فى الجاهلية و فى الاسلام تاريخ طويل، خضبت صفحاته بالدماء الغزيرة، و امتلات بالخطوب بالجسام۔" ۵۵

(اور شاید اُم جمیل اس سخت عداوت کی طرف دھکیلی جارہی تھی اُس پرانے معاندانہ جذبے کی وجہ سے جو رسول اللہ کے خاندان بنو ہاشم اور بنو امیہ کے خاندان کے درمیان تھا۔ ان دونوں خاندانوں کے درمیان دائمی جھگڑا تھا اور قریش میں قصی بن کلاب کے زمانے سے عہدوں کے حصول میں سبقت لے جانے کا جذبہ تھا۔ اور یہ عداوت نسل در نسل چلتی رہی اور زمانہ جاہلیت اور اسلام میں اس کی طویل تاریخ ہے اور بہت زیادہ خون ریزی کے ساتھ اس کے صفحات رنگین ہیں اور بڑے بڑے مصائب کے تذکرے سے یہ بھری ہوئی ہے۔)

اس طرح نسلی تعصب کی بنا پر بغض و عداوت ام جمیل کے بیٹوں کی تربیت میں بھی جھلکتی نظر آتی ہے کہ وہ دعوت حق کے الوہی پیغام کی نشر و اشاعت کا انتقام رسول اکرم ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق کی صورت میں لیتے ہیں اور انتہائی ناشائستہ رویہ اختیار کرتے ہیں

Marfat.com

جو جاہلی آداب کے بھی منافی تھا۔ امین دویدار لکھتے ہیں:

"ولعلها كذلك كانت مدفوعة الى هذه العداوة، بعاطفة البغض الطبيعي بين الحماة وزوجه الابن، فقد كانت حماة لا بنتي الرسول رقية و ام كلثوم، فوجدت في دعوة الرسول الى الاسلام، و في خروجه على دين قومه، فرصة للتنفيس عن نفسها، والجهر بما تكن في صدرها من الحقد والكراهية للرسول و آل بيته۔ و قد بلغ من حقدها و كراهتها ان اثرت عداوتها في نفس ولديها عتبة و عتيبة، فطلقا زوجتهما، نكاية في رسول الله و حقدا عليه۔" ۵۲

(اور شاید یوں وہ اس عداوت کی طرف دھکیلی جارہی تھی۔ اُس فطری معاندانہ جذبے کی بنا پر جو ساس اور بہو کے درمیان ہوتا ہے کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ کی ساس تھی۔ سو اُس کو رسول اللہ ﷺ کی اسلام کی طرف دعوت اور اپنی قوم کے دین سے نکلنے میں اپنا غم دور کرنے کا موقع ملا۔ اور اُس کے سینے میں رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے متعلق جو حسد اور ناپسندیدگی تھی اُس کو ظاہر کرنے کا موقع ملا اور اُس کا حسد اور نفرت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ اس کے بیٹوں کے دلوں پر بھی اثر ہوا پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دشمنی اور حسد کی بنا پر اپنی بیویوں کو طلاق دے دی۔)

ابولہب کی رسولِ رحمت ﷺ سے عداوت کا سبب بھی یقیناً ام جمیل کی وجہ سے تھا کیونکہ اس نے کہیں اپنی عداوت کو مخفی نہیں رکھا۔ لہٰذا ہر موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ ابولہب کا رویہ انتہائی درشت اور معاندانہ رہا تھا۔

"ولعل زوجها ابالهب كان في استمرار عداوته للرسول

Marfat.com

مدفوعاً بتأثيرها ايضاً، فلم يكن يسرها ان تهدأ العداوة بينه و بين عمه۔۔۔ و مهما يكن من شئ فقد كانت هي و زوجها ابولهب من أشد الناس عداوة للرسول و دعوته ، و كان همها الشديد و حزنها البالغ أن تظهر هذه الدعوة، و ان ينجح هذا الرسول في تحويل الناس عن دين قريش، فجعلا شغلهما الشاغل ان يفسدا على الرسول أمره، و ان يصرفا الناس عن دعوته، و أن يبذلا في ذلك كل ما يستطيعان من جهد و وقت و راحة و مال۔" ۵۷

چونکہ قبائلی نظام میں کسی دوسرے قبیلہ کی اتباع سوئی کے ناکے سے اونٹ گزارنے کے مترادف تھی۔ لہٰذا معاندین اسلام نے خیال کیا کہ شاید بنو ہاشم حصول اقتدار کے لیے سرگرم ہیں اور اس طرح وہ اپنے جاہ و منصب سے الگ کر دیے جائیں گے حالانکہ آپ ﷺ کے منصب جلیلہ کا مقصد ان سے مناصب چھیننا یا کسی بھی فرد، شخصیت اور قبیلہ کی تذلیل ہرگز نہ تھا۔

ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں:

"كان الصراع القلبي، و التنافس على الرياسة، و الشرف، والسؤدد، ذاجذور في الاعراف، والعوائد القبلية، ولذلك تجد المعارضين للدعوة المنتبين للبطن الذي ينتسب اليه الرسول ﷺ، يحتجون على رسول الله ﷺ بانه ليس شيخاً ذا رياسة، و تقدم فيهم، والمعارضين من البطون الاخرى يرفضون الاسلام خوفا على مناصبهم، و مكانتهم، والمعارضين من القبائل الاخرى يرفضونها حفاظاً على مراكز قبائلهم، و تكبرا على اتباع فرد من قبيلة اخرى"۔ ۵۸

(کفار کا دلی بغض و عناد، اقتدار کی خواہش، قبائلی برتری اور سرداری

Marfat.com

جیسی چیزیں حضور ﷺ پر ایمان لانے میں مانع تھیں۔ دعوتِ حق کے
مخالفین اس لیے رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں لاتے تھے کیونکہ آپ
کسی ریاست کے رئیس نہ تھے اور دوسرے قبائل کے مخالفین اپنے
مناصب اور مرتبہ و مقام کے زائل ہو جانے کے خوف سے ایمان نہیں
لا رہے تھے اور کئی قبائل اپنے قبائلی مراکز کے تحفظ اور کسی دوسرے
قبیلہ کے سردار کی اتباع کی وجہ سے انکار کر رہے تھے)۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری نے بھی قریش کے اسباب مخالفت میں ان کے قبائلی تعصب کو مخالفت اسلام کا ایک اہم سبب قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''ان میں اکثر قبائل بنو ہاشم سے مخالفت رکھتے تھے اور دشمن قبیلے کے
ایک شخص کی تعلیم پر چلنا انہیں عار معلوم ہوتا تھا۔'' ۵۹

درحقیقت مخالفین کسی طرح بھی بنو ہاشم کے کسی فرد کی سرداری کو قائم ہوتا نہیں دیکھ سکتے تھے حالانکہ رسول اکرم ﷺ کے خاندان یا خود آپ ﷺ کے طرزِ عمل سے کہیں بھی کوئی ایسا اشارہ نہیں ملتا کہ جس سے ثابت ہوتا ہو کہ آپ ﷺ اپنے خاندان کی برتری یا بنو امیہ کے زوال کے لیے سرگرم تھے یا کام کر رہے ہیں۔ بلکہ آپ ﷺ نے تو بلاتفریق و امتیاز ہر ایک کو دعوتِ حق پر آمادہ کرنے کی ہر ممکن سعی فرمائی اور حتیٰ کہ ابوجہل جیسے سخت مخالف کے حق میں قبول اسلام کی دعا بھی فرمائی:

"اللّٰهم اعز الاسلام بأحب هذين الرجلين اليك: بأبی جهل
أو بعمر بن الخطاب و كان احبهما اليه عمر۔" ۶۰

علاوہ ازیں آپ ﷺ تو ان کو خود اس بات کی دعوت دے رہے ہیں کہ "لا الٰه الا اللّٰه" کہہ دو عرب و عجم تمہارے مطیع ہو جائیں گے لیکن بنو امیہ و بنو مخزوم کے لاشعور میں یہ بات گھر کیے ہوئے تھی کہ اگر بنو امیہ نے محمد ﷺ کی دعوت قبول کر لی تو ان کی فوقیت کا خاتمہ ہو جائے گا اور بنو ہاشم کا ان پر غلبہ و وقار قائم ہو جائے گا۔ اور ان کے وہم و گمان میں محمدؐ کا یہی مشن تھا کہ بنو امیہ کو زوال سے دوچار کر کے بنو ہاشم کو شان و شوکت سے

Marfat.com

سرفراز کریں۔

جیسا کہ قرآن حکیم نے ان کے اس انداز کو ان الفاظ میں پیش کیا:

أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ۝ ٦١

''کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ تو ان میں جو معزز تھے وہ چل کھڑے ہوئے اور بولے کہ چلو اور اپنے معبودوں کی پوجا پر قائم رہو۔ بے شک یہ ایسی بات ہے جس سے تم پر شرف وفضیلت مقصود ہے۔''

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

''ان کے بڑے سرداروں نے تکبر کے ساتھ منہ موڑتے ہوئے اعلان کیا کہ اپنے قدیمی مذہب پر جمے رہو۔ اس کی بات نہ مانو اور اپنے معبودوں کی عبادت کرتے رہو۔ یہ تو صرف اپنے مطلب کی باتیں کہتا ہے۔ یہ اس بہانے اپنی جما رہا ہے کہ یہ تمہارا سب کا بڑا بن جائے اور تم اس کے تابع فرمان ہو جاؤ۔'' ٦٢

ابی سعود لکھتے ہیں:

"ای هذا امر مدبر، یرید من ورائه محمد ان یصرفکم عن دین ابائکم لتکون له العزة و السیادة علیکم، فاحذروا ان تطیعوه۔" ٦٣

(یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس کی تطبیق کی جارہی ہے محمد ﷺ چاہتے ہیں کہ تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں تاکہ اُن کو تم پر غلبہ اور سرداری حاصل ہو سو تم اُن کی اطاعت سے بچو)

بہر حال قبائلی ونسلی تعصب کی بنا پر ابوجہل جیسے سرداروں نے اسلام کی ہر ممکن مخالفت کی۔

Marfat.com

۵۔ عظمت اور اقتدار کے خاتمے کا خوف:

قریشی سرداروں اور امراء کی طرف سے رسول رحمت ﷺ اور دعوت اسلام کی مخالفت و معاندت کا ایک سبب یہ تھا کہ انہیں جاہلی سوسائٹی میں جو عزت و توقیر اور اعلیٰ مقام حاصل تھا وہ اسے کسی صورت بھی کھونا نہیں چاہتے تھے۔ بیت اللہ کی بنا پر قریش نہ صرف عرب بلکہ بلاد عرب میں بھی ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ اور اس مذہبی تشخص کی وجہ سے پوری دنیا میں تجارتی مراعات سے بھی ثمر آور ہو رہے تھے۔ چنانچہ بیت اللہ کے انتظام و انصرام کے لیے متعدد محکمے اور بڑے بڑے مناصب قائم کیے گئے تھے جس سے قریش مکہ خوب متمتع ہو رہے تھے۔

مولانا شبلی نعمانی اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:

> ”مکہ کی جو عزت تھی کعبہ کی وجہ تھی قریش کا خاندان جو تمام عرب پر مذہبی حکومت رکھتا تھا اور جس کی وجہ سے وہ ہمسائیگان خدا بلکہ آل اللہ یعنی خاندان الٰہی کہلاتے تھے اس کی صرف یہ وجہ تھی کہ وہ کعبہ کے مجاور اور کلید بردار تھے۔ اس تعلق سے قریش کا کاروبار زیادہ پھیلتا گیا۔ یہاں تک کہ متعدد محکمے اور بڑے بڑے مناصب قائم کیے گئے۔“[۶۴]

چونکہ نبی خاتم حضرت محمد ﷺ کی دعوت کا مرکزی نقطہ عقیدہ توحید تھا اور آپ ﷺ بت پرستی کی اعلانیہ مذمت فرماتے تھے اور دلائل و براہین سے بتوں کی بے بسی اور ان کی پرستش کرنے والوں کو گمراہ اور لائق جہنم گردانتے تھے اور الٰہ واحد کی پرستش اور اطاعت کی دعوت دیتے جو قریشی سرداروں کو کسی طور پر بھی قبول نہ تھی کیونکہ وہ خیال کرتے تھے کہ ان کی یہ ساری شان و شوکت اور مالی منفعتیں کعبہ اور بتوں کی تعظیم و تکریم کی بنا پر تھیں۔ لہٰذا وہ دعوت اسلام کی اطاعت کر کے ان سے محروم ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے اور اس طرح انہوں نے اپنی عظمت اور اقتدار کی بقا کی خاطر داعی اسلام کی شدت سے

Marfat.com

مخالفت کی۔

مولانا شبلی نعمانی نے قریش مکہ کی مخالفت کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے:

''اسلام کا اصل فرض اس طلسم کو دفعۃً برباد کردینا تھا لیکن اس کے ساتھ قریش کی عظمت، اقتدار اور عالمگیر اثر کا بھی خاتمہ تھا اس لیے قریش نے شدت سے مخالفت کی اور ان میں جن لوگوں کو جس قدر زیادہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا اسی قدر مخالفت میں زیادہ سرگرم تھے۔'' [۶۵]

اس طرح مخالفت اسلام میں وہ سب سردار ایک دوسرے کے ہمنوا بن گئے جن کے مقام و منصب کو زک پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ یہ ایک فطری کمزوری بھی ہے کہ انسان جب یہ تصور کرتا ہے کہ اس کے منصب و جاہ کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں تو وہ ہر طریقے سے اسے بچانے کی فکر کرتا ہے اور اس کے لیے ہر حربہ اختیار کرتا ہے۔ چونکہ پیام رسالت ﷺ سے وہ اپنی سیادت کا خاتمہ ہوتے دیکھ رہے تھے اس لیے بے چین اور مضطرب ہو گئے اور دعوت اسلام کی بربادی پر کمر کس لی۔

امین دویدار لکھتے ہیں:

"وكان جل هؤلاء - بل كلهم - من الزعماء والسادة، الذين رأوا في هذه الدعوة قضاء على سيادتهم، و خطرا على مصالحهم ......" [۶۶]

(اور ان میں سے بڑے بڑے بلکہ سب ہی زعماء اور سرداروں نے دیکھا کہ اس دعوت میں اُن کی سرداری کا خاتمہ ہے اور اُن کے مفادات کے لئے خطرہ ہے)

درحقیقت یہ سب شیطان کی چالوں میں پھنسے ہوئے تھے کیونکہ آپ ﷺ تو ان کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے آئے تھے اور شیطان نے ان کو بجھا دیا کہ یہ تمہاری عزت و توقیر اور شان و شوکت مٹا دے گا۔ لہٰذا انھوں نے اپنے مناصب کی فکر میں حق سے اعراض

Marfat.com

کیا۔ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی کہتے ہیں:

"ولذلك تجد المعارضين للدعوة المنتبين للبطن الذى ينتسب اليه الرسول ﷺ، يحتجون على رسول الله ﷺ بانه ليس شيخاً ذا رياسة، و تقدم فيهم، والمعارضين من البطون الاخرى يرفضون الاسلام خوفاً على مناصبهم و مكانتهم۔" ۶۷

(اور اسی وجہ سے آپ ﷺ کی دعوت کے ایسے مخالفین تم کو ملتے ہیں جو اُس قبیلے سے منسوب ہیں جس کی طرف رسول اللہ ﷺ منسوب تھے وہ اس سے اس بات پر دلیل پکڑتے تھے۔کہ رسول اللہ ﷺ اُن پر سرداری کے اہل نہیں اور کچھ مخالفین وہ ہیں جن کا تعلق دیگر قبائل سے ہے وہ اپنے عہدوں اور مراتب کے کھوجانے کے خوف سے اسلام کا انکار کرتے)

قریشی سرداروں کے اس اندیشہ کا کیرن آرم سٹرانگ نے عمدہ تجزیہ پیش کیا ہے کہ یہ اس خوف سے آپ ﷺ کی بھرپور مخالفت کر رہے تھے کہ محمدؐ سرداری کے حصول کے لیے تگ و دو کر رہے ہیں جب کہ قرآن نے زور دے کر کہا کہ محمدؐ کا کوئی سیاسی کردار نہیں بلکہ وہ تو محض ایک نذیر ہیں۔کیرن آرم سٹرانگ لکھتی ہیں:

"All feared that Muhammad was plotting to take over the leadership of Mecca. The Quran insisted that Muhammad had no political function but he was simply a nadhir, a 'Warner' ۶۸

بلاشبہ قریش حقائق سے چشم پوشی کر رہے تھے کیونکہ اگر داعی اسلام ﷺ کا مشن دنیوی جاہ و حشمت ہوتا تو آپ ﷺ کبھی بھی عتبہ بن ربیعہ پیشکش کو مسترد نہ کرتے کیونکہ آپ ﷺ کو ہر قسم کی کھلی آفر کی جا رہی تھی جس میں مکہ کی سرداری، مال و دولت اور دیگر آپشنز موجود تھیں۔

Marfat.com

بقول عتبہ بن ربیعہ:

"قال: یا ابن اخی، ان کنت انما ترید به من هذا الامر مالا جمعنا لك من أموالنا حتی تکون أکثرنا مالا، و ان کنت ترید به شرفا سودناك علینا، حتی لا نقطع أمرا دونك، و ان کنت ترید به ملکا ملکناك،......" ۶۹

درحقیقت صرف محمد ﷺ کی اطاعت ان کو کسی صورت گوارا نہ تھی جس سے دیگر سرداروں کا وقار ہمیشہ کے لیے نہ صرف ختم ہو جاتا بلکہ انہیں آپ کے پیروکاروں کی حیثیت میں رہنا پڑتا۔اور یہی چیز ان کے لیے ناقابل برداشت تھی۔

اس طرح منٹگمری واٹ(W.Montgomery Watt) کی رائے کے مطابق آپ ﷺ کی مخالفت کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ قریشی سرداروں کو آپ کے دعویٰ رسالت سے اپنے مناصب اور سیاسی حیثیت ختم ہوتی نظر آ رہی تھی۔

"The chief reason for apposition however, was almost certainly that the leaders of Quraysh saw that Muhammad's claim to be a prophet, if taken seriously, had political implications. The old Arab tradition was that rule in the tribe or clan should go to him who hat most wisdom, prudence, and judgment. If the Meccans believed Muhammad's warming, and then wanted to know how to order their affairs in the light of it, who would be the best person to counsel them if not Muhammad ۷۰

یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ معاندین حق رسول اکرم ﷺ کے کردار و اخلاق میں کسی قسم کی کوئی کمی اور نقص نہیں پاتے تھے بلکہ اپنا اور پرایا، دوست اور دشمن سب آپ ﷺ کی توصیف کرتا اور سراہتا نظر آتا ہے۔ چونکہ اصل معاملہ قریش کے سرداروں کو اپنی

Marfat.com

بالادستی کے خاتمہ کا اندیشہ تھا جس کی بنا پر انھوں نے آپ کی اتباع سے انکار کیا اور سخت مخالفت کی۔

ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی ''فقہ السیرۃ النبویۃ'' میں یوں رقمطراز ہیں:

''ان کا کفر اس وجہ سے نہیں کہ انہیں آپ ﷺ کی صداقت پر شبہ تھا بلکہ اس کا حقیقی سبب یہ تھا ...... کہ آپ ﷺ کی اتباع کی صورت میں انہیں اپنی لیڈری چھن جانے اور بالادستی ختم ہو جانے کا اندیشہ تھا۔''[1]

پھر یہ سردار صدیوں سے ایسی اطاعت و فرمانبرداری سے ناآشنا تھے کہ صرف ایک ہی شخص کی اطاعت اور اسی کے قانون و حکم کو حرف آخر جاننا، ان کی عادت و فطرت کے بالکل خلاف تھا نیز جاہلی نظام کے مقام و منصب اور وعزت و تکریم سے دستکش ہونا بھی ان کے لیے کسی صورت ممکن نہ تھا اس طرح یہ سب اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے متحد ہو گئے اور آپ ﷺ کی رسالت کا صریحاً انکار کر دیا۔

مولانا مودودی اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں:

''جو لوگ صدیوں سے بے لگام آزادی کے عادی تھے، ان کے لیے اب ایک شخص کی بے چون و چرا اطاعت کرنا اور اپنی پوری زندگی میں اس کے دیے ہوئے قانون کی پیروی قبول کر لینا بھی کچھ کم دشوار نہ تھا اور اس سے زیادہ سخت دشواری ان سرداروں کے لیے تھی جو اب تک اپنے قبیلوں اور گروہوں کے صاحب امر بنے ہوئے تھے، ان مذہبی پیشواؤں کے لیے تھی جو ملک بھر میں شرک کے بڑے بڑے مراکز کا کاروبار چلا رہے تھے، ان کاہنوں کے لیے تھی جو غیب دانی کے مدعی تھے ...... ان میں سے ہر ایک کے لیے یہ رسالت گویا کھلا کھلا پیغام موت تھی جسے قبول کرنا تو درکنار، ٹھنڈے دل سے سننا بھی ان کے لیے ممکن نہ تھا۔ غرض ہر شخص جس کا مفاد پرانے جاہلیت

Marfat.com

کے نظام کی برقراری سے کسی نہ کسی طور پر وابستہ تھا، اس کے لیے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر لوگ محمد ﷺ کی رسالت کو مان لیں اور یہ تسلیم کر کے ان کے تابع بن جائیں کہ جو کچھ وہ پیش کر رہے ہیں وہ خداوند ارض و سما کی طرف سے ہے تو پھر معاشرے میں اس کا چراغ کسی طرح نہ جل سکے گا۔ اس وجہ سے یہ سارے ہی لوگ اپنے مفاد کی حفاظت کے لیے اس بات پر تل گئے کہ رسالت کی اس دعوت کو کسی طرح نہ چلنے دیں، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر عوام الناس ایک ماموُر من اللہ رہنما کی پیروی اور ایک منزل من اللہ دین و آئین کی اطاعت کو مان گئے تو پھر بالآخر انہیں بھی ہتھیار ڈال دینے پڑیں گے اور مطاع کے بجائے مطیع بن کر رہنا پڑے گا۔"[۲۷]

بہر حال قریش مکہ کے سرداروں کی مخالفت کوئی نئی بات نہ تھی کیونکہ ہر پیغمبر کی قوم کے امرا اور سرداروں نے اسی قسم کے خدشات کے پیش نظر اپنے آپ کو حق سے دور رکھا۔ کیونکہ وہ دنیوی اثر و رسوخ اور مفادات کے رسیا بن چکے تھے اور دعوت حق کو وہ اپنے مناصب اور مفادات کے لیے پیام موت خیال کرتے تھے۔

۵۔ غرور و تکبر:

قریش مکہ کے اشراف کی اسلام دشمنی کی ایک اہم وجہ ان کا استکبار تھا۔ طبقۂ اشراف کا ہمیشہ سے یہ خاصہ رہا ہے کہ انھوں نے کبھی بھی حق کو قبول نہیں کیا کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے خاندان، دولت و ثروت اور دنیوی اثر و رسوخ کی بنا پر صرف وہی لائق تکریم ہیں۔ لہٰذا اپنے غرور و تکبر کی بنا پر وہ ہمیشہ حق کی مخالفت پر کمر بستہ رہے کیونکہ اپنے سے ادنیٰ کی اتباع کو اپنی توہین گردانتے تھے۔

اسی قسم کی صورت حال سے اشراف قریش بھی دوچار تھے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اپنے اعلیٰ حسب و نسب، بیت اللہ کے خادم اور ہمسایہ ہونے کی بنا پر ان کا مقام و مرتبہ

Marfat.com

سب سے بڑھ کر ہے۔

پیر کرم شاہ کے الفاظ میں:

"قریش مکہ کو بلاشبہ یہ شرف حاصل تھا کہ وہ کعبہ مقدسہ کے خادم اور ہمسائے تھے لیکن اس خداداد شرف نے ان میں غرور و نخوت اس حد تک پیدا کر دی تھی کہ وہ عرب کے دوسرے باشندوں سے اپنے آپ کو بالاتر مخلوق سمجھنے لگے تھے۔"[۳]

اس طرح قریش اپنی افضلیت اور شرف کا اکثر اظہار کرتے رہتے۔ اپنے بارے میں کہتے کہ ہم ابراہیم کے فرزند ہیں۔ عزت و حرمت والے اور کعبہ کے نگران ہیں جو حقوق ہمارے ہیں جزیرہ عرب کے کسی دوسرے آدمی کے وہ حقوق نہیں اور جو مقام و مرتبہ ہمیں حاصل ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں:

"نحن بنو ابراهيم و اهل الحرمة وولاة البيت و قطان مكة و ساكنها و ليس لاحد من العرب مثل حقنا ولا مثل منزلتنا فلاً تعظموا شيأ من الحل كما تعظمون الحرم فانكم ان فعلتم ذلك استخفت العرب بحرمتكم۔"[۴]

چونکہ صدیوں سے وہ نسل در نسل اسی زعم میں مبتلا تھے کہ عرب و عجم میں وہ مقام و مرتبہ کے لحاظ سے سب پر فائق ہیں اس لیے انھیں کسی کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ جب رسول رحمت ﷺ کی دعوت حق سے آگاہ ہوئے تو اس لیے ماننے سے انکار کر دیا کہ چونکہ ہم ذی وقار ہستیاں ہیں لہٰذا خدا کے آگے جھکنا ہمیں زیب نہیں دیتا اور پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک غلام اور آقا کو ہمسر بنا دیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے جاہلی تکبر و غرور کا مظاہرہ کرتے ہوئے دعوت حق کی پیروی سے یکسر انکار کر دیا۔

کیرن آرم سٹرانگ نے ان کے احساسات اور جذبات کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

قریشی سرداروں کے لیے اسلام کی پیروی ایک بھیانک خواب تھا۔ کیونکہ وہ کسی

Marfat.com

صورت بھی اپنے سے کم تر لوگوں کو اپنے برابر درجہ دینے کے لیے تیار نہ تھے اور ان کے لیے یہ بھی دشوار تھا کہ ایک غلام کی طرح اپنے مالک کے آگے سربسجود ہوں۔ اس طرح ان کی سب سے بڑی خامی جاہلیہ تھی۔ جس سے مراد گھمنڈ، بے جا فخر، زیادتی اور تشدد و جارحیت کا شدید رجحان ہے:

> "The chief vice of the kafirun was jahiliyyah .... Its primary meaning is "irascibility": an acute sensitivity to honor and prestige; arrogance, excess, and above all, a chronic tendency to violence and retaliation. Jahili people were too proud to make the surrender of Islam; why should a karim moderate his behavior and act like a slave (abd), raying with his nose on the ground and treating the base-born like equals?"[۷۵]

اس طرح طبقہ اشراف کی اکثریت نے دعوت حق کو اپنے لیے باعث ذلت و رسوائی تصور کیا۔ اور دعوت حق کو اپنے شرف کے منافی جان کر اس کی بھرپور مخالفت کی۔
قاضی سید سلیمان منصور پوری نے قریش کی مخالفت کا ایک بڑا سبب یہ بھی ذکر کیا ہے:

> ''وہ خاندان اور شرافت بزرگان پر نہایت مغرور تھے اور انھیں اسلامی مساوات اور اسلامی اخوت کا قبول کرنا ایک قسم کی حقارت اور ذلت محسوس ہوتی تھی۔''[۷۶]

یہی رائے ول ڈیورانٹ کی ہے:

> ''اہل قریش کو حضرت محمد ﷺ کے مذہبی عقائد کی نسبت غلاموں کے ساتھ آپ ﷺ کے ہمدردانہ رویہ کی زیادہ تکلیف تھی۔''[۷۷]

قرآن مجید نے بھی دعوت حق سے ان کی تکذیب و انکار کی بنیادی وجہ تکبر ہی بیان کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ۝ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ۝ ۷۸

''ص۔ قسم ہے قرآن کی جو نصیحت دینے والا ہے کہ تم حق پر ہو مگر جو لوگ کافر ہیں وہ غرور اور مخالفت میں ہیں۔''

چونکہ کفار نے حق کو حقیر جان کر اعراض کیا یوں اپنے تکبر و عناد کی بنا پر ایمان کی دولت سے بھی محروم رہے۔ ابن کثیر اس سلسلے میں رقمطراز ہیں:

''یہ قرآن تو سراسر عبرت و نصیحت ہے مگر اس سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جن کے دل میں ایمان ہے کافر لوگ اس فائدے سے اس لیے محروم ہیں کہ وہ متکبر ہیں اور مخالف ہیں۔'' ۷۹

کفار حمیت جاھلیہ اور غرور کی بنا پر ایمان لانے سے اعراض برت رہے ہیں اور اسی سبب سے رسول رحمت ﷺ کی عداوت میں پیش پیش ہیں۔

قال محمد علی الصابونی: "بل الکافرون فی حمیة و تکبر عن الایمان، و فی خلاف و عداوة للرسول علیه السلام۔" ۸۰

(محمد علی صابونی کے نزدیک ''بلکہ کفار ایمان سے حمیت اور تکبر کی بناء پر اعراض کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے نبی کریمؐ کی مخالفت اور عداوت رکھتے تھے۔)

قال وهبة الزحیلی: و سبب کفر المشرکین هو:

"ان هذا القرآن ذکری لمن یتذکر، و عبرة لمن یعتبر، و انما لم ینتفع به الکافرون، لانهم فی استکبار عنه، و ترفع عن اتباع الحق، و مخالفة لله و لرسول ﷺ و معاندة و مکابرة و حرص علی المخالفة۔" ۸۱

(کیونکہ وہ قرآن سے تکبر کرتے ہیں اور حق کی اتباع سے اپنے آپ کو برتر سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، دشمنی رکھتے ہیں، تکبر کرتے ہیں اور مخالفت پر حریص رہتے ہیں)۔

Marfat.com

درحقیقت اسلام کے تصور مساوات نے ان کی شان وشوکت کو گہنا دیا تھا کیونکہ سرداران قریش دنیاوی عزت وتکریم، خوشحالی اور خاندانی وجاہت پر بڑا اتراتے تھے اور اسی کو وہ معیار حق و باطل بھی تصور کرتے۔ چنانچہ وہ پختہ یقین رکھتے تھے کہ صرف وہی راہ ہدایت پر ہیں اور ان سے اعلیٰ و ارفع اور کوئی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جب رسول اکرم ﷺ کے گرد غربا کا مجمع دیکھتے تو طنزاً کہتے کہ دیکھو! یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہم پر فضیلت بخشی ہے اور انہیں ہدایت سے نوازا اور ہمیں دھتکار دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں:

"When the apostle use to sit in the mosque with his more insignificant companions such as khubbab, Ammar, Abu Fukayha, Yasar, freedman of safwan b. Umayya b. Muharrith, suhayb, and their like, Quraysh used to jeer at them and say to one another, 'these are his companions, as you see. Is it such creatures that God has chosen from among us to give guidance and truth? If what Muhammad has brought were a good thing these fellows would not have been the first to get it, and God would not have put them before us.' God revealed concerning them.۸۲

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ

Marfat.com

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۸۳

''اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں اور اس کی ذات کے طالب ہیں اُن کو اپنے پاس سے مت نکالو۔ ان کے حساب کی جواب دہی تم پر کچھ نہیں اور تمہارے حساب کی جواب دہی اُن پر کچھ نہیں۔ پس ایسا نہ کرنا اگر اُن کو نکالو گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے اور اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کی بعض سے آزمائش کی ہے کہ جو دولت مند ہیں وہ غریبوں کی نسبت کہتے ہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم میں سے فضل کیا ہے۔ خدا نے فرمایا بھلا خدا شکر کرنے والوں سے واقف نہیں؟''

چونکہ رسول اکرم ﷺ کی دعوت پر ہر قسم کے لوگ ایمان لائے تھے جس پر قریشی سردار سخت برہم تھے کہ یہ کیسا دین اور کیسی دعوت ہے جس میں غرباء و شرفا میں کوئی امتیاز نہیں۔ لیکن یہ امر بھی موجب حیرت ہے کہ صنادید قریش مخالفت اسلام کے باوجود یہ خواہش بھی رکھتے تھے کہ آپ ﷺ سے دین حق سے متعلق آگاہی حاصل کریں اور اسلام کو بطور ضابطہ حیات اختیار کریں۔ لیکن ان کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ وہ غربا و مساکین تھے جو آپ ﷺ کی مجلس میں ہر وقت موجود رہتے اور یہ مغرور اور جاہلیت کی گود میں پرورش پانے والے سردار اس بات سے خار کھاتے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آقا و غلام برابر بیٹھ جائیں۔

اس طرح انہوں نے آپ ﷺ کو مائل کرنے کی کوشش کی کہ آپ ﷺ ان کو اپنے سے دور رکھیں۔ اس طرح ہم آپ کے قریب ہوسکتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ سے غرباء و مساکین کو اپنے سے دور کرنے سے انکار فرمایا تو گروہ متکبرین نے دوسری تجویز پیش کی کہ چلیں ہم آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوں تو یہ اٹھ جایا کریں اور جب ہم چلے جائیں یہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھ جائیں ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا لیکن ہمارے ساتھ

Marfat.com

ہرگز نہ بیٹھیں۔

دکتور محمد بن محمد ابوشہبتہ نے اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"ثم سعی رؤساء المشرکین الی رسول اللہ ﷺ ان ینحی ہؤلاء الضعفاء ولأعبد عن مجلسه، کی یجلسوا الیه، فقالوا: لو طردت عنا ھؤلا الاعبد فانه یؤذینا ارواح جبابھم جلسنا الیك و حادثناك، فقال علیه الصلاۃ والسلام: وما انا بطارد المومنین۔ فقالوا: فأقمھم عنا اذا جئنا، فاذا قمنا فأقعدھم معك ان شئت، قال: "نعم" طمعاً فی ایمانھم، فقد کان ﷺ حریصاً علی ذلك غایة الحرص، حتی ھم الرسول أن یکتب لھم بذلك کتاباً فانزل اللہ عتاباً لنبیه ھذہ آیات التی تدل علی منزلة ھؤلاء الفقراء والاعبد، و جاھم عندربھم، قال سبحانه: "وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ O" ۸۴۔

چونکہ داعی حق ﷺ کی بھی دیرینہ تمنا تھی کہ سرداران قریش جلد از جلد آغوش اسلام میں آ کر جہنم سے آزاد ہو جائیں۔ جس کی بنا پر آپ نے ابن ام مکتومؓ کی طرف التفات نہ فرمایا جبکہ سرداران قریش آپ ﷺ سے محوِ کلام تھے۔ تاکہ یہ بدک نہ جائیں۔ لیکن دربارِ الٰہی میں رحمۃ للعالمین کے اس اسلوب تبلیغ کو پزیرائی نہ ملی اور حکم آ پہنچا:

عَبَسَ وَتَوَلّٰۤى ۙ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ؕ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤى ۙ﴿۳﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ؕ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ؕ﴿۶﴾ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ﴿۸﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ۙ﴿۹﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ﴿۱۰﴾ كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ﴿۱۲﴾ ۸۵

"ترش رو ہوئے اور منہ پھیر بیٹھے۔ کہ اُن کے پاس ایک نابینا آیا۔

Marfat.com

اور تم کو کیا خبر شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا۔ یا سوچتا تو سمجھانا اُسے فائدہ دیتا۔ جو پرواہ نہیں کرتا۔ اُس کی طرف تو تم توجہ کرتے ہو۔ حالانکہ اگر وہ نہ سنورے تو تم پر کچھ الزام نہیں۔ اور جو تمہارے پاس دوڑتا ہوا آیا اور وہ خدا سے ڈرتا ہے اُس سے بھی تم بے رُخی کرتے ہو۔ دیکھو یہ قرآن نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اسے یاد رکھے۔"

یہ الہامی ادیان کا خاصہ ہے کہ انبیاءؑ کی دعوت ہر خاص و عام کے لیے ہوتی ہے لہٰذا کسی بھی فرد سے بے اعتنائی اور بالخصوص اہل ایمان کے گروہ میں سے کسی کے ساتھ بے رخی کی ہرگز اجازت نہیں دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ رسول رحمت ﷺ کی دعوت حق میں خفیف سی لغزش سے بھی درگزر نہیں کیا گیا۔ حالانکہ آپ ﷺ کا ایسا رویہ یقیناً دین اسلام کی اشاعت اور متکبرین کی خیرخواہی کی خاطر تھا۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے بیان کیا ہے کہ بہت سے مفسرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ قریش کے سرداروں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کر رہے تھے اور مشغولیت کے ساتھ ان کی طرف متوجہ تھے۔ دل میں خیال تھا کہ کیا عجب اللہ انہیں اسلام نصیب کر دے۔ ناگہاں عبداللہ ابن مکتومؓ آپ ﷺ کے پاس آئے ...... آپ چونکہ اس وقت ایک اہم امر دینی میں پوری طرح مشغول تھے ان کی طرف توجہ نہ فرمائی بلکہ ذرا گراں خاطر گزرا جس پر درج بالا آیات نازل ہوئیں۔ ۸۶

تاریخ انبیاء و رسل سے یہ بات واضح ہے کہ متکبرین نے محض حیلے بہانوں سے کام لیا اور مخلصین اسلام اور وفاداوں سے بھی وقت کے نبی کو بدگمان کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ قوم نوح کے سرداروں نے بھی حضرت نوح علیہ السلام سے اپنے پاس سے غربا کو دھتکارنے کی فرمائش کی جسے حضرت نوح علیہ السلام نے رد کر دیا۔

قرآن حکیم نے اس کی پوری تفصیل بیان کی ہے:

وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۞ ۸۷

"اور جو لوگ ایمان لائے ہیں میں اُن کو نکالنے والا بھی نہیں ہوں وہ تو اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کر رہے ہو۔"

اسی طرح کی درخواست خاتم النبیین ﷺ سے بھی کی گئی، یوں لگتا ہے کہ متکبرین اور حرص و ہوا میں غرق سرداروں کے نظریات و افکار ہمیشہ ایک جیسے ہی رہے ہیں۔

"کانھم طلبوا منه ان یطرد المومنین عنه احتشاما و نفاسة منھم ان یجلسوا معھم کما سأل أمثالھم خاتم الرسل ﷺ ان یطرد عنھم جماعة من الضعفاء و یجلس معھم مجلساً خاصاً"۔ ۸۸

(تم جو مجھ سے کہتے ہو کہ ان غریب مسکین ایمان والوں کو میں دھکے دے دوں تو مجھ سے یہ کام کبھی نہیں ہوگا۔ یہی طلب حضور اکرم ﷺ سے بھی کی گئی تھی)۔

دراصل بگڑی ہوئی قوموں کے لیڈر اور اکابر اس کے فساد و بگاڑ کی جڑ ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے دعوت اصلاح کے سب سے زیادہ مخالف بھی یہی ہوتے ہیں اور دعوت کے مقابلے میں کٹ حجتیاں بھی یہی کرتے ہیں:

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ۝ ۸۹

"تو اُن کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ ہم تم کو اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں۔ اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمہارے پیرو وہی لوگ ہوئے ہیں جو ہم میں ادنیٰ درجے کے ہیں اور وہ بھی رائے ظاہر سے اور ہم تم میں اپنے اوپر کسی طرح کی فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔"

Marfat.com

دعوت حق کے جواب میں نوح علیہ السلام کی قوم کے سردار جو مال و دولت اور سرداری کے نشہ سے مخمور تھے کہنے لگے کہ یہ سب تو ہمارے رذیل لوگ ہیں جو آپؑ کے گرد جمع ہو گئے ہیں اور یہ بغیر سوچے سمجھے آپ ﷺ کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اور ہماری نظر میں تمہارے ایمان نے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور تم سب قلاش کے قلاش ہی ہو اور یہ دعوت سوائے جھوٹ اور افسانے کے کچھ نہیں۔

مزید لکھتے ہیں کہ ان کفار کی بے عقلی تو دیکھئے اگر حق کے قبول کرنے والے نچلے طبقہ کے لوگ ہوئے تو کیا اس سے حق کی شان گھٹ گئی؟ حق حق ہی ہے خواہ اس کے ماننے والے بڑے لوگ ہوں خواہ چھوٹے لوگ ہوں۔ بلکہ حق بات یہ ہے کہ حق کی پیروی کرنے والے ہی شریف لوگ ہیں۔ چاہے وہ مسکین مفلس ہی ہوں اور حق سے روگردانی کرنے والے ہی ذلیل اور رذیل لوگ ہیں گو وہ غنی مالدار اور امیر امراء ہوں۔

"......فانه ليس بعار على الحق رذالة من اتبعه، فان الحق فى نفسه صحيح سواء اتبعه الأشراف او الاراذل بل الحق الذى لا شك فيه ان اتباع الحق هم الاشراف ولو كانوا فقراء والذين يابونه هم الاراذل و لو كانوا اغنياء ثم الواقع غالبا ان ما يتبع الحق ضعفاء الناس، والغالب على الاشراف والكبراء مخالفته۔" 90

اس طرح صاحب اثر گروہ سوسائٹی میں اپنی پوزیشن کے کھو جانے کی بنا پر متکبرانہ رویہ اختیار کرتا ہے جبکہ فقراء و مساکین دولت و حشمت کے غبار سے تہی دامن ہوتے ہیں اس لیے وہ حق کو فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ انبیاء اعلیٰ طبقہ کی ہدایت کے لیے زیادہ خواہش مند ہوتے ہیں۔ ان کے اثر سے دیگر بھی حق کو قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ با اثر افراد ہمیشہ انکاری ہی رہے اور غربا فوراً تسلیم کر لیتے۔

ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں:

"تاریخ دعوت کی یہ دلچسپ حقیقت ہے کہ دعوت کے مخاطبین تو

Marfat.com

سوسائٹی کے تمام لوگ ہوتے ہیں اور داعی کی طبعی خواہش ہوتی ہے کہ اعلیٰ طبقے کے افراد دعوت کو قبول کریں لیکن مشیت ایزدی نے یہ شرف پسے ہوئے طبقات کی قسمت میں لکھا ہوتا ہے۔'' ۹۱

مولانا مودودی اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:

''انسان حق بات ماننے سے صرف اس لیے انکار کرتا ہے کہ اسے اپنے رویہ کی غلطی تسلیم کرنے میں اپنی ہیٹی ہوتی نظر آتی ہے یا وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں اس حق کو تسلیم کرلوں گا تو گمراہ معاشرے میں جو اونچا مقام مجھے حاصل ہے وہ مجھ سے چھن جائے گا، یا وہ خیال کرتا ہے کہ اپنی بات چھوڑ کر دوسرے کی بات مان لینا اس کے مقام بلند سے فروتر ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ بات کتنی ہی غلط ہو جس پر وہ اڑا ہوا ہے اور وہ بات کتنی ہی برحق ہو جسے دوسرا شخص پیش کر رہا ہے۔ قرآن مجید میں اس غرور وتکبر کو بار بار لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا تاکہ ان کا اپنا غرور بھی ٹوٹے جو قبول حق میں مانع ہو رہا تھا اور ان بہت سے علمبرداران ضلالت کی گمراہی کے اصل سبب سے بھی وہ واقف ہو جائیں جو ان کے اپنے زمانے یا ان سے پہلے گزرے ہوئے زمانے میں حق کا راستہ روکنے والے تھے۔'' ۹۲

اس طرح معاندین حق اپنی ہٹ دھرمی اور غرور و گھمنڈ کے باعث حق سے بیگانہ رہتے ہیں اور ذلت وخواری ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ مولانا مودودی لکھتے ہیں:

''تکبر اور جباریت کی ہوا جس دل میں بھر جاتی ہے پھر اس کے دروازے ہر کلمہ نصیحت اور ہر قول حق کے لیے بند ہو جاتے ہیں اور اللہ پھر اس پر لعنت کی ایسی مہر لگا دیتا ہے، خواہ کوئی اسے راہ راست پر لانے کی کتنی ہی کوشش کرے، وہ کسی طرح سیدھا نہیں ہوتا۔'' ۹۳

اور اسی حقیقت کو قرآن نے کھول کر بیان فرمایا ہے:

Marfat.com

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ 94

"اسی طرح خدا ہر متکبر سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔"

یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ اسلام نے معاندین کی بدکرداری اور حرص و ہوا کی بنا پر انھیں ملامت کیا ہے نہ کہ اس بنا پر لعن طعن کیا گیا ہے کہ انھوں نے اسلام قبول نہیں کیا کیونکہ دین اسلام میں جبر کی سخت ممانعت آئی ہے۔"لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ" اور پھر کافروں کے حوالے سے جو سخت رویہ اختیار کیا گیا وہ اسلام کو نہ ماننے کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے تکبر وعناد کی وجہ سے ہے جیسا کہ کیرن آرم سٹرانگ کے مطابق قرآن کافروں کو ان کے مذہبی ایقان کی وجہ سے برا نہیں کہتا، بلکہ ان کے تکبر پر تنقید کرتا ہے کہ وہ خود کو دوسروں سے بالاتر تصور کرتے، حتیٰ کہ خدا کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے بھی گریزاں تھے۔ وہ اپنے طریقہ زندگی پر نازاں تھے۔اس کے متعلق ایک لفظ سننا گوارا نہیں کرتے۔

کیرن آرم سٹرانگ نے کفار مکہ کے تکبر اور گھمنڈ کی بڑی عمدہ منظر کشی کی ہے کہ:

"The Qur'an does not berate the kafirun for their lock of religious conviction, but for their arrogance. They are haughty and supercilious, They imagine that they are superior to the poorer, humbler people of Mecca, whom they consider second- class citizens and therefore worthy of contempt. Instead of realizing their utter dependence upon God, they still regard themselves as istighna, selfreliant and refuse to bow to Allah or anybody else. The kafirun are bursting with self importance, they strut around haughtily, addressing others in an offensive, braying manner, and fly into a violent rage if they think that their honor has been impugned. They are so convinced that their way of life is

Marfat.com

better than any body else's that they are particularly incensed by any criticism of their traditional lifestyle."[۹۵]

چنانچہ قریشی سرداروں کی اکثریت کا تکبر و غرور کی بنا پر حق کی تکذیب کرنا اسلام کی تعلیمات کے مطابق صریحاً گمراہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر قصہ آدمؑ و ابلیس کو بیان کرنے میں یہی حکمت پیش نظر تھی کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے تکبر کرنے والے بڑی عظمت اور شان و شوکت والے بھی طوق لعنت میں گرفتار ہو گئے۔ لہٰذا صنادید قریش کو بھی عبرت پکڑنی چاہیے کہ اگر انھوں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب اور آخری رسول حضرت محمد ﷺ کی اتباع و اطاعت سے منہ موڑا تو بیت اللہ اور حاجیوں کی خدمت بھی انہیں بدترین انجام سے نہ بچا سکے گی۔

اس لیے دانائی یہی ہے کہ صنادید قریش غرور و تکبر اور رعونت سے چھٹکارا حاصل کر کے حق کو فوراً تسلیم کر لیں بصورت دیگر ان کا انجام بھی ابلیس سے مختلف نہ ہوگا۔

۶۔ مسئولیت آخرت سے بے نیازی:

قریش مکہ نے جن مختلف وجوہ کی بنا پر دعوت اسلام سے اعراض کیا، ان میں سے ایک بڑی وجہ ان کی مسئولیت آخرت سے بے نیازی بھی تھی۔ یہ امر بھی دلچسپ ہے کہ مشرکین مکہ اپنے آپ کو ''حنیف'' کہتے تھے اور دین ابراہیمی کی پیروی کا دعوی کرتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے عقائد میں شبہات پیدا کر لیے جس سے عقائد کی حقیقی روح مسخ ہو کر رہ گئی اور وہ ان عقائد کو محال سمجھنے لگے۔ اس طرح ان کی گمراہی سے کئی نئی چیزیں وجود میں آئیں جن میں سے ایک قیامت کا انکار بھی تھا۔ شاہ ولی اللہ اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:

''و کان قد وقع لجمهور المشرکین فی هذه العقائد شبهات کثیرة ناشئة من استبعاد هذه الامور و عدم الفتها۔ و کان ضلالهم الشرك و التشبیه و التحریف و انکار المعاد و

Marfat.com

اسبعاد رسالته ﷺ" ۹٦

چونکہ قرآن حکیم نے عقیدہ آخرت کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے جب کہ گزشتہ انبیاء کرام کی تعلیمات میں اس کا تذکرہ مجمل نوعیت کا تھا۔ جس کی وجہ سے مشرکین مکہ حشر ونشر جیسے عقیدہ سے آگاہ نہ تھے اور اسے فہم سے بعید تصور کرتے۔ شاہ صاحب نے ان کے انکار آخرت کی یہی وجہ لکھی ہے:

"وقد بين الانبياء السالفون الحشر والنشر لكن ليس ذلك البيان بشرح و بسط مثل ما تضمنه القرآن العظيم ولذلك ما كان جمهور المشركين مطلعين عليه و كانوا يستمبعدونه۔" ۹۷

یہی وجہ ہے کہ اہل عرب بڑی شدومد سے عقیدہ آخرت کا انکار کرتے اور اس سے کلی انحراف برتتے کیونکہ ان کے نزدیک یہ خلاف عقل امر ھا۔ سید سلیمان ندوی کے الفاظ میں:

"اہل عرب کو توحید کے بعد جس عقیدہ سے شدت کے ساتھ انکار تھا جس کے ماننے پر وہ کسی طرح آمادہ نہیں ہوتے تھے، اور ان کی عقل میں کسی طرح نہیں سماتا تھا، وہ یہی قیامت اور حشر نشر کا مسئلہ ہے، جاہلی عرب حیات بعد الموت، خدا کے آگے اپنے اعمال کے مواخذہ اور پرستش اور سزا و جزا سے قطعاً لاعلم تھے۔" ۹۸

اسی بنا پر کفار مکہ نے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر اسلامی تعلیمات پر نہ صرف اظہار تعجب کیا بلکہ شدت سے اس کا رد بھی کیا۔ اس طرح شعرا حضرات جو اس جاہلی معاشرے کے ترجمان کی حیثیت رکھتے تھے اپنے کلام میں بالخصوص عقیدہ آخرت کو ہدف تنقید بنایا۔

ایک عرب شاعر کا ایسا ہی شعر سید سلیمان ندوی نے سیرۃ النبی ﷺ میں نقل کیا ہے:

اموت ثم بعث ثم حشر ...... حديث خرافة يا ام عمر ۹۹

یعنی کیا موت ہے پھر جی اٹھنا ہے، پھر اکٹھا ہونا ہے، اے ام عمر یہ سب خرافات

Marfat.com

باتیں ہیں۔

اس طرح قرآن حکیم میں قریش مکہ کے بکثرت اقوال نقل کیے گئے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان سب کی حیات بعدالممات کے حوالے سے کوئی دوسری رائے نہ تھی بلکہ وہ پوری ہوش مندی سے عقیدہ آخرت کا انکار کرتے تھے اور اسے ناممکنات میں سے تصور کرتے۔ اسی بنا پر خالق کائنات نے مختلف مقامات پر ان کے گمراہ کن خیالات کا تذکرہ کر کے مختلف دلائل و براہین منکرین آخرت کی اصلاح و بھلائی کے لیے رہنمائی فراہم کی تا کہ وہ اپنے احمقانہ اور جاہلانہ نظریات سے خلاصی حاصل کر سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴿١﴾ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٢﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ﴿٣﴾ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ﴿٤﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ﴿٥﴾ [100]

"ق۔ قرآن مجید کی قسم کہ (محمد پیغمبر خدا ہیں)۔ لیکن ان لوگوں نے تعجب کیا کہ انہی میں سے ایک ہدایت کرنے والا اُن کے پاس آیا تو کافر کہنے لگے کہ بات تو بڑی عجیب ہے۔ بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے تو پھر زندہ ہوں گے؟ یہ زندہ ہونا عقل سے بعید ہے۔ ان کے جسموں کو زمین جتنا کھا کھا کر کم کرتی جاتی ہے ہم کو معلوم ہے۔ اور ہمارے پاس تحریری یادداشت بھی ہے بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ جب اُن کے پاس دین حق آ پہنچا تو انہوں نے اس کو جھوٹ سمجھا سو یہ ایک الجھی ہوئی بات میں پڑ رہے ہیں۔"

دوسرے مقام پر کفار کا قول ملاحظہ ہو:

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٤٩﴾ [101]

"جب ہم مر کر بوسیدہ ہڈیاں اور چور چور ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا ہو کر اُٹھیں گے۔"

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ یہ عقل وفہم سے عاری لوگ ہیں کہ حق کے آ جانے کے بعد بھی تعجب میں پڑے ہیں اور کسی طرح ماننے پر تیار نہیں کہ مرنے کے بعد پھر اٹھایا جانا ہے۔ ان کے نہ ماننے کی اصل وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے سچائی سے منہ موڑنے کی بنا پر ان سے سوجھ بوجھ ہی چھین لی ہے۔[۱۰۲]

چنانچہ قرآن حکیم آگاہ فرماتا ہے کہ انکار آخرت کی یہ روش کوئی نئی نہیں بلکہ ان سے پہلے لوگ بھی یہی کہا کرتے تھے:

بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ۝ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۝ [۱۰۳]

"بات یہ ہے کہ جو بات اگلے کافر کہتے تھے اسی طرح کی بات یہ کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور استخواں تو کیا ہم پھر اُٹھائے جائیں گے؟"

بہرحال کافر اس زمانہ کے ہوں یا گزشتہ زمانوں کے، ان سب کے دل اور زبانیں ایک ہی ہیں اور نظریات وتصورات میں بھی ہم آہنگ ہیں کہ یہ عقل سے بالاتر ہے کہ موت کے بعد پھر اٹھنا ہے۔[۱۰۴]

اسی طرح کفار مکہ بھی کسی طرح ماننے کو تیار نہ تھے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ لہٰذا اس کو انھوں نے افترا علی اللہ اور دیوانگی سے تعبیر کیا اور تکذیب واستہزا سے رد کر دیا:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝ [۱۰۵]

"اور کافر کہتے ہیں کہ بھلا ہم تمہیں ایسا آدمی بتائیں جو تمہیں خبر دیتا

Marfat.com

ہے کہ جب تم مر کر بالکل پارہ پارہ ہو جاؤ گے تو نئے سرے سے پیدا
ہو گے۔ یا تو اس نے خدا پر جھوٹ باندھ لیا ہے۔ یا اُسے جنون ہے
بات یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ آفت اور پرلے
درجے کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔''

خالقِ انسان انہیں جواب دیتے ہیں کہ یہ دونوں باتیں نہیں۔ آنحضرت ﷺ سچے، نیک، ہدایت یافتہ، دانا اور ظاہری و باطنی بصیرت رکھنے والے ہیں لیکن منکر لوگ جہالت اور نادانی سے کام لے رہے ہیں جس کی وجہ سے حق سے دور نکل جاتے ہیں۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا
عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ [106]

''اور یہ خدا کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے خدا اُسے
قیامت کے دن قبر سے نہیں اُٹھائے گا۔ ہرگز نہیں۔ یہ وعدہ سچا ہے
اور اُس کا پورا کرنا اُسے ضرور ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

حیات بعد الممات کا انکار دراصل اپنے خالق حقیقی کا انکار اور جھٹلانا ہے جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ابن آدم مجھے گالیاں دیتا ہے اسے ایسا نہیں چاہیے تھا۔ وہ مجھے جھٹلا رہا ہے حالانکہ یہ بھی اسے لائق نہ تھا۔ اس کا جھٹلانا تو یہ ہے کہ سخت قسمیں کھا کر کہتا ہے کہ اللہ مردوں کو پھر زندہ نہ کرے گا میں کہتا ہوں یقیناً زندہ ہوں گے۔ یہ وعدہ برحق ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے......'' [107]

اس کی دلیل قرآن بھی پیش کرتا ہے۔

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ۚ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ [108]

''اور اگر تم عجیب بات سنی چاہو۔ تو کافروں کا یہ کہنا عجیب ہے کہ
جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا ہوں گے؟ یہی لوگ
ہیں جو اپنے پروردگار سے منکر ہوئے ہیں۔''

Marfat.com

قریش کی روزِ قیامت کے حوالے سے مخالفت ان کی دنیا طلبی اور خواہش پرستی کی وجہ سے تھی کہ اس عقیدہ کو مان کر وہ اپنی من پسند اور پر لطف زندگی کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔ مولانا مودودی اس سلسلے میں رہنمائی فرماتے ہیں:

"انھوں نے محسوس کیا کہ اگر اس کو ہم مان لیں تو ہماری ساری آزادیاں ختم ہو جائیں گی۔ ہم تنہائی میں بھی، جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو، کوئی ایسا فعل جسے خدا اور رسول اور قرآن نے حرام کیا ہے نہ کر سکیں گے۔ ہم جہاں کوئی ناجائز فائدہ یا لطف یا لذت حاصل کرنے پر پوری طرح قادر ہوں گے وہاں بھی یہ عقیدہ ہمارے ہاتھ باندھ کر رکھ دے گا۔ یہ تو ایک غیر محسوس سپاہی ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ لگا دے گا جو کسی حالت میں بھی ہم کو من مانی نہ کرنے دے گا۔ اسی بنا پر وہ پوری قوت کے ساتھ اس پر حملہ آور ہو گئے اور انھوں نے بڑے زور و شور سے لوگوں میں یہ خیال پھیلانے کی کوشش کی کہ محمد ﷺ کی یہ بات تو قطعی خلاف عقل ہے، بعید از مکان، سراسر دیوانگی بلکہ محض قابل مضحکہ ہے۔"[۱۰۹]

چونکہ سردارانِ قریش میں سے اکثر کی زندگیاں بے قاعدگیوں، مظالم اور مکر و فریب سے پُر تھیں اس لیے وہ ان تعلیمات کو اپنے لیے پھندہ تصور کرتے تھے۔ مولانا شبلی نعمانی نے ان کی بداخلاقیوں پر عمدہ تبصرہ فرمایا ہے:

"قریش میں سخت بداخلاقیاں پھیلی ہوئی تھیں، بڑے بڑے اربابِ اقتدار نہایت ذلیل بداخلاقیوں کے مرتکب تھے۔ ابولہب جو خاندان بنو ہاشم میں سب سے زیادہ ممتاز تھے۔ اس نے حرم محترم کے خزانہ سے غزال زریں چرا کر بیچ ڈالا تھا۔ اخنس بن شریق جو بنو زہرہ کا حلیف اور رؤسائے عرب میں شمار کیا جاتا تھا، نمام اور کذاب تھا۔ نضر بن حارث کو جھوٹ بولنے کی سخت عادت تھی۔ اسی طرح اکثر

Marfat.com

ارباب جاہ مختلف قسم کے اعمال شنیعہ میں گرفتار تھے۔"[10]

اس لیے وہ اپنے اعمال بد کی بنا پر فکر مند بھی تھے کہ اگر ایسا ہو گیا کہ ہم دوبارہ زندہ کر دیے گئے تو بڑے خسارے میں رہیں گے۔ اسی لیے وہ دوبارہ جینا نہیں چاہتے تھے۔ ان کے اندیشہ خسارہ کو قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے:

يَقُولُونَ أَءِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ۝ أَءِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝
قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝ [11]

"کہتے ہیں کیا ہم الٹے پاؤں پھر لوٹیں گے؟ بھلا جب ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر زندہ کیے جائیں گے۔ کہتے ہیں یہ لوٹنا تو موجب زیاں ہے۔"

چونکہ یہ نیا عقیدہ ان کے ظلم و ستم کے آگے بند باندھتا تھا اور ان کی ہر قسم کی برائی اور بدکرداری پر گرفت کرتا تھا لہٰذا اس قسم کے عقیدہ کی ان کو چنداں ضرورت نہ تھی جس کی بنا پر وہ مخالفت پر تل گئے۔

معروف مستشرقہ کیرن آرم سٹرانگ نے بھی مخالفت اسلام کے اسباب میں سے ایک اہم سبب سرداران قریش کا آخرت میں دوبارہ اٹھنے اور جواب دہی کو بیان کیا ہے کہ وہ خاص طور پر متفکر ہوئے کہ قرآن کے عقیدہ کے مطابق آخرت کے حوالے سے ان کو تنبیہ کی جا رہی تھی کہ قیامت کے دن کوئی قوم قبیلہ دولت اور طاقت وقوت کام نہ آئے گی اور ان سے یہ جواب طلبی ضرور ہو گی کہ اپنی دولت غربا و ضرورت مندوں پر کیوں خرچ نہ کی؟ اس طرح یہ تعلیمات ان کے ہلاکت خیز سرمایہ داری پر کاری ضرب تھی۔ لہٰذا ان باتوں کو وہ کس طرح خوش دلی سے سنتے؟ لہٰذا ابو جہل کی قیادت میں مخالفت کو فروغ ملا۔ وہ لکھتی ہیں:

"They were particularly in censed by the Quran's description of the last judgment, which they dismissed as primitive and irrational. Arabs did not believe in the afterlife and should give no credence to such 'fairy tales'. But they

Marfat.com

were especially concerned that in the Quran this judaeo - Christian belief struck at the heart of their cut throat capitalism. On the last day, arabs were warned that the wealth and power of their tribe would not help them, each individual would be tried on his or her own merits: why had they not taken care of the poor? Why had they accumulated fortunes instead of sharing their money? Those Quraysh who were doing very well in the new Mecca were not likely to look kindly on this kind of talk, and the opposition Grew, led by Abu al-Hakam." ۱۱۲

معاندین اسلام نے ہر قسم کے دلائل کو نہ صرف رد کر دیا بلکہ نبی کریم ﷺ سے عقیدہ آخرت سے متعلق لایعنی گفتگو اور بحث وتمحیص کا سلسلہ شروع کر دیا۔ باوجود اس کے کہ وہ کوئی دلیل قاطعہ نہیں رکھتے تھے۔ جبکہ رسول رحمت ﷺ ان کو وحی الٰہی کی روشنی میں عقلی ونقلی دلائل سے خوب تنبیہ فرما رہے تھے۔ لیکن معترضین نت نئے طریقے سے آخرت کو جھٹلا رہے تھے۔

جیسے ابی بن خلف ایک بوسیدہ ہڈی کو چٹکی میں ملتے ہوئے اس کے ریزے ہوا میں اڑاتا نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور بطور تمسخر کہنے لگا کہ آپؐ کہتے ہیں کہ اللہ ان کو زندہ کرے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"نعم ، یمیتك الله تعالی، ثم یبعثك، ثم یحشرك الی النار، و نزلت هذه الایات" ۱۱۳

(آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہاں اللہ تجھے ہلاک کر دے گا پھر زندہ کر دے گا پھر تیرا حشر جہنم کی طرف ہوگا)

اس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں:

Marfat.com

قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ ۱۱۴

"کہہ دو کہ اُن کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔"

اس طرح بعض مشرکین کا یہ بھی عقیدہ تھا جیسے دہریوں کا عقیدہ تھا کہ یہ دنیا اسی طرح قائم و دائم رہے گی اور اسی طرح موت وحیات کا سلسلہ بھی جاری وساری رہے گا۔ اور اس دنیوی زندگی کے علاوہ دوسری کوئی زندگی نہیں۔ حالانکہ ان تصورات کی ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی بلکہ محض سنی سنائی ظنی باتیں تھیں۔

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ ۱۱۵

"اور کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے کہ یہیں مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں تو زمانہ مار دیتا ہے۔ اور ان کو اس کا کچھ علم نہیں۔ صرف ظن سے کام لیتے ہیں۔"

یہی سبب ہے کہ کفار مکہ حساب ومواخذہ کا کلیتًا انکار کرتے تھے۔ قرآن نے واضح کیا ہے:

اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۝ ۱۱۶

"یہ لوگ آخرت کی امید ہی نہیں رکھتے تھے۔"

کفار مکہ کے انکار آخرت کی شدت کا اندازہ جناب خباب بن الارث رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ انھوں نے عاص بن وائل جو رئیس مکہ میں سے تھا، اپنی رقم کا مطالبہ کیا تو اس نے جواب دیا کہ جب تک محمد کا انکار نہ کرو گے کچھ نہ دوں گا تو جناب خباب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم مر کر پھر نہ جیو۔" عاص بن وائل بڑی لاپرواہی سے کہتا ہے کہ کیا مر کر بھی جی اٹھنا ہے؟ انھوں نے فرمایا بے شک، تو عاص بن وائل نے کہا: "تو اچھا وہیں میرا مال و دولت اور سامان ہوگا وہیں تم اپنی رقم لے لینا۔" ۱۱۷

Marfat.com

اس واقعہ سے بخوبی عیاں ہے کہ ان کے ہاں مرنے کے بعد اٹھنا اور اعمال کی جواب دہی کا تصور بالکل ناپید تھا۔ اسی لیے وہ عقیدہ آخرت کا تمسخر اڑاتے تھے۔ قاضی سلیمان منصور پوری اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

"وہ جزا و سزائے اعمال کے قائل نہ تھے۔ اس لیے یہ تعلیم کہ موت کے بعد اعمال کی جواب دہی ہوگی، ان کے نزدیک بالکل قابل تمسخر تھی۔" [۱۱۸]

چونکہ قریش مکہ صدیوں سے نسل در نسل ان فرسودہ خیالات پر عمل پیرا تھے اس لیے انھوں نے کبھی بھی عقل و خرد کو کام میں لانے کی زحمت گوارا نہ کی بلکہ وہ جب غور کرتے تو عقیدہ آخرت کو بعید از عقل خیال کرتے۔ مشرکین مکہ نے حیات بعد الموت کے عقیدہ پر بڑی بحث چھیڑ رکھی تھی کیونکہ ان کی عقلیں حیات بعد موت کے لیے کھلتی ہی نہ تھیں۔ ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری لکھتے ہیں:

"وقد جادل المشرکون فی عقیدۃ البعث فأکثروا فیھا الجدل، فان عقلیتھم لم تستع الی تصور الحیاۃ بعد الموت ۔ کما حکی القرآن علی لسانھم"۔ [۱۱۹]

چونکہ قریش کے نزدیک حیات بعد الممات کا تصور ہی محال تھا اس لیے انھوں نے آپ ﷺ سے یہ مطالبہ کر دیا کہ اگر آپ ہمارے آباء و اجداد اور بالخصوص قصی بن کلاب کو زندہ کر دیں اور پھر وہ ہمیں بتائیں کہ واقعی آپ سچے رسول ہیں تو یقیناً ہم سب آپ کی بات مان لیں گے جو آپ کہتے ہیں:

"...... ولیبعث لنا من مضی من آبائنا، و لیکن فیما یبعث لنا منھم قصی بن کلاب فانه کان شیخاً صدوقاً فنسألھم عما تقول أحق ھو ام باطل؟ فان فعلت ما سألناك و صدقوك صدقناك و عرفنا به منزلتك عند الله و انه بعثك رسولاً۔" [۱۲۰]

بلاشبہ یہ قریش مکہ کی ہٹ دھرمی تھی کہ اتنے جامع اور واضح دلائل کے باوجود بھی

Marfat.com

وہ اس قسم کے معجزات کا مطالبہ کر رہے تھے۔ درحقیقت یہ لوگ اپنے طرزِ عمل کو تبدیل کرنے میں اپنی ہتک محسوس کرتے اس لیے بھی روز قیامت کا ڈھٹائی سے انکار کرتے۔

کیرن آرم سٹرانگ عمدہ پیرائے میں انکار آخرت کرنے والوں کا تجزیہ کرتی ہیں کہ قریش کی اکثریت نے روز قیامت پر اعتراض کیا اور قصے کہانیاں قرار دے کر رد کر دیا لیکن قرآن کے مطابق کوئی بھی شخص موت کے بعد زندہ ہونا ثابت نہیں کر سکتا، اور اگر اللہ ایک حقیر بوند سے انسان تخلیق کر سکتا ہے تو یقیناً مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر قادر بھی ہے۔ چنانچہ روز قیامت کا انکار صرف وہی کرتے ہیں جو اپنے استحصالی اور خودغرضانہ رویے میں تبدیلی لانا نہیں چاہتے۔

"Most people objected to the day of reckoning. This, they argued, was simply an old wives' tale. How could bodies that had rotted away in the earth come to life again? Was Muhammad seriously suggesting that their venerable ancestors would rise from their graves to "Stand before the lord of all beings?" The Qur'an replied that nobody could prove that there was no life after death, and that if Allah could create a human being out of a tiny drop of semen, he could easily resurrect a dead body. It also pointed out that the people who poured scorn on the idea of a final reckoning were precisely those who had no intention of changing their oppressive, selfish behavior" [۱۲۱]

چنانچہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان بے مقصد اور بے کار پیدا نہیں کیا گیا اگر اس کے اعمال کا مواخذہ اور جزا سزا نہ ہو تو خیر و شر اور نیکی و بدی کا فطری امتیاز لغو اور انسانی زندگی بے مقصد اور اس کے تمام کام بے نتیجہ ہو جائیں۔ چنانچہ اس کا تذکرہ خود

Marfat.com

قرآن نے بیان کیا ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ ۱۲۲

"کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟"

دوسرے مقام پر اس طرح تنبیہ فرمائی:

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝ ۱۲۳

"کیا انسان خیال کرتا ہے کہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔"

لہٰذا یہ واضح ہو گیا کہ یہ دنیوی زندگی ہمیشہ کی زندگی نہیں بلکہ جو اس کے بعد آنے والی ہے وہ ہی پائیدار اور ہمیشگی کی زندگی ہوگی۔ جس میں ہر ایک شخص اپنے کیے کی جزا و سزا پائے گا۔ اور یہ فیصلہ مالک کائنات نے انسانوں کو عدل و انصاف کی فراہمی کے لیے کر رکھا ہے۔

سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں:

> "روز جزا کی ضرورت اللہ تعالیٰ کا عادل اور منصف ہونا ہے اگر اچھے اور برے انسانوں کے اعمال کی جزا و سزا نہ ہو تو دونوں کا درجہ برابر ہو جائے گا اور نیکی اور بدی اور گناہ و ثواب کے کوئی معنی نہ رہیں، بلکہ نعوذ باللہ اللہ ظالم اور غیر منصف قرار پائے۔ اس موجودہ مادی دنیا میں بھی انسانوں کو اپنے اعمال کی کچھ نہ کچھ جزا ملتی ہے، تاہم یہ صاف نظر آتا ہے کہ بہت سے گناہ گار سیہ کار اور ظالم یہاں آرام اور چین کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بہت سے نیکوکار اور اچھے لوگ مصیبتیں اور تکلیفیں جھیلتے ہیں، اس لیے یہ موجودہ زندگی اعمال کی جزا و سزا کی اصلی جگہ نہیں ہو سکتی، اس بنا پر دوسری زندگی کا ماننا ضروری ہے، جہاں ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا نتیجہ مل سکے۔ اس موجودہ دنیا میں دنیاوی حکام اپنے ناقص علم کے مطابق اچھوں اور بروں کو ان کے اعمال کی جزا و سزا دیتے رہتے ہیں، پھر کتنا ضروری ہے کہ

Marfat.com

پوری دنیا کا عالم الغیب حاکم اپنے صحیح علم کے مطابق لوگوں کو سزا و جزا دے کر اپنے عدل و انصاف کا ثبوت دے۔" ۱۲۴

سورہ والتین میں اسی استدلال کی طرف اشارہ ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ۝ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ۝ ۱۲۵

"مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کیلئے بے انتہا اجر ہے۔ تو پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟ کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟"

اسی لیے قرآن حکیم کے مختلف مقامات پر اس حقیقت کو واضح کیا گیا کہ نیک و بد کا نتیجہ عمل یکساں نہیں ہو سکتا۔ ایک جگہ فرمایا:

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ ۝ ۱۲۶

"جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کیا اُن کو ہم اُن کی طرح کر دیں گے جو ملک میں فساد کرتے ہیں یا پرہیز گاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے۔"

ایک اور مقام پر ہے:

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝ ۱۲۷

"جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو اُن جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اُن کی زندگی اور موت یکساں ہوگی۔ یہ جو دعوے کرتے ہیں بُرے ہیں۔"

دکتور علی محمد محمد الصلابی کے مطابق ایسے نیکوکار جو اطاعت الٰہی پر کاربند رہے اور

Marfat.com

بہت سے باغی وسرکش جو ہر حکم الٰہی کی نہ صرف تکذیب کرتے رہے بلکہ ناشکری ونافرمانی کو عین حق خیال کرتے ہوئے ہمیشہ خالق ومالک کے پیغام کی مخالفت پر کمربستہ رہے، کیسے برابر ہوں گے اسی بنا پر حکمت الٰہی سے جزا اور سزا کا دن مقرر کیا گیا۔

"كانت اساليب القرآن الكريم فى اقناع الناس بالبعث تعتمد على خطاب العقل، والانسجام مع الفطرة، و التجاوب مع القلوب، فقد ذكر الله عباده: ان حكمته تقتضى بعث العباد للجزاء، والحساب، فان اللّٰه خلق الخلق لعبادته، و ارسل الرسل، و انزل الكتب، لبيان الطريق الذى به يعبدونه، و يطيعونه، و يتبعون امره، و يجتنبون نهيه، فمن العباد من رفض الاستقامة على طاعة الله ، و طغى، و بغى، أفليس من العدل بعد ذلك ان يموت الطالح و الصالح، ثم يجزى الله المحسن باحسانه ، والمسيئى باساءته۔" ۱۲۸

یقیناً فرمانبردار اور نافرمان کا انجام ایک جیسا ممکن نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ۝ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيمٌ ۝ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ ۚ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِنْ كَانُوا صٰدِقِينَ ۝ ۱۲۹

"کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کی طرح کر دیں گے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسی تجویزیں کرتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو۔ کہ جو چیز تم پسند کرو گے وہ تم کو ضرور ملے گی۔ یا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو قیامت کے دن تک چلی جائیں گی کہ جس چیز کا تم حکم کرو گے وہ تمہارے لئے حاضر ہو گی ان

Marfat.com

سے پوچھو کہ ان میں سے اس کا ذمہ کون لیتا ہے۔ کیا یہ اس قول میں اُن کے اور بھی شریک ہیں؟ اگر یہ سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو لا سامنے کریں۔"

سرداران مکہ اس زعم میں بھی تھے کہ ہم کو جو نعمتیں مل رہی ہیں یہ ہماری خدا کے ہاں مقبولیت کی نشانی ہے اور تمہاری بدحالی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ تم خدا کے ہاں کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتے۔ لہٰذا اگر جنت نام کی کوئی چیز ہوئی بھی تو وہ صرف ہمارے لیے ہوگی اور عذاب کے لائق تم کم تر لوگ ہو گے۔

اس پر فرمایا گیا کہ یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ خدا فرمانبردار اور مجرم میں تمیز نہ کرے۔ تمہاری سمجھ میں یہ بات کیسے آتی ہے کہ کائنات کا کوئی اندھا راجہ ہے جو نہیں دیکھے گا کہ کن لوگوں نے دنیا میں اس کے احکام کی اطاعت کی اور کون لوگ تھے جو اس سے بے خوف ہو کر ہر طرح کے گناہ اور جرائم اور ظلم و ستم کرتے رہے؟ تم نے ایمان لانے والوں کی خستہ حالی اور اپنی خوش حالی تو دیکھ لی مگر اپنے اور ان کے اخلاق و اعمال کا فرق نہیں دیکھا۔ اور بے تکلف حکم لگا دیا کہ خدا کے فرمانبرداروں کے ساتھ تو مجرموں کا سا معاملہ کیا جائے گا اور تم جیسے مجرموں کو جنت دی جائے گی۔ یہ حکم تم نے آخر کس بنا پر لگایا ہے؟ غرض اپنے حق میں جو حکم لگا رہے ہو اس کے لیے سرے سے کوئی بنیاد ہی نہیں ہے۔ یہ عقل کے بھی خلاف ہے۔ خدا کی کسی کتاب میں بھی تم یہ لکھا نہیں دکھا سکتے۔ تم میں سے کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے خدا سے ایسا کوئی عہد لے لیا ہے اور جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے ان میں سے بھی کسی سے تم یہ شہادت نہیں دلوا سکتے کہ خدا کے ہاں تمہیں جنت دلوا دینے کا وہ ذمہ لیتا ہے۔ پھر یہ غلط فہمی آخر تمہیں کہاں سے لاحق ہوگئی؟ ۱۳۰

بہر حال دعوت حق کی قبولیت میں قریش مکہ کی راہ میں حائل ہونے والا ایک بڑا سبب مسئولیت آخرت سے بے نیازی کا ہونا تھا اگر وہ عقیدہ آخرت کو تسلیم کر لیتے تو یقیناً اپنے طرز عمل میں نمایاں تبدیلی پاتے اور بالآخر ایمان کی دولت سے مالا مال ہوتے لیکن ان کی جہالت، دنیوی اغراض اور اسلام سے دشمنی نے اس قدر متعصب اور ہٹ دھرم بنا دیا کہ

Marfat.com

وہ اس عقیدہ میں سوائے تباہ و بربادی کے کچھ نہ پاتے تھے۔

ان اسباب و محرکات کے تجزیہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کفر کے علمبردار اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے دین حق سے گریزاں ہوئے۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی اتباع کی صورت میں انہیں نہ صرف اپنے ہر قسم کے ظلم و جور اور بداطواریوں سے اجتناب کرنا ہوگا بلکہ بحیثیت مسلمان ان کو اعلیٰ اخلاق و کردار کا پیکر بھی ثابت کرنا ہوگا۔ بلاشبہ اس طرز عمل سے ان کی امتیازی حیثیت یکسر ختم ہو کر رہ جاتی تھی جسے قبول کرنے پر وہ آمادہ نہ تھے۔ علاوہ ازیں جاہلی نظام سے الگ ہونے کا تصور بھی ان کے لیے جان لیوا تھا جس پر صدیوں سے وہ کاربند چلے آ رہے تھے۔ چنانچہ وہ اپنی عافیت، خوشحالی اور عزت و وقار کا ضامن اسی بوسیدہ جاہلی نظام کو خیال کرتے تھے۔ جس کے زمین بوس ہونے کے تصور سے ہی وہ کانپ اٹھتے تھے۔

چنانچہ دعوت حق کو بیخ و بُن سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے مفاد پرست، متکبر اور ہٹ دھرم ٹولہ سرگرم رہا۔ لیکن نتائج ان کی توقعات کے برعکس برآمد ہوئے جس پر وہ سخت سیخ پا تھے۔

حوالہ جات

۱۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۵۶، تفسیر الطبری: ۷/۵۶

۲۔ الصحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قصۃ خزاعۃ: ۲/۳۸۱

۳۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۵۶۔۵۷

۴۔ المائدہ ۵: ۱۰۴

۵۔ الانعام ۶: ۱۴۹

۶۔ سیرت النبی ﷺ: ۱/۱۳۹

۷۔ نوح ۷۱: ۲۳

۸۔ الشعراء ۲۶: ۱۱۶

۹۔ الاعراف ۷: ۷۰

۱۰۔ یونس ۱۰: ۷۸

۱۱۔ البقرہ ۲: ۱۷۰

۱۲۔ الزخرف ۴۳: ۲۱۔۲۴

۱۳۔ تفسیر القرآن العظیم: ۴/۱۶۰

۱۴۔ الانبیاء ۲۱: ۵۲۔۵۴

Marfat.com

۱۵ مریم ۱۹:۴۱-۴۶

۱۶ الزخرف ۴۳:۲۶-۲۸

۱۷ تفسیر القرآن العظیم: ۴/ ۱۴۶-۱۴۷

۱۸ الانبیاء ۲۱:۹۸

۱۹ سیرت النبی ﷺ: ۱/۱۴۲

۲۰ The Life of Muhammad (a translation of Ishaq's sirat) Rasulallah: A Guillaume- p.118,Oxford University Press,Karachi.1982

۲۱ الوفا باحوال المصطفیٰ: ۱/۱۸۱

۲۲ ایضاً

۲۳ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ: ۱/ ۱۲۷

۲۴ النحل ۱۶/۶۳

۲۵ The Life of Muhammad: A Guillaume: p,119

۲۶ رحمۃ اللعالمین: ۱/۵۴

۲۷ The Encyclopedia of Religion, New York, vol:10, p: 138

۲۸ Islam a Short History, p:11

۲۹ The Encyclopedia Americana, U.S.A, Vol: 15, p: 49

۳۰ الرحیق المختوم، ص ۱۱۵

۳۱ السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ: ۱/۱۲۷

۳۲ The Encyclopedia Americana, Vol:19 P.315

۳۳ New Age Encyclopedia, Vol: 12, p: 194

۳۴ Muhammad at Mecca: p.134.

۳۵ مع المصطفیٰ الصلوۃ والسلام، ص ۸۵

۳۶ The Encyclopaedia of Islam, Vol: VII, p: 364

۳۷ القصص ۲۸:۵۷

۳۸ سیرت سرور عالم ﷺ: ۲/۲۲۶

۳۹ القصص ۲۸:۵۷

۴۰ تفسیر القرآن العظیم: ۳/۵۲۴

۴۱ سیرت سرور عالم ﷺ: ۲/ ۲۲۷

۴۲ العنکبوت ۲۹:۶۷

۴۳ صفوۃ التفاسیر: ۲/ ۴۶۸

۴۴ الجامع لاحکام القرآن: ۱۳/۳۶۳

۴۵ تفسیر القرآن العظیم ۳/۵۵۹

۴۶ تفسیر القرآن العظیم ۳/۵۵۹

۴۷ الطبقات الکبریٰ: ۱/ ۴۸

۴۸ الطبقات الکبریٰ: ۱/ ۴۹

Marfat.com

۴۹ سیرۃ النبی ﷺ ۱/۱۴۰

۵۰ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۲۰۲

۵۱ دلائل النبوۃ: ۱/۴۵۴، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ۱/۵۰۶-۵۰۷

۵۲ Muhammad at Mecca: 134

۵۳ دلائل النبوۃ: ۱/۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷۔ نہایۃ الارب: ۱۶/۲۱۲-۲۱۳

۵۴ سیرۃ النبی ﷺ: ۱/۱۴۰

۵۵ صور من حیاۃ الرسول، ص ۱۴۳

۵۶ ایضاً

۵۷ صور من حیاۃ الرسول، ص ۱۴۳-۱۴۴

۵۸ السیرۃ النبویۃ: ۱/۲۳۷

۵۹ رحمۃ اللعالمین: ۱؟۵۴

۶۰ مسند احمد: ۲/۹۵، مستدرک حاکم: ۳/۵۰۲

۶۱ ص ۳۸: ۵-۶

۶۲ تفسیر القرآن العظیم: ۴/۳۷

۶۳ تفسیر ابی السعود: ۴/۲۸۳

۶۴ سیرۃ النبی ﷺ: ۱/۱۳۷-۳۸

۶۵ سیرۃ النبی ﷺ: ۱/۱۳۹

۶۶ صور من حیاۃ الرسول، ص ۱۴۵

۶۷ السیرۃ النبویۃ: ۱/۲۳۷

۶۸ islam a Short History: p. 11

۶۹ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۱۸۶

۷۰ Muhammad at Mecca: 134- 135

۷۱ فقہ السیرۃ النبویۃ: ص ۲۵۲

۷۲ سیرت سرور عالم ﷺ: ۲/۲۴۹

۷۳ ضیاء النبی: ۲/۱۱۲

۷۴ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۲۱۶

۷۵ Muhammad prophet for our time, p:79

۷۶ رحمۃ اللعالمین: ۱/۵۴

۷۷ ہیروز آف ہسٹری، ص ۲۲۵

۷۸ ص ۳۸: ۱-۲

۷۹ تفسیر القرآن العظیم: ۴/۳۵

۸۰ صفوۃ التفاسیر: ۳/۵۰

۸۱ تفسیر المنیر: ۲۳/۱۶۷

۸۲ The Life of Muhammad: A Guillaume: p, 179-180

۸۳ الانعام ۶: ۵۲-۵۴

۸۴ السیرۃ النبویۃ فی ضوء القرآن والسنۃ: ۱/۳۲۴

۸۵ عبس ۸۰: ۱-۱۲

۸۶ تفسیر القرآن العظیم: ۴/۶۰۵

۸۷ ھود ۱۱: ۲۹

۸۸ تفسیر القرآن العظیم ۲/۵۸۳

۸۹ ھود ۱۱: ۲۷

۹۰ تفسیر القرآن العظیم: ۲/۵۸۲

۹۱ پیغمبرانہ منہاج دعوت، ص ۸۱

۹۲ سیرت سرور عالم ﷺ: ۲/۳۹۷

Marfat.com

۹۳ سیرت سرورِ عالم ﷺ: ۳۹۸/۲
۹۴ المومن ۴۰: ۳۵
۹۵ Muhammad Prophet for our time, p: 78, 79
۹۶ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، ص ۱۸
۹۷ ایضاً، ص ۲۱
۹۸ سیرۃ النبی ﷺ: ۳۶۹/۴
۹۹ سیرۃ النبی ﷺ: ۳۶۹/۴
۱۰۰ ق ۵۰: ۱۔۵
۱۰۱ الاسراء ۱۷: ۴۹
۱۰۲ تفسیر القرآن العظیم: ۶۳/۳
۱۰۳ المومنون ۲۳: ۸۱۔۸۳
۱۰۴ تفسیر القرآن العظیم: ۳۲۸/۳
۱۰۵ سبا ۳۴: ۷۔۸
۱۰۶ النحل ۱۶: ۳۸
۱۰۷ تفسیر القرآن العظیم ۷۵۲/۲
۱۰۸ الرعد ۱۳: ۵
۱۰۹ سیرت سرورِ عالم ﷺ: ۳۲۵/۲
۱۱۰ سیرۃ النبی ﷺ، ۱۴۱/۱
۱۱۱ النّٰزعٰت ۷۹: ۱۰۔۱۲
۱۱۲ Islam A Short History. 1/10-11
۱۱۳ تفسیر القرآن العظیم، ۷۶۷/۳
۱۱۴ یٰس ۳۶: ۷۸۔۷۹
۱۱۵ الجاثیہ ۴۵: ۲۴
۱۱۶ النبا ۷۸: ۲۷
۱۱۷ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین۔ ۳۵/۴
۱۱۸ رحمۃ اللعالمین ۵۴/۱
۱۱۹ السیرہ النبویہ الصحیحہ: ۱۶۳/۱
۱۲۰ البدایۃ والنھایۃ، ۵۶/۳
۱۲۱ Muhammad Prophet for Our Time, p.6
۱۲۲ مومنون ۲۳: ۱۱۵
۱۲۳ قیامہ ۷۵: ۳۶
۱۲۴ سیرۃ النبی ﷺ: ۳۷۱/۴
۱۲۵ التین ۹۵: ۶۔۸
۱۲۶ ص ۳۸: ۲۸
۱۲۷ الجاثیہ ۴۵: ۲۱
۱۲۸ السیرۃ النبویہ: ۲۲۹/۱
۱۲۹ القلم ۶۸: ۳۵۔۴۱
۱۳۰ تفہیم القرآن: ۶/۶۴۔۶۵ (حواشی ۱۹۸۔۲۳)

☆......☆......☆

Marfat.com

باب سوم:

معاندین حق کا لائحہ عمل

1۔ استخفاف واستہزاء کا رویہ:

مکہ میں دعوتِ اسلام کا آغاز خفیہ طریق سے ہوا۔ علامہ ابن اسحاق اور واقدی نے اس مرحلہ کی تعیین تین سال کی ہے۔

"وکان بین ما اخفی رسول اللہ ﷺ امرہ واستتر بہ الی ان امرہ اللہ تعالیٰ باظہار دینہ ثلاث سنین"۔[۱]

لیکن بلاذری نے یہ عرصہ چار سال لکھا ہے۔[۲]

حکمت کا تقاضا تھا کہ پہلے پہل دعوت وتبلیغ کا کام پس پردہ انجام دیا جائے تا کہ اہل مکہ کے سامنے اچانک ایک ہیجان خیز صورت حال نہ آ جائے۔[۳]

چنانچہ آپ ﷺ کی پیہم تین سالہ مساعی جمیلہ سے اہل ایمان کی ایک صاحبِ عزیمت جماعت تیار ہو گئی جو خفیہ طور پر عبادتِ الٰہی سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام کے لیے بھی سرگرم عمل رہتی۔ قریشی سرداروں کو اس حوالے سے خبریں مل رہی تھیں لیکن انہوں نے انہیں کوئی اہمیت نہ دی۔ غالباً انہوں نے آپ ﷺ کو بھی اسی طرح کا کوئی دینی آدمی سمجھا جو الوہیت اور حقوق الوہیت کے موضوع پر گفتگو کرتے ہیں جیسا کہ امیہ بن ابی الصّلت، قُس بن ساعدہ اور زید بن عمرو بن نفیل وغیرہ نے کیا تھا۔ بہر حال قریش کچھ اندیشے ضرور محسوس کر رہے تھے اور تبلیغ اسلام پر اُن کی نگاہیں رہنے لگی تھیں۔

محمد غزالی اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں:

"وترائت ھذہ الأنباء الی قریش فلم تعرھا اھتماما ولعلھا حسبت محمدا علیہ الصلوۃ والسلام أحد اولئک الدیانین الذین یتکلمون فی الالوھیۃ وحقوقھا کما صنع امیۃ بن

Marfat.com

الصلت، وقس بن ساعدة، وعمرو بن نفیل واشباههم الا انها توجست خیفة من ذیوع خبره، وامتداد اثره، واخذت ترقب علی الأیام مصیره و دعوته" ۴

اس پوشیدہ دعوت کے نتیجہ میں اسلام کا تذکرہ آہستہ آہستہ تمام شہر مکہ میں پھیل گیا اور کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے۔

علامہ ابن اسحاق کے مطابق:

"ثم دخل الناس فی الاسلام ارسالا من الرجال والنساء، حتی فشا ذکر الاسلام بمکة، وتحدث به" ۵

اسی طرح کی ابتدائی تبلیغی کاوشوں سے اہل ایمان کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی، جس کی تائید منٹگمری واٹ جیسے مستشرق کو بھی کرنا پڑی:

"In the early days of Muhammad's mission he had a certain amount of success". ۶

پھر دعوتِ حق کے برملا اظہار کا حکم الٰہی ملا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۷

"پس جو حکم تم کو اللہ کی طرف سے ملا ہے وہ لوگوں کو سنا دو اور مشرکوں کا ذرا خیال نہ کرو"۔

چنانچہ کوہ صفا پر آپ ﷺ نے جب حق و باطل کو واضح فرمایا ۸ تو اُس وقت بھی قریش نے آپ ﷺ سے کچھ تعرض نہیں کیا سوائے ابولہب کے کہ جس نے آپ ﷺ کی تبلیغِ حق کی نشر و اشاعت کے عمل کو ناپسند کرتے ہوئے کو سنا دیا:

"تبا لك ما جمعتنا الا لهذا" جس پر "تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ" نازل ہوئی۔ ۹

اس کے بعد حکم الٰہی سے رسول رحمت ﷺ نے شرک کے خرافات و اباطیل کا پردہ چاک کرنا اور بتوں کی حقیقت اور قدر و قیمت کو واشگاف کرنا شروع کیا۔ آپ ﷺ

Marfat.com

مثالیں دے دے کر سمجھاتے کہ یہ کس قدر عاجز و ناکارہ ہیں اور دلائل سے واضح فرماتے کہ جو شخص انہیں پوجتا ہے اور ان کو اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ بناتا ہے وہ کس قدر کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔ [10]

بتوں کی تحقیر پر مشرکین سراپا احتجاج بن گئے اور رسول اکرم ﷺ کی مخالفت پر اتفاق کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں:

"When the appostle openly displayed Islam as God ordered him his people did not withdraw as turn against him, so for as I have heard, until he spoke disparagingly of their gods. When he did that they took great offence and resolved unanimously to treat him as an enemy."[11]

منٹگمری واٹ کے مطابق روسائے قریش آپ ﷺ کے پیغام کی حقیقت کو سمجھے بغیر شدید مخالفت پر اُتر آئے جب کہ آپ ﷺ نے اُن کے بتوں سے متعلق گفتگو فرمائی:

"When he summoned his tribe to accept the guidance and the light revealed to him, which were the purpose of God's sending him, they did not hold back from him when he first called them, but almost hearkened to him, until he mentioned their idols (tawaghit); from at Th'if there came some of the Quraysh, owners of property (sc. there) and rebutted him with vehemence, not approving what he said, and roused against him those who obeyed them[12]

بتوں کی توہین نے قریش کو سخت مشتعل کر دیا۔ ممکن تھا کہ لوگ رسول رحمت

Marfat.com

ﷺ پر ٹوٹ پڑتے لیکن انہوں نے تحمل سے کام لیا کیونکہ قریش خانہ جنگیوں کے نتائج سے بخوبی آگاہ تھے۔

اس سلسلے میں مولانا شبلی نعمانی کا تجزیہ یہ ہے:

"رسول اللہ ﷺ کے قتل پر آمادہ ہونا قریش کے لیے نہایت آسان تھا لیکن وہ جانتے تھے کہ بنو ہاشم خون کا انتقام نہ چھوڑیں گے اور پھر سلسلہ بہ سلسلہ تمام مکہ جنگ میں مبتلا ہو جائے گا۔ بہت سے لوگ اسلام لا چکے تھے اور قریباً کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس میں دو ایک شخص اسلام نہ لا چکے ہوں۔ اس لیے اسلام اگر جرم تھا تو صرف ایک شخص کا جرم نہ تھا بلکہ سینکڑوں تھے اور سب کا استیصال کرنا ممکن نہ تھا"۔ [13]

کافی غور و خوض کے بعد قریشی سرداروں نے یہ لائحہ عمل طے کیا کہ پہلے ابوطالب سے بات کریں اور مطالبہ کریں کہ وہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے کام سے روک دیں۔ انہوں نے فوراً اس تجویز پر عمل کیا۔ چنانچہ معززین قریش نے ابوطالب سے وفد کی صورت میں آ کر کہا:

"اے ابوطالب اپنے بھتیجے کو منع کرو کہ وہ ہمارے بتوں کو برا نہ کہے اور ہمارے باپ دادا کو جاہل اور گمراہ نہ بتائے ورنہ ہم کو اجازت دو کہ ہم خود اس سے سمجھ لیں کیونکہ اس کی مخالفت میں تم بھی ہمارے شریک ہو۔ اس پر ابوطالب نے ان لوگوں سے نرم بات کہی اور رازدانہ لب و لہجہ اختیار کر کے رخصت کیا جب کہ آپ ﷺ اسی طرح اپنے دین کا اعلان کرتے رہے اور قریش کی آپ ﷺ سے آتشِ عداوت ساعت بساعت بڑھتی گئی"۔ [14]

آپ ﷺ کی بدستور دعوتِ اسلام کی نشر و اشاعت سے قریشی سردار بھانپ گئے کہ ابوطالب کسی صورت بھی اپنے بھتیجے کی پشت پناہی سے دستکش نہ ہوں گے تو انہوں

Marfat.com

نے دعوتِ حق کے آگے بند باندھنے کے مختلف منصوبوں پر سوچنا شروع کر دیا کیونکہ دعوتِ حق سے اُن کی اکثریت کے متاثر ہونے کا قوی اندیشہ تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی دعوت کے قلع قمع کے لیے اولین پالیسی استخفاف واستہزاء کی اختیار کی گئی تا کہ لوگ ان کے اخلاق وکردار سے متاثر نہ ہونے پائیں۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"ورسول الله ﷺ على ذلك يدعو قومه ليلاً و نهاراً وسرّاً وجهاراً منادياً بأمر الله تعالىٰ لا يتقي فيه احداً من الناس فجعلت قريش حين منعه الله منها وقام عمُّه وقومه من بني هاشم وبني عبد المطلب دونه، وحالوا بينهم وبين ما ارادوا من البطش به يهمزونه ويستهزئون ويخاصمونه" [۱۵]

2۔ اس طرزِ عمل کا پس منظر اور مقاصد:

کفارِ مکہ کا استخفاف واستہزاء کا طرزِ عمل درحقیقت جنگ وجدل سے بچنے کی ایک تدبیر تھی کیونکہ قریشی سرداروں نے بڑی تگ ودو کی کہ خاندان بنو ہاشم کے سردار جناب ابوطالب رسول اللہ کی نصرت وحمایت سے ہاتھ اٹھالیں۔ لیکن وہ اس مقصد کے حصول میں بُری طرح ناکام رہے۔ بلکہ ابوطالب نے آپ ﷺ کی پشت پناہی کا پختہ عزم کیا اور آپ ﷺ کو اجازت دی کہ پیغامِ حق کی جس طرح چاہیں نشر واشاعت کریں۔

"اذهب يا ابن اخي، فقل ما احببت، فوالله لا اسلمك لشيء ابداً" [۱۶]

جب قریشی سرداروں نے دیکھا کہ اُن کی آپ ﷺ کو سوسائٹی میں تنہا کرنے کی سازش نہ صرف ناکام ہوگئی ہے بلکہ اُس کے نتیجہ میں پورا خاندان آپ ﷺ کا پشت پناہ بن چکا ہے اور آپ ﷺ پوری جان فشانی سے دعوتِ حق کی اشاعت وترویج میں

Marfat.com

مصروف ہیں۔

اس پر کفار مکہ سخت چراغ پا ہوئے کہ "دارالندوہ" کی ریشہ دوانیاں دم توڑ رہی ہیں جب "دارارقم" کی تحریک بام عروج حاصل کر رہی ہے لہذا انہوں نے غور وفکر کر کے بعد یہی طے کیا آپ ﷺ کے خلاف ایک منظم تحریک کا آغاز کیا جائے تا کہ لوگ آپ ﷺ کی دعوت پر توجہ نہ دے سکیں۔

چنانچہ ولید بن مغیرہ کی رائے پر تمام متفق و متحد ہو گئے کہ آپ ﷺ کو جادوگر کہہ کر بے وقار کر دیا جائے۔[۱۷]

اس طرح کفارِ مکہ نے آپ ﷺ کو استخفاف و استہزاء کے ذریعے دعوتِ حق سے باز رکھنے کی مہم شروع کر دی۔

مقاصد

ا۔ درحقیقت قریشی سردار اس قسم کے تمسخرانہ طرز عمل کی بدولت دعوتِ اسلام کی ترویج واشاعت کے سلسلہ کو مسدود کر دینا چاہتے تھے کیونکہ ان کی نگاہ میں کسی بھی ذی وقار شخصیت کے لیے یہ توہین آمیز رویہ نا قابل فہم اور نا قابل برداشت ہو گا لہذا معاندین کا گمان کہ یہ رویہ اختیار کرتے ہی نہ صرف پیغمبر اسلام اپنے مشن سے دستکش ہونے پر غور وفکر کریں گے بلکہ آپ ﷺ کے پیروکار بھی زچ ہو کر اپنے آبائی دین کی طرف مراجعت کو ہی باعث فلاح جانیں گے۔

ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں:

> "رسول اللہ اور آپ ﷺ کی دعوت کے ساتھ استہزاء اور تمسخر ایک اسلوب تھا جو مشرکین نے آپ ﷺ کی دعوت سے لوگوں کو باز رکھنے کے لیے آپ ﷺ کے خلاف الفاظ کی جنگ چھیڑ کر اپنا رکھا تھا"۔[۱۸]

ڈاکٹر ماجد علی خان لکھتے ہیں:

Marfat.com

"رسول اللہ ﷺ کی ابتدائی کامیابی قریش کو بالکل نہ بھائی اور انہوں نے نومسلموں کی ہمت پست کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تاکہ آپ ﷺ کی مقبولیت کم ہو اور نیا مذہب نہ پھیل سکے۔" [۱۹]

۲۔ آپ ﷺ اور دعوت حق کے خلاف استخفاف و استہزاء کے رویہ کا دوسرا مقصد اہل حق کو بددل کر کے ان کی حوصلہ شکنی کرنا تھا۔

صفی الرحمٰن مبارک پوری لکھتے ہیں:

"ہنسی، ٹھٹھا، تحقیر، استہزاء اور تکذیب اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو بددل کر کے ان کے حوصلے توڑ دیئے جائیں۔ اس کے لیے مشرکین نے نبی ﷺ کو ناروا تہمتوں اور بیہودہ گالیوں کا نشانہ بنایا"۔ [۲۰]

۳۔ معاندین اسلام کی اس پالیسی کا ایک بڑا مقصد آپ ﷺ کی تعلیمات کو مسخ کر کے عوام الناس کی نظروں میں مشکوک بنانا بھی تھا تاکہ انہیں دعوتِ اسلام پر غور و فکر کا موقع ہی میسر نہ آ سکے۔

"آپ ﷺ کی تعلیمات کو مسخ کرنا شکوک و شبہات پیدا کرنا۔ تعلیمات سے لے کر شخصیت تک کو واہیات اعتراضوں کا نشانہ بنانا اور یہ سب اس کثرت سے کرنا کہ عوام کو آپ ﷺ کی دعوت و تبلیغ پر غور کرنے کا موقع ہی نہ مل سکے"۔ [۲۱]

۴۔ اس گھٹیا طرز عمل سے کفارِ مکہ کا اصلی مقصد اپنی سیادت کا تحفظ تھا۔

محمد حسین ھیکل اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:

"اسلام کی شانِ اثر خیزی اور نفوذ کو دیکھ کر کفر کے سرغنہ، ابولہب، ابوسفیان اور دوسرے اکابرین قریش سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر محمد ﷺ کو اسی طرح کامیابیاں ہوتی گئیں تو ہماری سیادت تباہ، دولت مندی ختم اور کھیل تماشوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ طے یہ ہوا

Marfat.com

کہ نبی اکرم ﷺ کی توہین ہر قدم پر کی جائے جس سے نبوت و دعوت کی تکذیب خود بخود ہوتی رہے گی۔" ۲۲

۴۔ کفار یہ دیکھ کر سخت متردد تھے کہ دعوتِ اسلام نے آقا و غلام، امیر و غریب اور اعلیٰ و ادنیٰ سب کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا تھا اور تفریق و امتیاز کے تمام بُت پاش پاش کر دیئے تھے۔ لہذا ایسی صورتحال قریشی سرداروں کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ لہذا انہوں نے نہ صرف آپ ﷺ کو ٹھٹھا و استہزاء کے ذریعے زیر کرنے کی سعی کی بلکہ غرباء اور نادار لوگوں کو بھی طنز و مزاح کے ذریعے دین آبائی پر قائم رکھنے کی سازش کی تاکہ یہ تحریک قوت بن کر اُن کے مدمقابل نہ آ جائے۔

استخفاف و استہزاء کی تحریک درحقیقت نفسیاتی دباؤ تھا تاکہ عوام اسلام کی تعلیمات اور واعظوں سے متاثر نہ ہو سکیں نیز اعلیٰ اسلامی اقدار کو تمسخرانہ انداز سے پیش کر کے لوگوں کے ذہنوں میں ان کا احترام اور وقار ختم کرنا تھا۔

3۔ استخفاف و استہزاء کے طریقے

ا۔ کفار کی نبی کریم ﷺ پر بہتان تراشی:

معاندین اسلام نے جب دیکھا کہ محمد ﷺ کی تبلیغ دین سے قریش کے تمام قبائل سے ہر درجہ کے افراد دائرہ اسلام میں داخل ہو کر ایک طاقت ور جماعت کی شکل اختیار کرتے جا رہے ہیں نیز محمد ﷺ کو ابو طالب کی پشت پناہی بھی میسر ہے اور قریش آپ ﷺ کو دعوت اسلام سے روکنے میں بے بس نظر آتے ہیں تو انہوں نے دین اسلام کی اشاعت و ترویج کے انسداد لیے استخفاف و استہزاء کی راہ اختیار کی۔ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

"والنبی ﷺ مقیم بمکة یدعو الی اللہ سراً و جھراً فلما رات قریش انه لا سبیل لھا الیه رموه بالسحر والکھانة والجنون، وانه شاعر و جعلوا یصدون عنه من خافوا ان یسمع قوله" ۲۳

چنانچہ کبھی تو انہوں نے آپ ﷺ کو مجنون، دیوانہ کہا جیسا کہ ارشاد باری

Marfat.com

تعالیٰ ہے۔

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝ [۲۴]

"اور (کفار) کہتے ہیں کہ اے شخص جس پر نصیحت کی کتاب نازل ہوئی ہے وہ تو دیوانہ ہے"

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"یخبر تعالیٰ عن کفرھم وعنادھم ---- فی دعائك ایانا الی اتباعك وترك ما وجدنا علیه آباء نا" [۲۵]

دوسرے مقام پر داعی حق ﷺ کو اس طرح ہدف تنقید بنایا گیا کہ جس سے لوگوں کو یہ پیغام بھی ملے کہ وہ کسی صورت بھی اپنے آبائی دین سے منحرف نہ ہوں کیونکہ آپ ﷺ کی حیثیت محض ایک شاعر اور مجنون کی سی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ۝ [۲۶]

"اور کہتے تھے کہ بھلا ہم ایک دیوانے شاعر کے کہنے سے کہیں اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں"

۲۔ داعی حق ﷺ کو غضب ناک نگاہوں سے گھورنا:

چونکہ دینِ اسلام کی اشاعت کفار پر انتہائی شاق گزر رہی تھی لہذا مشرکین کے سردار آپ ﷺ کے آگے پیچھے غضبناک، حاسدانہ اور منتقمانہ نگاہوں کے ساتھ پھرتے تاکہ طنز و استہزاء سے آپ ﷺ کے قدم مبارک صراطِ مستقیم سے ڈگمگا دیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝ [۲۷]

" اور کافر جب (یہ) نصیحت (کی کتاب) سنتے ہیں تو یوں لگتے ہیں کہ تم (ﷺ) کو اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں گے اور کہتے ہیں یہ تو

Marfat.com

دیوانہ ہے۔"

۳۔ صحابہ کرامؓ کو داعیٔ اعظم ﷺ سے بدظن کرنے کی چال:

نیز کفار لوگوں کو راہِ حق سے بچلانے کے لیے کہتے کہ تم تو بس ایک جادو کے مارے ہوئے شخص کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔

ارشادِ ربانی ہوا:

وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ ۲۸

"اور ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک جادو زدہ شخص کی پیروی کرتے ہو"۔

۴۔ عوام الناس کو آپ ﷺ سے دور رکھنے کی سازش:

علاوہ ازیں معاندین نے باقاعدہ منصوبہ بندی کی کہ جس سے بیرونِ مکہ سے آنے والے زائرین کو اسلام کے زیرِ اثر آنے سے دور رکھا جا سکے اور اس کے لیے ولید بن مغیرہ کے پاس جمع ہو کر سرداران قریش نے خوب سوچ و بچار کے بعد آپ ﷺ کے لیے "ساحر" کے لقب پر اتفاق کیا کہ اس نے ایسا کلام پیش کیا ہے جو جادو ہے اس سے باپ بیٹے، بھائی بھائی، شوہر بیوی اور کنبے قبیلے میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ ۲۹

دوسری روایت کے مطابق ولید بن مغیرہ نے آپ ﷺ کو بطور ساحر روشناس کروانے کی تجویز دی جس پر قرآن کی درج ذیل آیات نازل ہوئیں:

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ ۳۰

"پھر کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے جو (اگلوں سے) منتقل ہوتا آیا ہے۔ (پھر بولا) یہ (اللہ کا کلام نہیں بلکہ) بشر کا کلام ہے"۔

پھر کبھی تو آپ ﷺ پر نہ صرف جادوگر ہونے بلکہ جھوٹے ہونے کا الزام بھی لگاتے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ ۳۱

"اور کافر کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر ہے جھوٹا"۔

Marfat.com

درحقیقت یہ نفسیاتی مات دینے کے حربے تھے کہ جناب محمد ﷺ کو شدید ذہنی اذیت اور کوفت پہنچا کر راہِ حق سے باز رکھا جائے اور ان کے ماننے والوں کے سامنے آپ ﷺ کی شخصیت و کردار کو مسخ کر کے یہ باور کرانا مقصود تھا کہ ایسے شخص کی پیروی سے کچھ فلاح میسر نہ آئے گی۔

۵۔ ''افترا علی اللہ'' کا الزام:

کفارِ مکہ داعی رسالت ﷺ پر کئی طرح کے الزامات لگا کر تحریک اسلامی کو دبانے کی سعی کر رہے تھے کہ یہ تو محض عمداً خالق کائنات پر افتری پردازی کر رہا ہے یا پھر دماغی خلل ہے، مجنون ہے، بے سوچے سمجھے جو جی میں آئے کہہ دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۳۲

''یا تو اس نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے یا اسے جنون ہے''۔

درحقیقت قریش کے پاس نبی رحمت ﷺ کے کردار و افعال پر حرف رکھنے کی کوئی گنجائش نہ تھی اور نہ ان کے پاس ایسے دلائل تھے کہ وہ کسی کو آپ ﷺ کے خلاف قائل کر سکتے۔ اس لیے عوام الناس کو مختلف پیرایوں اور طریقوں سے بدظن کرنا اُن کا وطیرہ بن چکا تھا حالانکہ وہ خود آپ ﷺ کے خلاف کوئی ٹھوس لائحہ عمل اختیار نہیں کر سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ ۳۳

''بلکہ کہنے لگے کہ (یہ قرآن) پریشان خواب ہیں۔ بلکہ اس نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے (نہیں) بلکہ یہ شاعر ہے۔ تو جیسے پہلے (پیغمبر معجزے دے کر) بھیجے گئے تھے (اسی طرح) یہ بھی ہمارے پاس کوئی معجزہ لائے''۔

مشرکین مکہ حواس باختہ ہو چکے تھے انہیں خود اپنے کسی قول پر اعتماد نہیں بلکہ جو منہ

Marfat.com

میں آتا تھا بک دیتے ہیں لہذا کبھی کلام اللہ کو جادو کہتے ہیں، کبھی شاعری، کبھی پراگندہ اور بے معنی باتیں کہتے ہیں اور کبھی آپ ﷺ کا از خود گھڑ لیا ہوا بتاتے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"هذا اخبار عن تعنت الكفار والحادهم واختلافهم فيما يصفون به القرآن، وحيرتهم فيه وضلالهم عنه، فتارة يجعلونه سحراً و تارة يجعلونه شعرا، وتارة يجعلونه أضغاث احلام وتارة يجعلونه مفترى" ۳۴

انسائیکلو پیڈیا امریکنا کے مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی مخالفت کے لیے کفار نے کئی الزامات تراشے اور ہر کوئی الگ شوشہ چھوڑ رہا تھا:

"The bases for opposition to Muhammad were several. People took him for a type of soothsayer, and dismissed him.Others accused him of being possessed like a poet or a madman."۳۵

یقیناً کفار کا یہ طرزِ عمل انتہائی اقدام تھا جس سے آپ ﷺ کو زچ کرنے کی بھرپور سعی کی گئی لیکن آپ ﷺ جانتے تھے کہ یہ مکروہ حربہ آپ ﷺ کو دعوت اسلام سے روکنے کے لیے اختیار کیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان کے جھوٹے الزامات کی طرف قطعاً توجہ نہیں فرمائی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں:

''پھر قریش دن بدن حضور ﷺ کی عداوت اور اپنی شرارت میں سخت ہوتے گئے اور طرح طرح سے آپ کو تکالیف پہنچاتے تھے کوئی کاہن کہتا تھا، کوئی مجنون اور شاعر بتلاتا تھا مگر حضور ﷺ ان باتوں کی طرف مطلق توجہ نہ فرماتے تھے اور ہمہ تن اپنے کام یعنی اعلاء کلمۃ الحق میں مصروف تھے''۔ ۳۶

Marfat.com

۶۔ نبی ﷺ کو طنز و مزاح کا نشانہ بنانا:

مخالفین کا منفی طرز عمل محض الزامات تک محدود نہ تھا بلکہ قریش کو جہاں بھی موقع ملتا وہ آپ ﷺ کو طنز و مزاح کا نشانہ بنانے سے بھی گریز نہ کرتے چنانچہ ابن اسحاق کے مطابق جب قریش کے بڑے بڑے سردار حجر اسود کے پاس خانہ کعبہ میں موجود تھے تو آپ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے حجر اسود کو سلام کیا اور طواف میں مشغول ہوئے اور جب آپ ﷺ طواف کرتے ہوئے اُن کے پاس سے گزرتے تو یہ سردار آپ ﷺ پر آوازیں کستے۔ چنانچہ تین بار ایسا ہوا اور اُس کا ملال حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر صاف دکھائی دے رہا تھا اور آپ ﷺ نے اُن کے اس گھٹیا طرز عمل پر اُن کو تنبیہ کی اور فرمایا:

"اتسمعون یا معشر قریش! اما والذی نفسی بیدہ، لقد جئتکم بالذبح" ۳۷

اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ کفار کس قدر داعی اسلام سے درشت رویہ اختیار کیے ہوئے تھے تاکہ آپ ﷺ شدید ذہنی دباؤ کا شکار ہو کر اس نئے دین کی ترویج و اشاعت سے دستکش ہو جائیں۔

جب کفار نے نبی رحمت ﷺ کی ثابت قدمی اور استقلال کا مشاہدہ کیا تو انہوں نے نیا پینترا اختیار کیا۔

۷۔ نادار صحابہ سے استہزاء:

قریشی سرداروں نے رسول اکرم ﷺ کے غریب و مفلس صحابہؓ کو بھی استہزاء و تمسخر کا نشانہ بنایا تاکہ نبی رحمت ﷺ ان کو حقیر جانتے ہوئے اپنے سے الگ کر دیں یا یہ نادار و مسکین لوگ خود بخود جماعتِ مومنین سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ اس طرح سے دونوں صورتوں میں دعوتِ حق کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کی سعی کی گئی۔

ابن اسحاق کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ مسجد الحرام میں تشریف فرما ہوتے اور آپ کے غریب اصحاب جیسے خبابؓ، عمارؓ، ابو فکیہہ اور صہیبؓ وغیرہ حاضر خد[مت] اقدس

Marfat.com

کسی نوعیت کا کوئی حسنِ ظن نہ پیدا ہو جائے چنانچہ جب بھی وہ ان کو دیکھتے، ان کے بارے میں لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے کہ یہ پکے گمراہ ہیں اس لیے کہ یہ دینِ آبائی کے دشمن ہیں اور اپنے سوا سب کو جہنم کا ایندھن سمجھتے ہیں۔ یہ امر یہاں پیش نظر رہے کہ مسلمانوں کے ذکر و فکر آخرت کو دیکھ کر بہت سے لوگوں کے ذہن متاثر ہونے لگے تو قریش کے لیڈروں نے ان کا یہ توڑ نکالا کہ ان کو گمراہ اور بے دین ثابت کرنا شروع کیا"۔[۴۳]

4۔ قرآن مجید کی تعلیمات

مشرکین مکہ کی استخفاف و استہزاء کی پالیسی کے نتیجے میں نہ صرف نبی برحق ﷺ کو شدید ذہنی کوفت کا سامنا کرنا پڑا بلکہ مومنین کو بھی سخت نفسیاتی اور اعصابی الجھاؤ سے دوچار کر کے راہِ حق سے بچلانے کی ہر ممکن تگ و دو کی گئی۔

چونکہ قریش سرداروں کا اصل مقصود یہ تھا کہ اس دعوتِ حق اور اس کے داعی ﷺ کو ایسے رنگ میں پیش کیا جائے جو عوام الناس اور مومنین کی نگاہوں میں ان کو بے وقعت بنا دے۔ تاکہ لوگ اپنے آبائی جاہلی دین سے منحرف نہ ہوں۔

ا۔ معاندین کے طرزِ عمل سے صرفِ نظر کی ہدایت:

بلاشبہ یہ حربہ سب سے خطرناک تھا کیونکہ ذہنی خلفشار اور الجھاؤ، جسمانی اذیت سے کہیں زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے اور انسان کسی بھی لمحہ کو اطمینان سے بسر نہیں کر سکتا۔ اس نازک صورتحال میں قرآنی تعلیمات نے نیا ولولہ اور جوش بخشا اور مومنین کو اس قابل بنا دیا کہ وہ راہِ حق کی خاطر ہر قسم کی اذیت کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ چنانچہ خود رسول کریم ﷺ کو دعوتِ اسلام کی برملا تبلیغ کے حکم کے ساتھ ہی یہ ہدایات فرما دی گئیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ۝ [۴۴]

Marfat.com

''پس جو حکم تم کو اللہ کی طرف سے ملا ہے وہ لوگوں کو سنا دو اور مشرکوں کا ذرا خیال نہ کرو''۔

چونکہ دعوتِ حق کی صدا کو کبھی بھی خوش دلی سے قبول نہیں کیا گیا اور داعی حضرات کو ایسے کڑے حالات سے گزرنا پڑا کہ مخالفین و معاندین اُن کا نام و نشان تک مٹا دینے پر تل گئے بالآخر نصرت الٰہی سے معاندین کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اسی بناء پر دعوت کے اوائل میں ہی آپ ﷺ کو بطور خاص یہ ہدایت دی جا رہی ہے کہ آپ ﷺ نے ہر قسم کے مخالفین سے اعراض کی پالیسی اختیار کرنی ہے۔

علامہ القسطلانی لکھتے ہیں کہ ''واعرض عن المشرکین'' سے مراد ہے:

''ای لا تلتفت الی ما یقولون'' [45]

علامہ الزرقانی کے مطابق یہ جہاد سے قبل کا حکم ہے۔

''وھذا کان قبل الامر بالجھاد'' [46]

۲۔ کفار کے جھوٹے الزامات کا رد:

آپ ﷺ نے حکمِ ربانی کے مطابق کفار و مشرکین کے استہزاء و تمسخر کو کچھ اہمیت نہیں دی نیز اُن سے درگزر کا معاملہ بھی فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے تمام لغو اعتراضات کا جواب خود رب کریم نے دیا تا کہ وہ سوچ بچار کر کے راہِ حق کو اختیار کر لیں اور اپنی انانیت و ہٹ دھرمی کو ترک کر دیں۔

قریشی سرداروں کے نامعقول الزامات کا رد قرآن حکیم میں جا بجا کیا گیا ہے جیسے ارشادِ ربانی ہے:

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ۝ [47]

''تو (اے پیغمبر) تم نصیحت کرتے رہو تم اپنے پروردگار کے فضل سے نہ تو کاہن ہو اور نہ دیوانے۔ کیا کافر کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے اور ہم

Marfat.com

اس کے حق میں زمانے کے حوادث کا انتظار کر رہے ہیں کہہ دو کہ انتظار کیے جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں"۔

یعنی یہ آپ ﷺ کے حق میں گردش ایام کا انتظار کر رہے ہیں کہ جیسے پہلے شعراء ہلاک ہوئے، اسی طرح یہ محمد ﷺ بھی بھولی بسری داستان بن جائے گا۔

قال الخازن:

"وریب المنون حوادث الدهر وصروفه، وغرضهم انه یهلك ویموت كما هلك من كان قبله من الشعراء، والمنون اسم للموت وللدهر وأصله القطع، سمیا بذلك لأنهما یقطعان الأجل" ۴۸

دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ آپ ﷺ تو صرف انہیں متنبہ کرنے والے ہیں:

اَوَ لَمْ یَتَفَكَّرُوْا ۜ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ ۴۹

"کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے رفیق (محمد ﷺ) کو کسی طرح کا بھی جنون نہیں ہے وہ تو ظاہر ظہور ڈر سنانے والے ہیں"

پھر فرمایا:

قُلْ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ۝ ۵۰

"کہہ دو کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لیے دو دو اور اکیلے اکیلے کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو۔ تمہارے رفیق کو مطلق سودا نہیں وہ تو تم کو عذاب سخت کے آنے سے پہلے صرف ڈرانے والے ہیں"۔

مولانا مودودی ان کی ہٹ دھرمی سے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

"یعنی اغراض اور خواہشات اور تعصبات سے پاک ہو کر خالصتاً للہ

Marfat.com

غور کرو۔۔آخر وہ کیا بات ہے جس کی بناء پر آج تم اُس شخص کو مجنون ٹھہرا رہے ہو جسے کل تک تم اپنے درمیان نہایت دانا آدمی سمجھتے تھے؟ کیا تمہارے نزدیک عقلمند وہ ہے جو تمہیں تباہی کے راستے پر جاتے دیکھ کر کہے شاباش! بہت اچھے جا رہے ہو؟ اور مجنون وہ ہے جو تمہیں بُرا وقت آنے سے پہلے خبردار کر دے اور فساد کی جگہ اصلاح کی راہ بتائے"۔ ۵۱

۴۔ سابقہ انبیاء کے واقعات سے رسول اکرم ﷺ کو تسلی دینا:

بلاشبہ رسول رحمت ﷺ معاندین کے طنز و مزاح اور من گھڑت الزامات پر غمزدہ تھے کیونکہ آپ ﷺ بھی ایک انسان تھے جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو بطور خاص تسلی دی گئی کہ یہ کوئی انوکھی اور عجیب بات نہیں ہو رہی بلکہ آپ ﷺ سے قبل بھی جتنے معصوم پیغمبروں نے کلمۂ حق کا آوازہ بلند کیا اُنکے ساتھ اسی قسم کا معاندانہ سلوک روا رکھا گیا لہذا آپ ﷺ ان سے منہ پھیر لیں۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں:

"ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے جا رہے تھے تو ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور ابو جہل نے آپ ﷺ کے ساتھ مضحکہ کیا اور ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے خفگی کا اظہار فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسلی کے لیے یہ آیت اُتاری" ۵۲

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞ ۵۳

"اور تم سے پہلے بھی پیغمبروں کے ساتھ تمسخر ہوتے رہے ہیں سو جو لوگ ان میں سے تمسخر کیا کرتے تھے ان کو تمسخر کی سزا نے آگھیرا"۔

Marfat.com

ایک اور مقام پر ٹھٹھا واستہزاء پر آپ ﷺ کی ان الفاظ میں ڈھارس بندھائی گئی۔ ارشاد ربانی ہے:

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۝ ۵۴

"اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جو پیغمبر آتا وہ اس کو جادوگر یا دیوانہ کہتے۔ کیا یہ لوگ ایک دوسرے کو اسی بات کی وصیت کرتے آئے ہیں بلکہ یہ شریر لوگ ہیں۔ تو ان سے اعراض کرو تم کو (ہمارے طرف سے) ملامت نہ ہوگی"۔

حافظ ابن کثیر اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ کفار جو آپ کو کہتے ہیں وہ کوئی نئی بات نہیں ان سے پہلے کے کافروں نے بھی اپنے اپنے عہد کے رسولوں سے یہی کہا ہے، کافروں کا یہ قول سلسلہ بہ سلسلہ یونہی چلا آیا ہے جیسے آپس میں ایک دوسرے کو وصیت کر کے جاتا ہو، سچ تو یہ ہے کہ سرکشی اور سرتابی میں یہ سب یکساں ہیں۔۔۔۔ پس آپ ﷺ چشم پوشی کیجئے یہ مجنون کہیں، جادوگر کہیں، آپ ﷺ صبر و ضبط سے سن لیں، ہاں نصیحت کی تبلیغ نہ چھوڑیے اللہ کی باتیں پہنچاتے چلے جایئے"۔ ۵۵

ابن جریر طبری فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ان کے طرزِ عمل پر کسی قسم کا ردعمل ظاہر نہ کریں بلکہ ان سے ہر ممکنہ حد تک اعراض برتیں:

"تول یا محمد عن هولاء المشركين من قريش واعرض عنهم" ۵۶

Marfat.com

۴۔ صبر واستقامت کی ہدایت:

قرآن حکیم میں رسول اکرم ﷺ کو ایسی ذہنی کوفت کے وقت مختلف مقامات پر صبر کی تلقین کی گئی کہ مخالفین کی زیادتیوں اور ان کے طعن و استہزاء اور کذب و افتراء پر جھنجلاھٹ کا شکار نہ ہونا بلکہ باوقار طریق پر اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے تبلیغ و اصلاح کا کام حکمت و تدبر سے جاری رکھنا چاہیے اُس کے نتیجہ خیز ہونے کے امکانات بظاہر دور دور تک کہیں دکھائی نہ دیتے ہوں۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۝ ۵۷

"اور اپنے پروردگار کے لیے صبر کرو"

قال ابن جریر:

"اصبر لربك على ما بقيت من المكروه والأذى في سبيل الله" ۵۸

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا۝ ۵۹

"اور جو جو (دل آزار) باتیں یہ لوگ کہتے ہیں ان کو سہتے رہو اور اچھے طریق سے ان سے کنارہ کش رہو"۔

ابن جریر لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی قوم کی اذیتوں پر دل گرفتہ نہ ہوں بلکہ اللہ کی رضا کے لیے صبر و تحمل کا مظاہرہ فرمائیں:

"اصبر يا محمد على ما يقوله المشركون من قومك وعلى أذاهم لك---- والهجر الجميل هو الهجر في ذات الله" ۶۰

یقیناً یہ مسلمہ اصول آج بھی ہر داعی حق کے لیے مینارہ نور ہے کیونکہ صبر کا دامن ترک کر کے کامیابی کا حصول ممکن نہیں رہتا۔

۵۔ مستہزین کا معاملہ خدا کے سپرد کرنے کی ہدایت:

Marfat.com

رسولِ رحمت ﷺ کو اس طرح بھی تسلی و تشفی کا درس دیا گیا کہ ان مذاق اڑانے والوں کا معاملہ اپنے خالق و مالک پر چھوڑ دیں وہ خود ان سے نمٹ لے گا لہذا آپ اپنے مشن کو بلا خوف و خطر جاری رکھیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا كَفَيْنَٰكَ ٱلْمُسْتَهْزِءِينَ ۝ [61]

"ہم تمہیں ان لوگوں (کے شر) سے بچانے کے لیے جو تم سے استہزا کرتے ہیں کافی ہیں"۔

ابن کثیرؒ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

"ان مذاق اڑانے والوں کو ہم پر چھوڑ دے ہم خود ان سے نمٹ لیں گے تو اپنی تبلیغ کے فریضے میں کوتاہی نہ کر یہ تو چاہتے ہیں کہ ذرا سی سستی آپ ﷺ کی طرف سے دیکھیں تو خود بھی دست بردار ہو جائیں تو ان سے مطلقاً خوف نہ کر اللہ تعالیٰ تیرا حافظ و ناصر ہے وہ تجھے ان کے شر سے بچالے گا"۔[62]

۶۔ رنج و محن سے نجات کے لیے حمد و تسبیح کی ہدایت:

چونکہ مخالفین اسلام کے ناروا کلام سے آپ ﷺ کو زحمت پہنچتی، جس پر رحمت الٰہی سے آپ ﷺ کو رنج و محن سے نجات کے لیے خصوصی تاکید کی جا رہی ہے کہ آپ ﷺ حمد و تسبیح سے تبلیغ میں لگے رہیں کیونکہ اس سے آپ ﷺ کو اطمینان قلب میسر آئے گا اور ہر قسم کی ذہنی و قلبی گھٹن بھی محو ہو جائے گی۔

ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ ٱلسَّٰجِدِينَ ۝ [63]

"اور ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہے۔ تو

Marfat.com

تم اپنے پروردگار کی تسبیح کہتے اور اس کی خوبیاں بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں داخل رہو"۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۞ وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۞ [۶۴]

"تو جو کچھ یہ (کفار) بکتے ہیں اس پر صبر کرو اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو اور رات کے بعض اوقات میں بھی اور نماز کے بعد بھی اس کے نام کی تنزیہ کیا کرو"۔

صاحب تدبر لکھتے ہیں:

"یہ صبر کرنے کی تدبیر بتاتی ہے کہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ نماز کا اہتمام رکھو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہرے تعلق کے بغیر وہ صبر پیدا نہیں ہو سکتا جو مخالفوں کی مخالفت کے علی الرغم آدمی کے قدم جادۂ حق پر استوار رکھ سکے۔۔۔ تسبیح اور حمد دونوں مل کر اللہ تعالیٰ کے صحیح تصور کو دل میں راسخ کرتے ہیں اور اسی رسوخ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کا صحیح تعلق قائم ہوتا ہے جو تمام صبر و توکل کی بنیاد ہے"۔ [۶۵]

چنانچہ آج بھی غیر مسلموں کے منفی پروپیگنڈہ سے دلبرداشتہ ہونے کی بجائے یادِ الٰہی سے دلوں کو تر و تازہ کر کے ان تک دینِ حق کو پہنچانا امتِ مسلمہ کی اولین ذمہ داری ہے۔

۷۔ آخرت کی ابدی نعمتوں کی بشارت:

اہل ایمان کو مالکِ حقیقی کی طرف سے بڑے ہی دلکش انداز میں صبر و استقامت اختیار کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے کہ کفار کے استہزاء پر دل گرفتہ نہ ہوں کیونکہ ان کے کہنے پر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقربین کے درجات کم نہیں ہوتے اور جس طرح یہ دنیا میں

Marfat.com

استہزاء اُڑا کر اہل ایمان کو غمزدہ کر رہے ہیں۔ قیامت کے دن اہل ایمان ان کو جہنم میں دیکھ کر ایسے ہی ان کا مذاق اڑائیں گے جب کہ اہل ایمان اُس دن مالک کائنات کے مہمان ہوں گے، تختوں پر ان کی ذلت کا تماشا دیکھ رہے ہوں گے اور کفار کو ان کے کیے کا صلہ ضرور ملے گا۔ ارشاد الٰہی ہے:

فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ ٦٦

"تو آج مومن کافروں سے ہنسی کریں گے اور تختوں پر (بیٹھے ہوئے ان کا حال) دیکھ رہے ہوں گے تو کافروں کو ان کے عملوں کا (پورا پورا) بدلہ مل گیا"۔

یقیناً قیامت کے دن ایماندار کفار پر ہنسیں گے اور تختوں پر بیٹھے اپنے اللہ کے دیدار میں محو ہوں گے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ گمراہ نہ تھے بلکہ یہ تو مقربین الٰہی تھے جو آج کائنات کے مالک کے مہمان بنے ہیں یہ ہنسی اُڑاتے اور ان کا مقام و مرتبہ گھٹاتے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا مرتبہ بڑھانے کے ساتھ اُن کو پورا پورا اجر بھی عطا فرما دیا۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"فی مقابلة ما ضحك بهم اولئك "عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ" ای الی الله عزوجل فی مقابلة من زعم فیهم انهم ضالون لیسوا بضالین بل هم من أولیاء الله المقربین ینظرون الی ربهم فی دار کرامته۔۔۔ هل جوزی الکفار علی ما کانوا یقابلون به المومنین من الاستهزاء والتنقیص ام لا یعنی جوزوا الجزاء واتمه واکمله" ٦٧

اسی طرح اہل ایمان کو آخرت کے گھر میں اُن کی نعمتوں کا حال بتا کر کفار کے رویے پر غمزدہ نہ ہونے کی تلقین کی گئی ہے۔ بلاشبہ مخالفین کی ایذا رسانیوں پر اخروی نعمتوں کی بشارات نہ صرف بلند حوصلگی کا باعث بنیں بلکہ دعوت حق کی اشاعت و ترویج

Marfat.com

میں جوش و خروش کا عنصر نمایاں ہوتا چلا گیا۔

5۔ نبی کریم ﷺ کی حکمتِ عملی:

نبی اکرم ﷺ اپنے اخلاق و کردار کی بناء پر جاہلی معاشرے میں بھی معزز و محترم شخصیت کے طور پر جانے پہچانے جاتے تھے لیکن نبوت کے بعد حق گوئی اور دینِ جاہلیت کی اصلاح پر آپ ﷺ کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ مخالفین نے مختلف قسم کے بدترین القابات گھڑنے کے بعد معصوم عن الخطا ﷺ جیسی ہستی پر چسپاں کر کے دعوتِ حق سے روکنے کی ہر ممکن سعی کی۔

لیکن آپ ﷺ نے مخالفین و معاندین کے انتہائی ناروا طرزِ عمل کے جواب میں انتہائی شائستہ اور باوقار رویہ اختیار فرمایا، مخالفین کے ہر قسم کے الزامات کا رد دلائل و براہین اور اعلیٰ اخلاق و کردار سے کیا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان کے جاہلانہ طرزِ عمل سے نہ صرف اعراض برتا بلکہ ہر قسم کے معاندین سے عفو و درگزر کا معاملہ بھی فرمایا اور دعوتِ حق کی اشاعت و ترویج کا سلسلہ بھی شب و روز جاری رکھا۔ اس مرحلے پر آپ ﷺ کو حکم دیا گیا:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ۝ ۶۸

"(اے پیغمبرؐ) عفو اختیار کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کرلو"۔

اس سرد جنگ کے ابتدائی محاذ پر آپ ﷺ کی پالیسی کے یہ بنیادی ستون ٹھہرے۔

ا۔ عفو و درگزر:

چونکہ آپ ﷺ کا مشن مشرکین کو دعوتِ حق پہچانا تھا اس لیے اُن کے ہر سخت قول و فعل پر درگزر کی حکمتِ عملی اپنائی اور اُن کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ بھی فرمایا۔

ابن جریر طبری کے مطابق یہاں خذ العفو سے مراد لوگوں سے اعلیٰ طریقے سے درگزر کرتے ہوئے پیش آنا ہے۔ انہوں نے حضرت قتادہ کا قول نقل کیا ہے:

"هو عفو اخلاق الناس، وعفو امورهم، بغير تحسس" ۶۹

Marfat.com

(اس سے مراد لوگوں کے رویے اور معاملات میں بغیر ٹوہ لگائے عفو درگزر سے کام لینا)

یہ سنہری اصول آج بھی امت مسلمہ کو دعوت دے رہا ہے کہ وہ مخالفین کے استہزاء کا جواب استہزاء سے دینے کی بجائے عفوودرگزر کی حکمت عملی اپنائیں کیونکہ مخالفین، پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت وکردار سے نا آشنا ہیں۔لہٰذا امت مسلمہ اپنے پیغمبر ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر مخالفین کو نبی کریم ﷺ کے سچے کردار سے آگاہ کر سکتی ہے۔جس سے مخالفین کا اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق نقطہ نظر تبدیل کرنے میں یقیناً مدد ملے گی۔

۲۔دعوت کا بے دھڑک پرچار کرنا:

کفار کے مختلف ایذاء رسانی کے حربوں سے زچ ہو کر تبلیغ سے دستکش ہونے کی بجائے آپ ﷺ نے اس اعلیٰ کام کو جاری وساری رکھا اور اُن کے ناروا طرزعمل کی ہرگز پرواہ نہیں فرمائی۔ بلکہ دین حق کے تمام امور کی برسرعام نشرواشاعت فرماتے رہے۔ابن جریر طبری العرف کی شرح یوں فرماتے ہیں:

"شاملة لكل ما امر الله به او ندب اليه من الاعمال والاقوال "۷۰

(المعروف کا لفظ ہر کار خیر کو شامل ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے' اس سے مراد مستحب اعمال اور اقوال ہیں۔)

آج بھی اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ دعوت اسلام اور اسوہ رسول ﷺ کو بالخصوص اہل کتاب اور بالعموم دیگر اقوام کے سامنے بھرپور انداز میں پیش کیا جائے تاکہ تعصب، بغض وعناد اور جہالت کی بنا پر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر جو اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں ان کی حقیقت عیاں ہو جائے۔بلاشبہ اس انداز سے معترضین کو اسلام کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے۔لیکن بدقسمتی سے ہم اس معاملہ میں کوئی

Marfat.com

خاص پیش رفت نہیں دکھا سکے۔ ہمارے علماء، دانشور اور سکالرز کی اکثریت اشاعت اسلام کے حوالے سے غفلت کا شکار ہیں۔

۳۔ جاہلوں سے احتراز:

اس مرحلے سے باوقار گزرنے کے لیے ایک جامع ہدایت یہ آئی۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ۝ [۱۷]

"اور جاہلوں سے کنارہ کرلو"۔

یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ انبیائے کرام کی مخالفت میں ہمیشہ ابلیسی گروہ متحرک رہا ہے اور نبی آخرالزماں ﷺ کی مخالفت میں بھی شیطانی لشکر کی کارروائیاں عروج پر پہنچ چکی تھیں کیونکہ وہ ہر صورت نبی برحق حضرت محمد ﷺ کو ناکام و نامراد دیکھنا چاہتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے اطاعت الٰہی پر کاربند رہ کر جہلا سے ہر ممکن احتراز برتا اور ان کے حوصلوں کو پست کر دیا اور انہیں پیغام دیا کہ آپ ﷺ ان کی دنیا اور آخرت میں بھلائی چاہتے ہیں۔

چنانچہ اُس معاندانہ اور استہزائی فضا میں بھی آپ ﷺ کا رویہ ایک محسن کی مانند تھا جو مخالفین کی اذیتوں اور تکالیف کی فکر کی بجائے اُن کی ہدایت کا شدید متمنی تھا۔

آج اگر نبی رحمت ﷺ کی حکمت عملی کے ان اصول ثلاثہ پر سختی سے اپنے آپ کو کاربند کرلیں تو یقیناً مخالفین کو باور کرایا جاسکتا ہے کہ مسلمان ان کے دشمن نہیں بلکہ محسن ہے اور یہ عمل اشاعت اسلام کے لیے بے حد مفید ثابت ہوسکتا ہے۔

۴۔ کفار سے شائستہ رویہ:

رسول اکرم ﷺ نے مخالفین کے مستہزانہ اور طعن آمیز بدترین طرز عمل پر نہایت ہی عمدہ، مہذب اور سنجیدہ انداز اختیار فرمایا کیونکہ آپ ﷺ بخوبی آگاہ تھے کہ کفار کا منفی رویہ آپ ﷺ کو دعوت حق سے بیگانہ کرنے کی خاطر ہے لہذا آپ ﷺ نے جواباً مذاق نہیں کیا۔ طعنے نہیں دیے اور نہ ہی مناظرانہ رنگ اختیار کیا بلکہ آپ ﷺ تو برا

Marfat.com

فروختہ بھی نہیں ہوئے۔

علامہ ابن اسحاق کے مطابق آپ ﷺ قریش کی ایذاء رساں باتوں کی طرف مطلق توجہ نہ فرماتے اور ہمہ تن اپنے کام یعنی اعلاء کلمۃ الحق میں مصروف تھے۔ ۲؎

چنانچہ اعصاب کو جھنجھوڑ دینے والے اور دل وجگر کو چھید دینے والے من گھڑت الزامات بھی رسول رحمت ﷺ کا حوصلہ پست نہ کر سکے اور ان نامساعد حالات میں بھی آپ ﷺ فریضہ دین کی نشر و اشاعت برابر کرتے رہے حتی کہ ایک لمحے کے لیے استدلال کا محاذ اور دعوت کا میدان چھوڑ کر پیچھے بھی نہیں ہٹے۔آج بھی یہی اعلیٰ طرزِ عمل اختیار کر کے حق کی ترویج کو موثر انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ فقید المثال حوصلہ:

آپ ﷺ نے بلند حوصلگی کا فقید المثال مظاہرہ فرمایا کہ جب چاروں طرف سے داعی حق کو گھٹیا مذاق، بے ہودہ اشاروں وکنایوں سے زچ کرنے کی سعی کی گئی تو رحمۃ للعالمین ﷺ نے نہایت شریفانہ اور ٹھنڈے مزاج سے بداخلاق اور جہالت زدہ اشخاص سے اعراض برتا اور بے نیازی کا طریقہ اختیار فرمایا۔ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

"امرٌ من اللّٰه لنبيه عليه الصلوٰة والسلام بالاعراض عمن جهل، وهذا تعليمٌ من الله للمسلمين باحتمال من ظلمهم اواعتدى عليهم" ۳؎

(یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی ﷺ کو جہالت کا مظاہرہ کرنے والے سے منہ پھیرنے کا حکم ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو تعلیم ہے کہ اُن پر جو ظلم کیا جائے اُس کو برداشت کریں۔یا اُن پر زیادتی کی جائے تو اس کو برداشت کریں)

اسوہ امام الانبیاءؑ ہر دور کے لیے کامیابی کی ضمانت ہے لہٰذا عصر حاضر کے المناک ماحول میں اپنے جذبات کو ماند نہ پڑنے دینا اور مخالفین کو گرم جوشی سے پیغام اسلام پہنچانا

Marfat.com

ضروری ہے۔

۶۔ اہل ایمان کے تزکیہ اور تربیت پر خصوصی توجہ:

اس دور میں رسول اکرم ﷺ اپنے اصحاب کو بھی انہیں تعلیمات و ہدایات پر کاربند کرتے نظر آتے ہیں اور دعوت قبول کرنے والوں میں حق و باطل کی تمیز کا ملکہ پیدا فرمانے کے ساتھ اہل ایمان کے تزکیہ اور تربیت پر خصوصی توجہ مبذول فرماتے ہیں تاکہ کفار کے طنز و استہزاء پر کہیں وہ بددل نہ ہو جائیں اور راہ حق کو ترک کر دیں۔ لہٰذا دنیوی ایذا رسانی پر انہیں اخروی نعمتوں کے تذکرہ سے ڈھارس بندھاتے جیسا کہ قرآن نے بھی ان حالات میں اہل ایمان کو جنت کی خوشخبریوں اور کفار کے انجام سے باخبر کر کے کہا:

فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ۝ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ۝
هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ [۴۷]

"تو آج مومن کافروں سے ہنسی کریں گے اور تختوں پر (بیٹھے ہوئے ان کا حال) دیکھ رہے ہوں گے تو کافروں کو ان کے عملوں کا (پورا پورا) بدلہ مل گیا"۔

اس وقت سب سے مایوس کن پہلو یہ ہے کہ امت مسلمہ کی اکثریت اسلامی تعلیمات کو اپنانے سے گریزاں ہے لیکن دین اسلام کے ساتھ وہ جذباتی لگاؤ رکھتے ہیں لہٰذا اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق غیر مسلم رویہ پر وہ فوراً بھڑک اٹھتے ہیں جس کو غیر ملکی میڈیا خوب اچھالتا ہے اور اہل اسلام کو غیر متمدن قوم کے روپ میں پیش کر کے ان کا امیج مزید خراب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لہٰذا اہل ایمان کو نبی رحمت ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کی اور انہیں مخالفین کے بیہودہ طرز عمل پر طیش میں نہ آنے کی تلقین کرنا نیز آخرت میں مومنین کے بلند درجات اور کفار کے لیے سخت سزاؤں کو ذہن نشین کرا کے اعلیٰ رویہ اختیار کرنے کی ترغیب دینا بہت ضروری ہے۔

۷۔ عبادت کی حکمت:

Marfat.com

ان حالات میں رسول اکرم ﷺ اور اصحاب رسول کو خصوصی طور پر تاکید کی گئی کہ وہ کفار کے منفی طرزِ عمل پر توجہ دینے کی بجائے حق تعالیٰ کی بندگی میں مشغول ہو جائیں جس سے اُن کے قلوب واذہان پر حق تعالیٰ کی عظمت کا غلبہ نقش ہو جائے گا اور وہ ہر قسم کے معاندانہ ماحول کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

چنانچہ حزن وملال کی کیفیت کو بدلنے کے لیے آپ ﷺ کو عبادت، توکل علی اللہ اور صبر واستقامت کا خصوصی حکم دیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۝ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۝ إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ۝ ؎5

"اے (پیغمبر ﷺ!) جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو۔ رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات یا اس سے کچھ کم۔ یا کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔ ہم عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے۔ کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس بہیمی کو) سخت پامال کرتا اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے۔ دن کے وقت تمہیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ وہی مشرق اور مغرب کا مالک ہے اور اسکے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ اور جو جو (دل آزار) باتیں یہ لوگ کہتے ہیں ان کو سہتے رہو اور اچھے طریق سے ان سے کنارہ کش رہو"۔

یقیناً آپ ﷺ کے پاکیزہ شب وروز احکام الٰہی کے عکاس تھے اور یہی وجہ ہے کہ کفار آپ ﷺ کی خاموشی اور درگزر کی حکمتِ عملی پر بھی سخت سیخ پا تھے کیونکہ آپ

Marfat.com

ﷺ کے اس داعیانہ کردار کا اثر جاہلی سوسائٹی کی اکثریت کے دل و دماغ پر ہوا اور یوں داعی حق کو دوسروں کی نظر میں گرانے والے خود گر گئے اور دعوتِ حق کی قبولیت میں روز افزوں ترقی جاری رہی۔

۸۔ رسول رحمت ﷺ کی دلجوئی:

اس دور میں مومنین کو خصوصی طور پر اپنے قائد و رہنما جناب محمد ﷺ کی ذات اقدس کے حوالے سے ہدایات و تعلیمات دی گئیں کہ آپ ﷺ کے متعلق کفار کا استہزاء و تمسخر پر مبنی رویہ محض دشمنی کی بناء پر ہے اور صد فیصد الزام تراشی اور جھوٹ ہے کیونکہ آپ ﷺ اخلاق و کردار کے بلند و بالا مقام پر فائز ہیں اور یہ لغو باتیں کسی طرح بھی آپ کی ذات بابرکات سے میل نہیں کھاتیں۔ ارشاد ربانی ہے:

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ [76]

"کہ (اے پیغمبر ﷺ) تم اپنے پروردگار کے فضل سے دیوانے نہیں ہو۔ اور تمہارے لیے بے انتہا اجر ہے اور تمہارے اخلاق بڑے (عالی) ہیں"۔

یقیناً کفار بھی آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق و کردار کو ہمیشہ سراہتے تھے لیکن آپ ﷺ کو بطور رسول ماننے سے انکاری تھے لہٰذا مخالفین کا منفی طرزِ عمل محض بغض و عداوت کی بنا پر تھا جیسے کہ آج بھی اس کی جھلک دیکھی جا سکتی ہے کہ بعض متعصب اہل کتاب اسلام سے عداوت کی بنا پر نبی رحمت ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق ایسی نازیبا گفتگو کرتے ہیں جن باتوں کا آپ ﷺ کی ذات مبارک سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

لہٰذا ایسی صورتحال میں بددل ہونے کی بجائے رسول رحمت ﷺ کی حیات طیبہ کے اخلاقی محاسن کو اجاگر کر کے مخالفین کے منفی طرزِ عمل کا توڑ کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

۹۔ برائی کا جواب نیکی سے دینا:

داعی اعظم رحمت للعالمین ﷺ کا اسوہ حسنہ قیامت تک کامرانی کا ضامن ہے یقیناً آپ ﷺ نے ہر قسم کی ذہنی کوفت اور دل گرفتگی کو جھٹک کر بُرائی کا جواب اچھائی سے دیا کیونکہ یہی حکم ربی تھا:

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۝ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْاۚ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ۝ ۷۷

''اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی ہے۔ وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے اور یہ بات ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں''۔

اس طرح رسول اکرم ﷺ نے اپنے اعلیٰ اخلاق و کردار سے اپنے اور اصحاب کے خلاف اٹھنے والی ایک انتہائی خطرناک سازش کو بفضل الٰہی نہ صرف ناکام و نامراد بنا دیا بلکہ اُسے دعوت حق کی کامیابی و کامرانی کا ذریعہ بنا دیا۔

چنانچہ آج بھی اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ایسے علاقوں میں جہاں مسلمان قلیل اور کمزور ہیں اور معاندین اسلام ان کو اور ان کے دین حق کو ہدف تنقید بنا کر ان کے حوصلے پست کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں نبوی حکمت عملی اپنا کر باطل کے عزائم کو ناکام بنایا جا سکتا ہے۔ حالت ضعف میں کفر سے مقابلہ کی بجائے صبر و تحمل کا مظاہرہ، عفو و درگزر کا معاملہ، مخالفین سے الجھنے سے گریز، شائستہ و مہذب انداز سے وعظ و تبلیغ جاری رکھنا، اہل ایمان کی تسلی و تشفی کے لیے اخروی نعمتوں کا تذکرہ اور حزن و ملال سے نجات کے لیے خالق حقیقی کا ذکر رسول اکرم ﷺ کی حکمت عملی کے نمایاں پہلو تھے۔

Marfat.com

6۔ نتائج وثمرات

معاندینِ حق نے داعی اسلام کے خلاف جو منفی رویہ اختیار کیا اور جس قسم کے مَن گھڑت الزامات کو آپ ﷺ کی ذات سے وابستہ کرنے کی سعی کی۔ وہ سب دھرے کے دھرے رہ گئے کیونکہ مخالفین اسلام کا منشاء و مطمع نظر یہی تھا کہ محمد ﷺ اس قسم کے الزامات سن کر بے بس ہو جائیں گے اور راہِ حق سے جلد یا بدیر منہ موڑ لیں گے۔ لیکن انہوں نے دیکھا کہ ان کے بے ہودہ الزامات و اعتراضات کی بوچھاڑ سے نہ صرف دینِ حق کی دعوت مضبوط و مستحکم ہوئی ہے بلکہ دین اسلام کی اشاعت دن بدن پھلتی پھولتی اور بڑھتی ہی جارہی ہے۔

مخالفین اسلام کی تمسخرانہ پالیسی کے نتائج اُن کی خواہشات کے برعکس ظاہر ہوئے جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ دعوت اسلام کے پیغام سے توجہ ہٹانے کے لیے مخالفین نے بلا جواز تنقید اور خود ساختہ الزامات سے دعوتِ حق اور داعی حق کا راستہ روکنا چاہا۔ لیکن اُن کے سب جتن رائیگاں گے کیونکہ وہ نہ تو حضور ﷺ کی شخصیت کو داغدار کر سکے اور نہ ہی پیغام حق سے متعلق لوگوں کو متنفر کیا جاسکا۔

۲۔ کفار کے تمسخرانہ طرز عمل سے رسول اکرم ﷺ کو عوام الناس کی ہمدردیاں حاصل ہوگئیں اور آپ ﷺ کے پیروؤں کی تعداد میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی اور قریش کے ہر خانوادے سے مسلم و کافر کی تقسیم واضح نظر آنے لگی۔

۳۔ رسول اکرم ﷺ نے مخالفین کے بدترین استہزاء کا ردعمل اعلیٰ اخلاق سے ظاہر کیا۔ لہٰذا آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے رفقائے کار کو کفار پر اعلیٰ اخلاقی برتری حاصل ہوگئی جس کا کفار کے پاس کوئی توڑ نہ تھا حتی کہ خو مخالفین کے سرغنوں میں سے جیسے ولید بن مغیرہ اور اخنس بن شریق اعلانیہ آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف سے بھی نہیں جھجکتے تھے حتی کہ ولید بن مغیرہ تو آپ ﷺ اور

Marfat.com

دین حق کے متعلق عمدہ رائے بھی رکھتا لہٰذا وہ خود اُن اعتراضات و الزامات کی نفی کرتے جو قریش پھیلانے میں مصروف تھے۔

۴۔ کفار مکہ دعوت حق کو ایک معمولی تحریک تصور کیے بیٹھے تھے کہ جیسے آپ ﷺ سے قبل بھی کئی لوگ اور شعراء گزر چکے تھے جنہوں نے عجیب وغریب خیالات پیش کیے تھے لیکن جلد ہی ناکام و نامراد ہو کر بھولی بسری داستان کا حصہ بن گئے۔ وہ اسی قسم کا گمان رسول رحمت ﷺ اور دینِ اسلام کے عقائد و تعلیمات کے بارے میں کر رہے تھے لیکن جب قریش نے دیکھا کہ استہزاء و استخفاف جیسے ناروا طرز عمل نے بھی داعی حق اور مومنین کے حوصلوں کو پست نہیں کیا بلکہ تضحیک آمیز رویہ نے انہیں حق پر جما دیا ہے تو وہ تحریک اسلامی کو دبانے اور روکنے میں اپنے آپ کو بے بس محسوس کرنے لگے۔

۵۔ ابن اسحاق کے مطابق رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تمسخر اور مضحکہ کے بانی قریش کے پانچ عمر رسیدہ سردار جن میں اسود بن مطلب، اسود بن عبد یغوث، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور حرث بن طلالہ تھے۔ جرائیل امین علیہ السلام نے حکم الٰہی سے سب بد بخت سرداروں کو مختلف امراض میں بتلا کیا جس سے وہ سب جہنم رسید ہو گئے اور اس طرح مستہزین خود اپنے انجام سے دوچار ہو گئے اور مالک کائنات نے اپنے رسول ﷺ کے صبر و استقامت پر اُن کے مخالفین سے خود بدلہ لیا۔ ارشاد ربانی ہے:

إِنَّا كَفَيْنَٰكَ ٱلْمُسْتَهْزِءِينَ ۝ ۸۷

''ہم تمہیں ان لوگوں (کے شر) سے بچانے کے لیے جو تم سے استہزاء کرتے ہیں کافی ہیں''۔

۶۔ مخالفین کی تمسخرانہ پالیسی سے داعی حق ﷺ کے متعلق اہل ایمان ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر رہے بلکہ خود انہوں نے ہر تضحیک آمیز رویہ برداشت کیا جس سے اہل ایمان کی رسول اکرم ﷺ سے محبت و اطاعت ایک جوہر کے طور

Marfat.com

پر سامنے آتی ہے نیز اہل ایمان کفار کے لیے ناقابل تسخیر قوت و طاقت بن گئے جنہیں دین سے پھیرنا یا متغیر کرنا قریش کے لیے ناممکن ہو گیا۔

۷۔ اس گھمبیر صورت حال میں اہل ایمان کی استقامت اور پامردی نے کفار مکہ کو نفسیاتی اور ذہنی لحاظ سے مفلوج کر کے رکھ دیا کیونکہ اصحاب رسول ﷺ حق و باطل اور نور و ظلمت کے فرق سے بخوبی آگاہ ہو چکے تھے اس لیے یہ پُر فریب اور گمراہ کن خیالات اُن کے ایمان کی مضبوطی کا ذریعہ بنے جب کہ مشرکین نے اپنی دانست میں مومنین کو صراط مستقیم سے ڈگمگا دینے کا تہیہ کیے ہوئے تھے۔

مومنین کے کمزور اور قلیل گروہ نے قرآنی تعلیمات اور رسول رحمت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی سے ایک طاقتور اور مضبوط جتھے کو اپنے مقصد میں ناکام و نامراد بنا دیا۔

مخالفین کے طعن و استہزاء اور کذب و افتراء پر اہل ایمان نے کسی قسم کی شرمندگی و ندامت کا اظہار نہیں کیا بلکہ وہ دولتِ ایمان پر نازاں و فرحان تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے وحی الٰہی کی روشنی میں اہل حق کی تربیت فرمائی جس میں مخالفین کو کسی بھی لحاظ سے سخت جواب دینے کی بجائے اُن کی تضحیک پر صبر و تحمل سے کام لینے کی تاکید فرمائی کیونکہ اسلام کا مقصود ٹکراؤ اور الجھاؤ ہر گز نہیں بلکہ اپنے سخت ترین دشمن کو یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ حق کو پہچانو اور اپنے خیر خواں اور ہمدردوں سے یہ رویہ اختیار کرنا تنگِ انسانیت ہے۔

آج بھی داعیان حق یہ حکمت عملی اپنا کر معاندین اسلام کے عزائم کو نامراد کر سکتے ہیں۔

7۔ ترغیب و ترہیب (تشدد) کی پالیسی

رسول اکرم ﷺ کی شبانہ روز تبلیغی مساعی سے نورِ اسلام آہستہ آہستہ قریش کے تمام قبائل میں پھیلنے لگا بالخصوص کمزور و ناتواں اور نوجوان طبقہ تو اسلامی تعلیمات سے بے حد متاثر ہو کر گرویدۂ اسلام بن گیا۔ لیکن یہ صورت حال قریش کے لیے ناقابل قبول تھی کہ اُن کے لختِ جگر اور عزیز و اقارب اپنے آبائی دین کو ٹھکرا کر محمد ﷺ کے پیروکار بن

Marfat.com

جائیں جو جاہلی دین کو جڑ سے اُکھاڑ دینے پر تلے ہوئے تھے نیز اشاعت اسلام کو یہ سردارانِ قریش نے اپنے آباؤ اجداد اور اپنی عزت و عظمت کی توہین تصور کیا لہٰذا انہوں نے نہ صرف اہل حق پر ستم ڈھائے بلکہ رسول اکرم ﷺ کی مخالفت وعداوت پر بھی دلیر ہو گئے۔

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

"He was more successful with the youth (of teen-agers and those in their twenties) than with elderly people. This created unexpected problem: the indifference of the elders turned into active hostility when their own young childern and other near relatives were won over to Islam. So when young men of the local nobility like Fairas ibn an-Nadr, Abu. Hudhaifa ibn Uthba, Hisham ibn al-'As, al-Walid ibn al-walid etc. enthusiastically joined the Muslim community, their fathers found it an insult to their dignity; and not only did they persecute their childern, but also came into open conflict with the Prophet in his sacred work." ؎۹

لیکن قریش کو سخت پشیمانی اُٹھانا پڑی کیونکہ وہ کسی ایک فرد اور نوجوان کو بھی دعوتِ حق سے منحرف نہ کر سکے تو انہوں نے رحمۃ للعالمین ﷺ اور دیگر اہل ایمان کو زبردست تضحیک و استہزاء کا نشانہ بنا کر اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل چاہی لیکن کفار سٹپٹا اُٹھے کہ جب اُن کے اس ناشائستہ طرزِ عمل سے دعوت اسلام رکنے کی بجائے مزید پھلنے پھولنے لگی۔

جب قریشی سرداروں نے ہنسی، ٹھٹھا اور استہزاء جیسے ناروا سلوک اور تحقیر آمیز رویے کا اُلٹا اثر ملاحظہ کیا تو وہ بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئے کیونکہ اہلِ ایمان آہستہ آہستہ ایک قوت و طاقتور جماعت کا رُوپ دھارتے جا رہے تھے۔ جس سے نہ صرف انہیں اپنے آبائی جاہلی دین کی اقدار کے مٹ جانے کا اندیشہ لاحق ہوا بلکہ بیت اللہ کی بناء پر حاصل سیاسی،

Marfat.com

معاشی اور مذہبی اجارہ کے زوال کا خطرہ بھی صاف دکھائی دینے لگا۔

چنانچہ خوب غور وخوض کے بعد قریش نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ محمد ﷺ کو مختلف قسم کی چال بازیوں اور فریب کاریوں سے راہِ حق سے روک دیا جائے چنانچہ پہلے تو انہوں نے آپ ﷺ کو ہر قسم کی ترغیب وتحریص سے مغلوب کرنے کا حربہ آزمایا لیکن ناکامی پر ترہیب وتخویف پر اُتر آئے۔ محمد الغزالی لکھتے ہیں:

"رات قريش ان تجرب أسلوباً آخر، تجمع فيه بين الترغيب والترهيب، فلترسل الى محمد ﷺ تعرض عليه من الدنيا ما يشاء، ولترسل الى عمه الذى يحميه، تحذره مغبة هذا التأييد، حتى يكلم هو الاخر محمداً أن يسكت، فلا يجر المتاعب على كاهلة وولية" ۸۰

ا۔ ترغیب کا معنیٰ ومفہوم:

رغبت کا مادہ ر۔غ۔ب ہے اور باب تفعیل ہے۔ رَغَّبَ، یُرَغِّبُ، ترغیب۔

رغبت کی اصل کسی چیز میں وسعت کا ہونا ہے۔

رَغْبَۃٌ، رَغَبَ اور رُغْبیٰ کے معنی ارادہ یعنی خواہش میں وسعت کے ہیں امام راغب لکھتے ہیں:

"اصل الرَّغبة السَّعةُ فى الشىء، يقال رغب الشىء اتسع وحوض رغيبٌ ـــــ والرغبة والرغب والرغبى السعة فى الارادة قال تعالىٰ "يدعوننا رغباً و رَهباً" ۸۱

رغب فیه والیه یہ الفاظ کسی پر حرص کے متقاضی ہیں۔ امام راغب لکھتے ہیں:

"فاذا قيل رغب فيه واليه يقتضى الحرص عليه، قال تعالىٰ "انا الى الله راغبون" ۸۲

رغبت سے مراد کسی چیز کی حرص ولالچ دلانا اور اُس کی زیادتی کا خواہاں ہونا ہے۔

Marfat.com

ابن منظور لکھتے ہیں:

"رغب یرغب رغبه اذا حرص علی الشیء وطمع فیه" ۸۳

رغبت درحقیقت حق سے روکنے کے لیے لوگوں کی جتھہ بندی کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

"ومعنی ظهور الرغبة: "الحرص علی الجمع، مع منع الحق" ۸۴

چنانچہ حق و باطل کی کشمکش میں معاندین حق، حق کی نشر و اشاعت کے سلسلہ کو روکنے کے لیے داعین حق کو "حرص و لالچ" یا "کچھ لو کچھ دو" کی پالیسی کے ذریعے اپنا ہمنوا بنانے کی بھرپور سعی کرتے ہیں۔

یقیناً یہ طریقہ کار اُن لوگوں کے لیے بڑی کشش رکھتا ہے۔ جن کا مقصد ذاتی مفاد کے سواء کچھ نہیں ہوتا۔ چونکہ ایسے افراد اسی بنیاد پر اپنے معاشروں اقوام اور ممالک میں فتنہ و فساد کے بیج کاشت کرتے ہیں تا کہ اُن کی خواہشات کے مطابق اُن سے مذکرات کیے جائیں۔ لیکن ایسے افراد جو ذاتی اغراض و مقاصد کی تکمیل کی بجائے اپنے معاشرے قوم اور انسانیت کی خیر و بھلائی کا مشن لے کر اُٹھتے ہیں۔ اُن کے لیے مادی مفادات، ملک و سلطنت اور عیش و عشرت پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے چنانچہ وہ برگزیدہ و چنیدہ ہستیاں جنہیں اصطلاح میں نبی اور رسول کہا جاتا ہے جن کی بعثت کا مقصد بھٹکی، گمراہ اور پست و خوار اقوام و ملل کو نورِ ہدایت کی طرف گامزن کرنا ہوتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں نبی ﷺ کی بعثت کے حوالے سے بھی تذکرہ موجود ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ ۸۵

"وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے (محمد ﷺ

Marfat.com

کو) پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو
پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے
پہلے تو یہ صریح گمراہی میں تھے"۔

ان عظیم المرتبت لوگوں کو نہ دُنیوی جاہ وحشمت کی طلب ہوتی ہے اور نہ ہی وہ ایسی ادنیٰ وحقیر اشیاء کے عوض اپنے اعلیٰ وارفع مشن کو قربان کرتے ہیں کیونکہ وہ خدمتِ خلق کے اجر وثواب کی اُمید بھی صرف اپنے خالق و مالک سے وابستہ رکھتے ہیں جیسا کہ ہر نبی اور رسول کے قول کو قرآن حکیم میں نقل فرمایا گیا ہے، ارشاد باری ہوتا ہے:

وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ ۸۶

"اور میں اس کام کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ تو (اللہ) رب
العالمین کے ذمے ہے"۔

چونکہ باطل قوتیں انبیاء ورسل کے مشن کو اپنے مقاصد میں حارج خیال کرتے ہوئے انہیں ترغیب وتحریص کے ذریعے حق کی ترویج واشاعت کے اعلیٰ مقصد سے باز رکھنا چاہتے ہیں، اس لیے مختلف حربوں سے وہ حق کو زیر کرنے کی بھرپور سعی کرتے ہیں۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کو بھی دعوتِ حق سے روکنے کے لیے کفار مکہ نے متعدد تدبیریں اختیار کیں جن میں سے ایک شاطرانہ چال یہ تھی کہ داعیِ حق ﷺ کو دُنیوی جاہ وحشمت اور دیگر دنیوی معاملات کا لالچ دے کر حق سے ڈگمگا دیا جائے کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ دن بدن اُن کے بہترین اور اعلیٰ دماغ اسلام کی آغوش میں پناہ گزیں ہو رہے ہیں اور اگر اسی قسم کی فضا قائم رہی تو سارا عرب محمد ﷺ کا مطیع وفرمانبردار بن جائے گا لہذا کفارِ مکہ نے کئی افراد اور وفود تیار کیے تاکہ محمد ﷺ سے صاف صاف بات کی جائے کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"قریش متحیر تھے کہ آپ ﷺ یہ سب سختیاں کیوں جھیلتے ہیں۔
انسانی دماغ ایسی سخت نفس کشی اور جانبازی کا مقصد جاہ و دولت اور

Marfat.com

نام ونمود کی خواہش کے سوا اور کیا کر سکتا ہے؟ قریش نے بھی یہی خیال کیا"۔ ۸۷

۲۔ اس طرزِ عمل کا نفسیاتی پہلو اور مقاصد

باطل قوتوں نے حق کو دبانے کے لیے استہزاء اور ایذ رسانی کے لئے جو اقدامات کیے اُن سے دینِ حق کو ضعف اور گزند پہنچانا مقصود تھا لیکن نصرت الٰہی سے معاندین کی منفی سرگرمیاں حق کے لیے باعثِ تقویت ثابت ہوئیں۔

ایک طرف تو اہلِ حق حبشہ میں عزت و احترام اور سکون سے زندگی بسر کرنے لگے اور دوسری طرف کفار کے کئی جری اور شجاع پیکر اسلام کی عظمت کا دم بھرنے لگے جس سے باطل کے ایوان لرز اٹھے اور دار الندوہ میں حق کو زیر و زبر کرنے کے لیے نئی تجاویز پر بحث و تمحیص کا آغاز ہو گیا۔

علامہ ابن اسحاق کے مطابق عتبہ بن ربیعہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام پر تبصرہ کرتے ہوئے دیگر سرداروں کو حالات کی نزاکت کا احساس دلاتا ہے کہ دن بدن نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ بڑھتے چلے جا رہے ہیں اگر تم اجازت دو تو میں محمد ﷺ سے کچھ امور پر بات کروں شاید وہ کسی امر پر راضی ہو جائے اور ہمارا پیچھا چھوڑ دے۔

"Utba bin Rabia'a, who was a chief, said one day while he was sitting in the quraysh assembly,... "why should I not go to Muhammad and make some proposals to him which if he accepts in past, we will give him whatever he wants, and he will leave us in peace?" This happened when Hamza had accepted Islam and they saw that the prophet's followers were increasing and multiplying."۸۸

بلاشبہ کفار مکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام سے نفسیاتی طور پر مات کھا چکے

Marfat.com

تھے لیکن چند ایام کے بعد تو انہیں اس سے بڑا صدمہ اٹھانا پڑا جب اُن کے نڈر، بے باک اور صف اول کے جوانمرد جناب عمرؓ نے حق کی اطاعت قبول کر لی۔ نیز عمرو بن عاص اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ شاہِ حبشہ کے دربار میں ذلیل و رسواء ہو کر مکہ لوٹے۔ جس پر باطل نفسیاتی طور پر مرعوب ہو کر سودے بازی کی راہ پر چل نکلا چونکہ حق کا توانا ہونا انہیں کسی صورت بھی قبول نہ تھا اور یقیناً حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام حق کی واضح فتح کا اعلان تھا بقول ابن مسعود رضی اللہ عنہ ''عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا'' اسلام کی فتح تھی۔

علامہ ابن اسحاق فرماتے ہیں:

"ولما قدم عمرو بن العاص وعبد الله بن ابی ربیعة علی قریش، ولم یدرکوا ما طلبوا من اصحاب رسول الله ﷺ، وردھما النجاشی بما یکرھون، وأسلم عمر بن الخطاب، وکان رجلا ذا شکیمة لا یرام ما وراء ظھرہ، امتنع به اصحاب رسول الله ﷺ و بحمزة حتی عاذوا قریشا۔۔۔ قال عبد الله بن مسعود: ان اسلام عمر کان فتحاً۔۔۔" ۸۹

اس سے کفر پر پژمردگی چھا گئی اور حق کو نیچا دکھانے کے لیے پھر مجتمع ہوئے۔

معاندین حق نے اس حوالے سے انتہائی خطرناک سازش تیار کی کہ آپ ﷺ کو ہر قسم کی سودابازی پر آمادہ کیا جائے اور ہر قسم کی پیشکش کی جائے تا کہ آپ ﷺ کے پیروکار بھی دعوتِ حق کی راہ میں لچک کے سبب آپ ﷺ سے متنفر ہو جائیں اور آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں۔ جب کہ دوسری صورت میں کفار کو پروپیگنڈہ کا موقع ہاتھ آ جائے گا کہ ہم نے تو محمد ﷺ کو ہر قسم کی مصالحت کی پیشکش کی اور ہر ممکنہ حل کی دعوت دی لیکن آپ ﷺ کا رویہ بے لچک ہے جو ضد اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کا مشن لوگوں کو باہم تقسیم کر کے فتنہ وفساد برپا کرنا ہے۔

یقیناً قریش نے آپ ﷺ کے لیے زبردست پھندہ تیار کیا تھا لیکن نبی رحمت ﷺ نے احکام الٰہی کی روشنی میں حکمت و تدبر سے معاندین اسلام کے سامنے اپنے

Marfat.com

منصب نبوت کو اجاگر کیا اور قرآن کا پیغامِ حق سنا کر اُن کو عمدہ و احسن طریق سے تنبیہ بھی فرمادی اور بڑی دانش و حکمت سے ان کی یہ بھرپور سازش ناکام بنا دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ﴿٦﴾ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٨﴾ قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٩﴾ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ﴿١٠﴾ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ﴿١١﴾ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿١٢﴾ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ﴿١٣﴾ [90]

"کہہ دو کہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم (ہاں) مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود اللہ واحد ہے تو سیدھے اسی کی طرف متوجہ رہو اور اسی سے مغفرت مانگو۔ اور مشرکوں کے لیے بربادی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی قائل نہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کے لیے (ایسا) ثواب ہے جو ختم ہی نہ ہو۔ کہو کیا تم اس سے انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا۔ اور (بتوں کو) اس کا مدمقابل بناتے ہو۔ وہی تو سارے جہان کا مالک ہے اور اسی نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ بنائے اور زمین میں برکت رکھی اور اس میں سامانِ معیشت مقرر کیا (سب) چار دن

Marfat.com

میں (اور تمام) طلب گاروں کے لیے یکساں۔ پھر دو دن میں سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اس (کے کام) کا حکم بھیجا اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کیا اور (شیطانوں سے) محفوظ رکھا۔ یہ زبردست اور خبردار کے (مقرر کئے ہوئے) اندازے ہیں۔ پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو کہہ دو کہ میں تم کو (ایسی) چنگھاڑ (کے عذاب) سے آگاہ کرتا ہوں جیسے عاد اور ثمود پر چنگھاڑ (کا عذاب آیا تھا)۔"

مخالفین اسلام کی دعوت حق کو روکنے کے لیے جب مختلف تدبیریں ناکارہ ثابت ہوئیں۔ تو انہوں نے محسوس کر لیا کہ یہ کوئی عام تحریک نہیں، چنانچہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دعوتِ اسلام کی نشر و اشاعت سے روکنے کے لیے نئے سرے سے مشاورت کی کہ ہر ممکن طریقے سے آپ ﷺ کو اسلام کے پھیلاؤ سے باز رکھا جائے تا کہ اُن کی سیاسی واقتصادی قیادت اور مذہبی اجارہ داری قائم و دائم رہے۔

مقاصد:

قریش مکہ کی اس پالیسی کے مقاصد حسب ذیل تھے:

۱۔ کفار مکہ کی مختلف ترغیبات کا اصل مُدعا یہ تھا کہ آپ ﷺ تبلیغ اسلام سے کنارہ کش ہو جائیں۔[۹۱]

۲۔ مخالفین کی اس مذموم سازش کا انتہائی گھناونا پہلو یہ بھی تھا کہ کسی شکل میں آپ ﷺ کے رویہ میں لچک پیدا ہوتا کہ وہ لوگوں اور بالخصوص اہل ایمان کو یہ باور کرا سکیں کہ محمد ﷺ کی دعوت کا مقصود دنیا طلبی کے علاوہ کچھ نہیں کیونکہ اس طرح وہ بڑی آسانی سے اہل ایمان کے اندر دراڑ ڈالنے میں کامیابی حاصل کر سکتے تھے۔

۳۔ چونکہ قریش دعوتِ اسلام کی بڑھتی ہوئی شان و شوکت اور قوت و طاقت سے

Marfat.com

لرزاں تھے لہٰذا وہ ایسی راہ نکالنا چاہتے تھے کہ جس سے لوگ اسلام کی طرف مائل نہ ہوں بلکہ اپنے آبائی جاہلی دین پر قائم رہیں جس سے ان کی سیاسی و مذہبی اجارہ داری بحال رہے اور یہ اسی صورت ممکن تھا جب دعوتِ اسلام کی کمزوریاں اور خامیاں اُن کے ہاتھ آ جائیں۔

۴۔ مخالفین اسلام کی اس پالیسی کا ایک نمایاں عنصر یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ اُن کے جاہلی دین کی مخالفت سے باز آ جائیں کیونکہ وہ صدیوں سے اس پر عمل پیرا تھے اور آبائی دین کے حوالے سے بھی اسے شرک کہنے کے تصور سے ہی کانپ اُٹھتے تھے اس لیے وہ ہر قیمت دینے پر آمادہ ہو گئے۔۹۲

۵۔ سودے بازیاں جن کے ذریعے مشرکین کی یہ کوشش تھی کہ اسلام اور جاہلیت دونوں بیچ راستے میں ایک دوسرے سے جا ملیں یعنی کچھ لو اور کچھ دو“ کے اصول پر بعض باتیں مشرکین چھوڑ دیں اور بعض باتیں نبی ﷺ چھوڑ دیں۔۹۳

۶۔ حق و باطل کی اس کشمکش کے نتائج ہر کوئی دیکھ اور سمجھ رہا تھا لہٰذا مشرکین کی یہ ترغیبات حق کو دبانے اور بے اثر کرنے کا موثر حربہ تھیں کیونکہ مخالفین نبی رحمت ﷺ کی غیر معمولی شخصیت اور قرآن حکیم کی بے پناہ تاثیر کے نمایاں اثرات کو ہر صورت زائل کر دینا چاہتے تھے۔ اسی بناء پر کبھی عتبہ بن ربیعہ اور کبھی تمام سردار آپ ﷺ کو اپنے جال میں پھنسانے کی بھرپور تگ و تاز کرتے ہیں۔

8۔ ترغیب اور سازگاری کے حوالے سے طریق کار

معاندین حق نے رسول اکرم ﷺ کو اشاعت اسلام سے باز رکھنے کے لیے ترغیب اور سازگاری کے نام پر کئی حربے اختیار کیے اور ایک حربہ ناکام ہوتے دیکھ کر وہ نیا پینترا بدل کر سامنے آ جاتے کیونکہ وہ ہر ممکن طریقے سے رسول آخر الزماں ﷺ کو اپنے مشن سے ڈگمگانے کا تہیہ کیے ہوتے تھے۔ درحقیقت مخالفین اسلام کی روز افزوں ترقی سے سخت خائف تھے اور وہ اسے ناقابلِ تسخیر قوت بننے سے پہلے ہی بیخ و بن سے اُکھاڑ دینا

Marfat.com

چاہتے تھے لہذا ترغیب اور مصالحت کے نام پر انہوں نے کئی ہتھکنڈے اختیار کیے جو حسب ذیل ہیں:

ا۔ عتبہ بن ربیعہ کی پیشکش:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ قریشی سردار عتبہ بن ربیعہ، قریش کی حمایت پر آپ ﷺ کو ترغیب و سازگاری کی پیشکش کرنے کے لیے آتا ہے تاکہ کسی طرح آپ ﷺ اُن کے دین کی مخالفت چھوڑ دیں، کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ حمزہؓ جیسے بے باک نوجوان بھی مسلمان ہو چکے ہیں اور دن بدن اہل ایمان کی تعداد بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔

عتبہ بن ربیعہ ایک ہمدرد و ناصح کے روپ میں آپ ﷺ کو کئی امور کی پیشکش کرتا ہے کہ یہ جو دعویٰ نبوت تم نے کیا ہے اس سے تمہارا مطلب یہ ہے کہ تم ساری قوم میں سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ یا یہ مطلب ہے کہ سب کے سردار بنو کہ تمہاری اجازت کے بغیر کوئی کام نہ ہو یا تمہارا سلطنت کرنے کا ارادہ ہے تو یہ سب باتیں ہم کر سکتے ہیں مال بھی تم کو اتنا دے سکتے ہیں کہ تم امیر بن جاؤ اور سردار بھی تم کو بنا سکتے ہیں اور سلطنت بھی تم کو دلوا سکتے ہیں اور اگر یہ بات ہے کہ کوئی جن یا آسیب تمہارے سر پر آتا ہے اور تم اس کو دفع نہیں کر سکتے تو ہم سے کہو ہم حکیم کو بُلا کر تمہارا علاج کروا دیتے ہیں کہ تم صحت مند ہو جاؤ گے۔

اس کے جواب میں آپ ﷺ نے سورہ حٰمٓ السجدۃ کی آیات:

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ [94]

”ح، م (یہ کتاب اللہ) رحمٰن و رحیم کی طرف سے اُتری ہے۔ ایسی کتاب جس کی آیتیں واضح (المعانی) ہیں یعنی قرآن عربی ان لوگوں کے لیے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ جو بشارت بھی سناتا ہے اور خوف بھی

Marfat.com

دلاتا ہے لیکن ان میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا اور وہ سنتے ہی نہیں۔
اور کہنے لگے کہ جس چیز کی طرف تم بلاتے ہو اس سے ہمارے دل
پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ یعنی (بہراپن) ہے اور
ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے تو تم (اپنا) کام کرو ہم (اپنا)
کام کرتے ہیں"۔

تلاوت فرمائیں۔ جس پر عتبہ واپس گیا تو وہ عتبہ نہ تھا اس نے قریش سے کہا کہ محمد ﷺ جو کلام پیش کرتے ہیں نہ وہ شعر ہے نہ جادو نہ کہانت، میری رائے ہے کہ تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آ جائیں گے تو یہ تمہاری ہی عزت ہے ورنہ عرب ان کو خود فنا کر دے گا لیکن قریش کہنے لگے کہ اے ابو الولید قسم ہے خدا کی تم پر بھی جادو کر دیا تو عتبہ نے کہا کہ میری جو رائے تھی میں نے کہہ دی اب جو تمہارا جی چاہے کرو۔ ۹۵

یقیناً حرص و لالچ کا یہ بدترین حربہ تھا جو کسی خیر خواہی کی بناء پر ہرگز اختیار نہ کیا گیا تھا بلکہ اس کے پیچھے کفار کی انتہائی معاندانہ فکر کا عمل دخل تھا جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے مسند عبد بن حمید کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت نقل کی ہے:

"ایک دن قریشیوں نے جمع ہو کر آپس میں مشاورت کی کہ جادو، کہانت اور شعر و شاعری میں جو سب سے زیادہ ہو اسے ساتھ لے کر اس شخص کے پاس چلیں جس نے ہماری جماعت میں تفریق ڈال دی اور ہمارے دین میں عیب نکالنا شروع کر دیا ہے۔ وہ اس (یعنی آپ ﷺ) سے مناظرہ کرے اور اسے ہرا دے اور لاجواب کر دے۔ سب نے کہا کہ ایسا شخص تو ہم میں بجز عتبہ بن ربیعہ کے اور کوئی نہیں۔ چنانچہ اپنی قوم کی متفقہ خواہش پر وہ حضورؐ کے پاس آیا"۔ ۹۶

کفارِ مکہ نے جب دیکھا عتبہ بن ربیعہ تو خود محمد ﷺ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہے اور اعلانیہ آپ ﷺ کے کلام کو معجز اور کہانت، شعر اور جادو سے مبرا قرار

Marfat.com

دے رہا ہے تو انہوں نے خود اجتماعی طور پر آپ ﷺ کو ملنے اور کج بحثی سے آپ ﷺ کو عاجز کرنے کی ٹھان لی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں:

"قال: اجتمعوا عند غروب الشمس بعد ظهر الكعبة، ثم قال بعضهم لبعض: ابعثوا الى محمد كلموه وخاصموه حتى تعذروا فيه، فبعثوا اليه" 97

(اُس نے کہا تم غروب آفتاب کے وقت کعبہ کے پاس جمع ہو جانا پھر انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ محمد ﷺ کی طرف پیغام بھیجو اُن سے بات کرو اور اُن سے بحث کرو یہاں تک کہ آپ ﷺ کو اس معاملہ میں مجبور کردو پس انہوں نے آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیج دیا)۔

۲۔ قریش کی آپ ﷺ سے اجتماعی سودے بازی کی ناکام سعی:

قریش کی بدبختی ملاحظہ کیجئے کہ آپ ﷺ اُن کی ہدایت کے شدید متمنی ہیں اور عتبہ بن ربیعہ کو براہ راست یہ بتا دیا کہ رسول ہر قسم کی حرص و ہوا سے مبرا ہو کر صرف لوگوں کو بھلائی کے پیش نظر رہنمائی کرنے آتے ہیں لیکن قریشی سرداروں پر آپ ﷺ کی عداوت کا بھوت سوار ہے وہ کسی بھی طرح آپ ﷺ کو پیغامِ حق سے باز رکھنے کی سرتوڑ کوششوں میں مصروف ہیں اور پھر آبائی دین کی اہمیت کو اجاگر کر کے آپ ﷺ کے سامنے مال، سرداری اور علاج و معالجہ کی غیر ضروری ترغیبات رکھتے ہیں۔

"ـــــ فان كنت انما جئت بهذا الحديث تطلب به مالا، جمعنا لك من أموالنا حتى تكون أكثرنا مالا وان كنت انما تطلب به الشرف فينا، فنحن نسودك علينا، وان كنت تريد به ملكا ملكناك علينا، وان كان هذا الذى يأتيك رئيا تراه

Marfat.com

قد غلب علیك، وكانوا يسمون التابع من الجن رئيا، فربما كان ذلك، بذلنا لك أموالنا في طلب الطب لك حتى نبرئك منه أو نعذر فيك" ۹۸

(پس اگر آپ ﷺ اس دعوت کے ذریعے مال کا ارادہ رکھتے ہیں تو ہم آپ ﷺ کے لئے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپ ﷺ ہم سے سب سے زیادہ مال دار بن جائیں گے اور اگر اس کے ذریعے آپ ﷺ سرداری کے طالب ہیں تو ہم آپ ﷺ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اگر آپ ﷺ اس کے ذریعے بادشاہی کے خواہش مند ہیں تو ہم آپ ﷺ کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اور اگر آپ ﷺ پر کسی جن کا اثر ہے تو ہم آپ ﷺ کے علاج کے لئے اپنے اموال خرچ کریں گے یہاں تک کہ آپ ﷺ شفا پا جائیں یا ہم آپ ﷺ کو معذور قرار دیں)

یقیناً اتنی بڑی ترغیبات قریش کی نگاہوں میں بڑی اہمیت کی حامل تھیں لیکن رسول رحمت ﷺ کی نگاہ میں ان سب اشیاء کی حقیقت اور وقعت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ تھی لہٰذا آپ ﷺ نے کلیتاً انکار کرتے ہوئے واضح فرمایا:

"ما بی ما تقولون، ما جئت بما جئتكم به أطلب أموالكم، ولا الشرف فيكم، ولا الملك عليكم، ولكن الله بعثني اليكم رسولا، وانزل علی كتابا، وأمرني أن أكون لكم بشيرا و نذيرا، فبلغتكم رسالات ربي، ونصحت لكم، فان تقبلوا مني ما جئتكم به، فهو حظكم في الدنيا والآخرة، وان تردوه علی أصبر لأمر الله حتى يحكم الله بيني و بينكم" ۹۹

(جو کچھ تم کہہ رہے ہو اُن میں سے کوئی بات بھی نہیں ہے میں تمہارے پاس تمہارا مال طلب کرنے نہیں آیا نہ تم پر سرداری کے لئے

Marfat.com

، نہ تم پر بادشاہی کے لیے، اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ مجھ پر کتاب نازل فرمائی اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بن جاؤں۔ پس میں نے تم تک اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اور تمہاری خیر خواہی کی ہے پس اگر تم میری طرف سے اسے قبول کرلو تو یہ دنیا اور آخرت میں تمہارا حصہ ہے اور اگر تم اسے میری طرف لوٹا دو تو میں اللہ کے حکم کی وجہ سے اس پر صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے درمیان اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے۔)

۳۔ قریش کے مصالحتی وفود کی ''کچھ لو کچھ دو'' کی پالیسی:

جب کفارِ مکہ نے دیکھا کہ محمد ﷺ نے اُن کی ہر قسم کی ترغیبات کو نہ صرف قبول کرنے سے یکسر انکار کر دیا ہے بلکہ اشاعتِ حق پر بھی استقامت کا عندیہ دیا ہے تو انہوں نے مصالحت کی نئی تراکیب پر غور و خوض شروع کر دیا کیونکہ وہ دین اسلام کی وسعت اور نشر و اشاعت کو ٹھنڈے پیٹوں ہرگز برداشت کرنے پر تیار نہ تھے۔

چنانچہ مشرکین نے نئی تجاویز پر مصالحت کی بھرپور تگ و دو شروع کر دی اور یوں لگتا ہے کہ تمام قریشی سرداروں نے یہ طے کرلیا کہ آپ ﷺ سے جہاں بھی ملاقات ہو سب ایک ہی طرز کی گفتگو کر کے آپ ﷺ کو کسی طرح اپنے باطل معبودوں کے حق میں نرم رویہ رکھنے پر آمادہ کریں۔

عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ قریش کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا ہم آپ ﷺ کو اتنا مال دے دیتے ہیں کہ آپ مکہ کے سب سے زیادہ دولت مند آدمی بن جائیں، آپ ﷺ جس عورت کو پسند کریں اس سے آپ ﷺ کی شادی کیے دیتے ہیں، ہم آپ کے پیچھے چلنے کے لیے تیار ہیں، آپ بس ہماری یہ بات مان لیں کہ ہمارے معبودوں کی بُرائی کرنے سے باز رہیں۔ اگر یہ آپ کو منظور نہیں تو ہم ایک اور تجویز

Marfat.com

آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جس میں آپ کی بھی بھلائی ہے اور ہماری بھی۔ حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ایک سال آپ ﷺ ہمارے معبودوں لات اورعزیٰ کی عبادت کریں اور ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ اس پر یہ وحی نازل ہوئی۔[100]

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝ [101]

"(اے پیغمبر ﷺ ان منکرانِ اسلام سے) کہہ دو کہ اے کافرو! جن (بتوں) کو تم پوجتے ہو ان کو میں نہیں پوجتا اور جس (اللہ) کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے اور جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کی میں پرستش کرنے والا نہیں ہو اور نہ تم اس کی بندگی کرنے والے ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں"۔

حافظ ابن کثیر نے عبد بن حمید کی ایک روایت نقل کی ہے کہ مشرکین نے کہا اگر آپ ﷺ ہمارے معبودوں کو قبول کر لیں تو ہم بھی آپ ﷺ کے خدا کی عبادت کریں گے۔[102]

ابن اسحاق لکھتے ہیں:

"ایک بار رسول اللہ ﷺ کعبہ کا طواف فرما رہے تھے کہ اسود بن مطلب، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور عاص بن وائل سہمی نے یہ سب قوم کے عمر رسیدہ لوگ تھے، آپ ﷺ کے سامنے آئے اور کہا اے محمد: آؤ ہم تمہارے خدا کی پرستش کریں جس کی تم پرستش کرتے ہو اور تم ہمارے بتوں کی پرستش کرو جن کی ہم پرستش کرتے ہیں۔ اگر تم حق پر ہو تو تمہارے خدا کی پرستش ہم کو فائدہ ہوگا اور اگر ہم حق پر ہیں تو ہمارے بتوں کی پرستش سے تم کو فائدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

اس نسبت یہ سورۃ نازل فرمائی"۔ ۱۰۳

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝ ۱۰۴

"(اے پیغمبر ﷺ ان منکرانِ اسلام سے) کہہ دو کہ اے کافرو! جن (بتوں) کو تم پوجتے ہو ان کو میں نہیں پوجتا اور جس (اللہ) کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے اور جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کی میں پرستش کرنے والا نہیں ہو اور نہ تم اس کی بندگی کرنے والے ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں"۔

کفار کی باہمی مصالحت کی فکر کا راستہ بند کرنے کے متعلق مولانا مودودی لکھتے ہیں:

"ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک ہی مجلس میں نہیں بلکہ مختلف اوقات میں مختلف مواقع پر کفار قریش نے حضور ﷺ کے سامنے اس قسم کی تجویزیں پیش کی تھیں اور اس بات کی ضرورت تھی کہ ایک دفعہ دو ٹوک جواب دے کر اُن کی اس اُمید کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ دین کے معاملہ میں کچھ دو اور کچھ لو کے طریقے پر ان سے کوئی مصالحت کر لیں گے"۔ ۱۰۵

اس طرح مشرکین مکہ کو جہاں بھی موقع میسر آیا انہوں نے آپ ﷺ کو دعوت حق کی ترویج سے ہر ممکن روکنے کی سعی کی چنانچہ جناب ابو طالب کی وفات سے قبل بھی کفار باقاعدہ پلاننگ کے ساتھ آ کر جناب ابو طالب سے گفت و شنید کرتے ہیں کہ اپنے بھتیجے کے ساتھ کسی طرح ہمارا کوئی تصفیہ کرا دیں اور خود ہی قریش نے یہ تجویز دی کہ وہ ہمارے معبودوں کو بُرا نہ کہے اور ہم آپ ﷺ سے کوئی سروکار نہ رکھیں۔ جس پر جناب ابو طالب نے آپ ﷺ کو بُلا کر کفار کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ علامہ ابن اسحاق فرماتے ہیں:

Marfat.com

"…. You know the trouble that exists between us and your nephew, so call him and let us make an agreement that he will leave us alone and we will leave him alone, Let him have his religion and we will have ours." ۱۰۶

اس پر جناب ابو طالب آپ ﷺ کو بلا کر فرماتے ہیں کہ یہ اشراف قوم آپ ﷺ سے کچھ معاملہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا، بہتر ہوتا اگر یہ ایک کلمہ کہہ دیتے جس پر یہ تمام عرب کے مالک بن جائیں گے اور تمام عجم میں ان ہی کا دین پھیلے گا "لا الہ الا اللہ" کہو اور اس کے سوا سب کی پرستش سے دستکش ہو جاؤ، جس پر سب نے تالیاں بجائیں اور تعجب کیا اور کہنے لگے کہ واللہ جس بات کو تم چاہتے ہو یہ شخص ہرگز تم کو نہ دے گا پس چلو اور اپنے آبائی دین پر قائم رہو۔

"They clapped their hands and said, "Do you want to make all the gods into one God, Muhammad? That would be an extra ordinary thing. Then they said one to another, 'This fellow is not going to give you anything you want, so go and continue with the religion of your fathers until God judge between us. ۱۰۷

۴۔ اہل ایمان کی حوصلہ شکنی کی سازش:

مصالحت کے نام پر مشرکین مکہ نے دعوتِ اسلامی میں انتشار و افتراق کے لیے ایک ترکیب یہ بھی تراشی کہ اگر آپ ﷺ اپنے حلقے سے ہمارے معاشرے کے حقیر لوگوں، ہمارے غلاموں اور کمیروں کو نکال دیں تو پھر ہم آپ ﷺ کے پاس آ کے بیٹھیں گے اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو بھی سنیں گے۔

"قریش کے بڑے لوگ نبی ﷺ کے پاس گئے اس وقت آپ ﷺ کی مجلس میں صہیب رضی اللہ عنہ، بلال رضی اللہ عنہ، خباب رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ تھے انہیں دیکھ کر یہ لوگ کہنے

Marfat.com

لگے دیکھو تو ہمیں چھوڑ کر کن کے ساتھ بیٹھے ہیں تو درج ذیل آیات نازل ہوئیں: ۱۰۸

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ ۱۰۹

"اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں اور اس کی ذات کے طالب ہیں ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالو ان کے حساب (اعمال) کی جواب دہی تم پر کچھ نہیں۔ اور تمہارے حساب کی جواب دہی ان پر کچھ نہیں۔ (پس ایسا نہ کرنا) اگر ان کو نکالو گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے۔ اور اسی طرح ہم نے بعض کی بعض سے آزمائش کی ہے کہ (جو دولت مند ہیں غریبوں کی نسبت) کہتے ہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں سے فضل کیا ہے (اللہ نے فرمایا) بھلا اللہ شکر کرنے والوں سے واقف نہیں؟"

یہی ابن جریر طبری کی روایت ہے:

"کہ ان لوگوں اور ان جیسے اوروں کو حضور ﷺ کی مجلس میں دیکھ کر مشرک سرداروں نے یہ بھی کہا کہ یہی لوگ رہ گئے ہیں کہ اللہ نے ہم میں سے چن چن کر انہی پر احسان کیا ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ بے زر، بے سہارا لوگ بھی ہم امیروں، رئیسوں کے برابر بیٹھیں؟ دیکھئے حضرت اگر آپ انہیں اپنی مجلس سے نکال دیں تو ہم آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھ سکتے ہیں۔ اس پر آیات نازل ہوئیں۔ ۱۱۰

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ

Marfat.com

عَلَيْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ [۱۱۱]

کفارِ مکہ کی اس چال کے مقاصد پر نعیم صدیقی یوں رقمطراز ہیں:

''واقعہ یہ نہ تھا کہ ان کے دل تحریک اسلامی کی خدمت کے لیے مضطرب تھے بلکہ منشاء یہ تھا کہ وہ نوجوان جو مجنونانہ وار سچائی کے پیغام کا علم اُٹھا رہے تھے جو اپنے مفادات قربان کر رہے تھے اور جو ہر قسم کی مصیبتوں کو سہار کر اپنا کردار ادا کر رہے تھے اور وہ کہ جن کی ایک ایک سانس اپنے مقدس مشن کی خدمت کے لیے وقف تھی ان کی حوصلہ شکنی کرائی جائے اور ان کی خدمات سے اس مشن کو محروم کرایا جائے''۔[۱۱۲]

یقیناً اگر قریشی سردار اپنے جذبہ میں صادق ہوتے تو آپ ﷺ پر ایسی تعلیمات نازل ہوتیں جن سے کفار بھی فائدہ اٹھا سکتے لیکن کفار کا یہ سارا کاروبار محض دعوت اسلام کے سچے پیروکاروں اور داعیٔ حق کے درمیان نفرت کے بیج بونا تھا تاکہ دعوت حق کمزور وناتواں بن کر اُن کے لیے ترنوالہ ثابت ہو۔

۵۔ قرآن میں تبدیلی کا مطالبہ:

جب قریش کی یہ ترکیب بھی ناکام ثابت ہوئی تو وہ مایوس نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے پینترے بدل کر اور باتوں کا مطالبہ کر دیا۔ یہ بات خوب ذہن نشین رہے کہ کفار کا مصالحت کے پیچھے کوئی نیک مقصد کارفرما نہ تھا بلکہ وہ تو صرف آپ ﷺ کو راہِ حق سے دور کر دینا چاہتے تھے کیونکہ آپ ﷺ بالخصوص جو قرآنی آیات اُن کے باطل معبودوں سے متعلق سناتے وہ ان کے لیے ناقابل برداشت تھیں۔ اسی لیے کفار نے خواہش کی کہ یہ قرآن ہمیں کسی صورت قبول نہیں ہاں اگر اس کو بدل لاؤ یا اور کوئی قرآن لاؤ تو ہم تسلیم کر

Marfat.com

لیں گے۔

ارشادِ ربانی ہے:

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ[113]

''اس کے سوا کوئی اور قرآن (بنا) لاؤ یا اس کو بدل دو''۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

''مکے کے کفار کا بغض دیکھئے کہ قرآن سن کر کہنے لگے، اسے تو بدل لا۔ بلکہ کوئی اور ہی لا''۔[114]

۶۔ بیحرۃ بن فراس کی پیشکش:

اسی طرح جب آپ ﷺ قبائل عرب کو دعوتِ اسلام کے لیے کوشاں ہوئے تو کئی ایک لوگوں نے آپ ﷺ سے سودا بازی کی سعی کی چونکہ وہ لوگ بھی دنیوی اغراض و مقاصد کے حصول کی بناء پر دعوتِ حق کی نصرت و حمایت کرنا چاہتے تھے جس پر آپ ﷺ نے اُن کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ ابن اسحاق کے مطابق:

''آپ ﷺ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس آئے اور اُن کو بھی دعوت دی تو اُن میں سے ایک شخص بیحرۃ بن فراس نے کہا واللہ اگر میں اس جواب کو قریش سے لے لوں تو پھر تمام عرب کو نگل جاؤں اور پھر اُنہوں نے نبی ﷺ سے کہا کہ یہ بتلاؤ اگر ہم تمہارے تابع ہوں اور پھر خدا تم کو تمہارے مخالفین پر غالب کر دے تو پھر تمہارے بعد ہم تمہارے جانشین ہوں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بات خدا کے قبضہ میں ہے وہ جس کو چاہے گا دے گا۔ اس پر بیحرۃ بن فراس نے کہا تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ اب تو ہم تمہاری طرف ہو کر تمام عرب کے سامنے سینہ سپر کریں اور پھر تمہارے بعد اور لوگ تمہارے خلیفہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ کو تیری حمایت کی کچھ ضرورت

Marfat.com

نہیں ہے غرضیکہ اس قبیلہ نے بھی انکار کر دیا"۔ [115]

درحقیقت مخالفین و معاندین حق آپ ﷺ کے فلاحی و اصلاحی انقلاب کے مقاصد کو سبوتاژ کرنا چاہتے تھے اسی بنا پر وہ مختلف النوع ناپاک ارادوں کو لے کر آپ ﷺ سے سودے بازی کرنا چاہتے تھے۔

9۔ قرآن حمید کی ہدایات

مالک و خالق کائنات نے رسول اکرم ﷺ کو کفار و مشرکین کی ہر قسم کی منفی سرگرمیوں کے داؤ پیچ سے محفوظ و مامون رکھا اور آپ ﷺ پر ایسی جامع ہدایات و تعلیمات کا سلسلہ جاری فرمایا جس سے آپ ﷺ نے ہر قسم کے کڑے آزمائشی حالات میں بھی مخالفین کی سازشوں کو ناکام بنایا اور ہر مرحلہ پر سرخرو ٹھہرے۔

ا۔ مداہنت فی الدین حرام ہے:

معاندین کی ترغیب و سازگاری کا پالیسی جو محض ایک فریب اور مکر تھا اس سے آپ ﷺ کو بخوبی آگاہ کر دیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے:

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ۝ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝ [116]

"تو تم جھٹلانے والوں کا کہنا نہ ماننا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ تم نرمی اختیار کرو تو یہ بھی نرم ہو جائیں"۔

حافظ ابن کثیر اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے نبی ﷺ جو نعمتیں ہم نے تجھے دیں جو صراط مستقیم اور خلق عظیم ہم نے تجھے عطا فرمایا اب آپ ﷺ کو چاہیے کہ ہماری نہ ماننے والوں کی آپ ﷺ نہ مانیں، ان کی تو عین خوشی ہے کہ آپ ﷺ ذرا نرم پڑیں تو یہ کھیل کھیلیں اور یہ بھی مطلب ہے کہ یہ چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ ان کے معبودان باطلہ کی طرف کچھ تو رُخ کریں حق سے ذرا سا تو ادھر اُدھر

Marfat.com

ہو جائیں''۔ ۱۱۷

مفتی شفیع اس آیات سے مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ کفار و فجار کے ساتھ یہ سودا کر لینا کہ ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے تم ہمیں کچھ نہ کہو، یہ مداہنت فی الدین اور حرام ہے''۔ ۱۱۸

صاحب تدبر قرآن یوں رقمطراز ہیں:

''یہ ان مکذبین کی مخالفت کے اصل سبب سے پردہ اُٹھایا ہے کہ ان کی یہ ساری تگ و دو اس مقصد سے ہے کہ تم اپنے رویہ میں لچک پیدا کرو تو یہ بھی نرم پڑ جائیں۔۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی یہ مخالفت اپنے دینِ جاہلی کے ساتھ کسی اخلاص پر مبنی نہیں ہے بلکہ یہ محض ایک قسم کی BARGAINING کی کوشش ہے۔ جب تک انہیں توقع ہے کہ وہ تمہیں دبانے میں کچھ کامیاب ہو جائیں گے ان کی یہ کوشش جاری رہے گی، جب یہ توقع ختم ہو جائے گی ان کا حوصلہ پست ہو جائے گا''۔ ۱۱۹

پھر سورہ الکفرون میں خصوصی ہدایات سے نواز گیا تا کہ کفار کی ہر آس ٹوٹ جائے اور وہ قیامت تک ایمان والوں سے بھی مایوس ہو جائیں کہ دین میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں۔

"لأنه لكم دينكم الذى لا تتركونه مع انه باطل، ولى دينى، ودينى هو الدين الحق الذى أنا عليه، وانا لا اترك دينى ابدًا" ۱۲۰

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

''یہ مذہبی رواداری کی تلقین کے لیے نازل نہیں ہوئی تھیں بلکہ اس لیے نازل ہوئی تھی کہ کفار کے دین اور اُن کی پوجا پاٹ اور اُن کے معبودوں سے قطعی برأت، بیزاری اور لاتعلقی کا اعلان کر دیا جائے اور انہیں بتا دیا جائے کہ دین کفر اور دین اسلام ایک دوسرے سے

Marfat.com

بالکل الگ ہیں، اُن کے باہم مل جانے کا سرے سے کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔۔ تمام مسلمانوں کو قیامت تک کے لیے یہ تعلیم دے دی گئی ہے کہ دین کفر جہاں جس شکل میں بھی ہے ان کو اس سے قول اور عمل میں برأت کا اظہار کرنا چاہیے اور بلا رورعایت کہہ دینا چاہیے کہ دین کے معاملہ میں وہ کافروں سے کسی قسم کی مداہنت یا مصالحت نہیں کر سکتے"۔[۱۲۱]

صفی الرحمٰن مبارکپوری کے مطابق:

"اس فیصلہ کن جواب کے ذریعے ان کی مضحکہ خیز گفت وشنید کی جڑ کاٹ دی گئی"۔[۱۲۲]

۲۔ مخالفین کی چالوں سے بچنے کے لیے خصوصی تاکید:

چونکہ مخالفین مصالحت آمیزی سے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے کوشاں تھے اس لیے اس نازل صورتِ حال میں قرآن حکیم میں حضور اکرم ﷺ کو ان سودا بازیوں کے مقابلے پر مضبوط رکھنے کے لیے پے در پے آگاہ فرمایا گیا۔ ارشاد ہے:

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝ [۱۲۳]

"اور اے پیغمبر جو وحی ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے قریب تھا کہ یہ (کافر) لوگ تم کو اس سے بچلا دیں تا کہ تم اس کے سوا اور باتیں ہماری نسبت بنا لو اور اس وقت وہ تم کو دوست بنا لیتے اور اگر ہم تم کو ثابت قدم نہ رہنے دیتے تو تم کسی قدر ان کی طرف مائل ہونے ہی لگے تھے۔ اس وقت ہم تم کو زندگی میں بھی (عذاب کا) دونا اور

Marfat.com

مرنے پر بھی دونا مزہ چکھاتے۔ پھر تم ہمارے مقابلے میں کسی کو اپنا مددگار نہ پاتے"۔

حافظ ابن کثیر اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"مکار و فجار کی چالاکیوں سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے رسول ﷺ کو بچاتا رہا آپ ﷺ کو معصوم اور ثابت قدم ہی رکھا خود ہی آپ کا ولی و ناصر رہا۔ اپنی ہی حفاظت اور صیانت میں ہمیشہ آپ کو رکھا، آپ ﷺ کی تائید اور نصرت برابر کرتا رہا۔ آپ ﷺ کے دین کو دنیا کے تمام دینوں پر غالب کر دیا۔ آپ کے مخالفین کے بلند بانگ ارادوں کو پست کر دیا"۔ [۱۲۴]

۳۔ کلام الٰہی میں تغیر و تبدل کے حوالے سے ہدایات:

چونکہ قرآنی تعلیمات میں بغیر لگے لپٹے معبودانِ باطل اور اُن کی پرستش کرنے والوں کا بدترین انجام مذکور تھا جسے آپ ﷺ ہر جگہ تلاوت کر کے کفار کو صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی تلقین کرتے تو کفار نے حتی المقدور کوشش کی کہ کسی طرح آپ ﷺ اس قسم کی تعلیمات کو نکال باہر کریں یا پھر اُن کی خواہش کے مطابق کوئی ہدایات لے کر آئیں تو یقیناً مشرکین اپنے طرزِ عمل میں تبدیلی لا کر آپ ﷺ کی ہدایات سنیں گے اور عمل کریں گے جس پر آپ ﷺ کو ہدایات دی گئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗءِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ [۱۲۵]

"اور جب انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کیا اُمید نہیں وہ کہتے ہیں کہ (یا تو) اس کے سوا کوئی اور

Marfat.com

قرآن (بنا) لاؤ یا کہہ اس کو بدل دو۔ کہہ دو کہ مجھ کو اختیار نہیں ہے کہ اسے اپنی طرف سے بدل دوں میں تو اسی حکم کا تابع ہوں جو میری طرف آتا ہے اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے سخت دن کے عذاب سے خوف آتا ہے۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو (نہ تو) میں ہی یہ کتاب تم کو پڑھ کر سناتا اور نہ وہی تمہیں اس سے واقف کرتا۔ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر رہا ہوں (اور کبھی ایک کلمہ بھی اس طرح کا نہیں کہا) بھلا تم سمجھتے نہیں"۔

یعنی یہ کہ کلام الٰہی میں تغیر و تبدیلی میری قوت و بساط سے باہر ہے لہٰذا ان مبنی بر حقائق اور نظریات میں کسی قسم کی تبدیلی ناممکن ہے بلکہ میں تو خود اس مقدس پیغام کا پابند ہوں اور اس سے کسی قسم کا انحراف نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہوئے بڑے دن کے عذاب کا خدشہ لگا ہوا ہے۔

نیز آپ ﷺ ان کو آگاہ فرما دیں کہ اگر میرا مالک چاہتا تو میں یہ قرآن اور اس کی تعلیمات و ہدایات کو تمہارے سامنے ہرگز پیش نہ کرتا اور نہ وہ خود تمہیں اس سے خبردار کرتا۔ کیا تم اس بات کو نہیں سمجھتے کہ میں تم میں اپنی بڑی عمر اس سے پہلے بھی گزار چکا ہوں لہٰذا تم سمجھ جاؤ یہ مشن میرا ذاتی نہیں بلکہ میں مالک کائنات کی طرف سے یہ پیغام حق پہنچا رہا ہوں۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"دیکھو اس بات کی دلیل یہ کیا کم ہے؟ کہ میں ایک بے پڑھا لکھا شخص ہوں تم لوگ استاد کلام ہو لیکن پھر بھی اس کا معارضہ اور مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میری صداقت و امانت کے تم خود بھی قائل ہو میری دشمنی کے باوجود تم آج تک مجھ پر انگلی نہیں رکھ سکے"۔ [۱۲۶]

۴۔ غرباء و فقرا محبوب باری تعالیٰ ہیں:

Marfat.com

آپ ﷺ کو خصوصی تاکید فرمائی جارہی ہے کہ ان مخلص اور سچے پیروکاروں کو اپنے سے الگ نہ فرمایئے گا اور نہ ہی ان کو حقیر جانیے گا کیونکہ یہ طالبانِ حق ہیں جب کہ یہ کفار تو ایسی سازش بُن رہے ہیں جس کے ذریعے سے ان جانثاروں کو آپ ﷺ سے دور کر کے آپ ﷺ کی جماعت میں نہ صرف انتشار برپا کر دیں بلکہ دعوتِ حق کو بھی جڑ سے اکھاڑ دینا چاہتے ہیں کیونکہ یہ سب بغض و حسد کی بنا پر کہہ رہے ہیں لہذا آپ ﷺ ان کو اپنے پاس آنے پر سلامتی اور رحمت الٰہی کی اُمید دلائیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۭ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا جَاۗءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْۗءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ [127]

"اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں اور اس کی ذات کے طالب ہیں ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالو ان کے حساب (اعمال) کی جواب دہی تم پر کچھ نہیں۔ اور تمہارے حساب کی جواب دہی ان پر کچھ نہیں۔ (پس ایسا نہ کرنا) اگر ان کو نکالو گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے۔ اور اسی طرح ہم نے بعض کی بعض سے آزمائش کی ہے کہ (جو دولت مند ہیں غریبوں کی نسبت) کہتے ہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں سے فضل کیا ہے (اللہ نے فرمایا) بھلا اللہ شکر کرنے والوں سے واقف نہیں۔ اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو (ان سے) سلام علیکم کہا کرو اللہ نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کر

Marfat.com

لیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور نیکو کار ہو جائے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

اسی قسم کی تاکید کا ذکر سورہ الکہف میں بھی کیا گیا ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ ۱۲۸

"اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں ان کے ساتھ صبر کرتے رہو اور تمہاری نگاہیں ان میں سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں۔ کہ تم آرائش زندگانی دنیا کے خواستگار ہو جاؤ اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہنا نہ ماننا"۔

نادار اصحابؓ کی شان ملاحظہ ہو کہ خود آپ ﷺ کو ذکر الٰہی میں مستغرق اور رضائے الٰہی کے متمنی اہل ایمان کے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور اس پر انھیں صبر کی تلقین بھی کی گئی ہے۔

پھر فرمایا: ان سے تیری آنکھیں تجاوز نہ کریں، ان یاد اللہ کرنے والوں کو چھوڑ کر مالداروں کی تلاش میں نہ لگ جانا جو دین سے برگشتہ ہیں، عبادت سے دور ہیں اور جن کی برائیاں بڑھ گئیں، جن کے اعمال حماقت کے ہیں تو ان کی پیروی نہ کرنا، ان کے طریقے کو پسند نہ کرنا، ان پر رشک بھری نگاہیں نہ ڈالنا، ان کی نعمتیں للچائی ہوئی نظروں سے نہ دیکھنا۔

حافظ ابن کثیرؒ نے اس حوالے سے ابن عباسؓ کا قول اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے:

"ولا تجاوزهم الى غيرهم، يعنى تطلب بدلهم أصحاب الشرف والثروة "ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا" اى

Marfat.com

شغل عن الدين عبادة ربه بالدنيا "وكان امره فرطاً" اى اعماله و افعاله سفه و تفريط و ضياع، ولا تكن مطيعاً ولا محباً لطريقته، ولا تغبطه بما هو فيه" ۲۹؎

یہ تعلیمات اہل ایمان کے لیے ہوا کا تازہ جھونکا ثابت ہوئیں۔

10۔ نبوی ﷺ حکمت عملی

اہل باطل کی ترغیبات وتحریصات کے جواب میں رسول کریم ﷺ کا طرزِ عمل انتہائی باوقار اور پُرشکوہ رہا۔ باطل قوتوں کا حقیقی ہدف چونکہ نبی رحمت ﷺ کی ذات اقدس تھی اور وہ سب آپ ﷺ کے اخلاق وکردار سے بخوبی آگاہ ہونے کے باوجود اپنے قدیم مذہبی، سیاسی اور معاشی نظام کو بچانے کے لیے آپ ﷺ کے سامنے مصالحت، سازگاری اور افہام وتفہیم کی مختلف صورتیں پیش کرتے ہیں تاکہ آپ ﷺ سے کسی نہ کسی صورت کوئی سمجھوتہ ہو جائے اور داعی حق ﷺ اپنی دعوت وتبلیغ کا سلسلہ بند کر دیں۔

چنانچہ کفار نے مختلف ترغیبات کے ذریعے اشاعتِ حق پر اثر انداز ہونے کے لیے متعدد انفرادی واجتماعی وفود خدمتِ نبوی ﷺ میں بھیج کر آپ ﷺ کو راہِ حق سے ڈگمگا دینے کی بھرپور سعی کی لیکن رسول اکرم ﷺ نے کمال حکمت و دانائی سے اُن کے سامنے دعوتِ حق اور اپنی حقیقت منکشف کر کے اسلام کی طرف مائل کرنے کی کاوش فرمائی اور اُن کے ناپاک عزائم پر سخت تنبیہ فرمائی۔

ا۔ مخالفین کی ترغیبات پر عدم دلچسپی کا اظہار:

چنانچہ عتبہ بن ربیعہ جیسے مدبر سردار کی سیم وزر، سرداری وسلطنت اور عیش وعشرت کی پیشکش کو تحمل وبردباری سے سماعت فرما کر اپنا حقیقی منشور اُس کے سامنے پیش کر دیا۔

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا

Marfat.com

وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ قُلْ إِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى
إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ط وَوَيْلٌ
لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝
إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ قُلْ أَئِنَّكُمْ
لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْأَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ
أَنْدَادًا ط ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا
وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ أَقْوَاتَهَا فِيْٓ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ ط سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝
ثُمَّ اسْتَوٰٓى إِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا
أَوْ كَرْهًا ط قَالَتَآ أَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ
وَأَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ أَمْرَهَا ط وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ق
وَحِفْظًا ط ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ فَإِنْ أَعْرَضُوْا فَقُلْ
أَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ 130

"ح۔م (یہ کتاب اللہ) رحمٰن ورحیم (کی طرف) سے اُتری ہے۔ (ایسی) کتاب جس کی آیتیں واضح (المعانی) ہیں (یعنی) قرآن عربی ان لوگوں کے لیے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ جو بشارت بھی سناتا ہے اور خوف بھی دلاتا ہے لیکن ان میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا اور وہ سنتے ہی نہیں۔ اور کہنے لگے کہ جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ (یعنی بہرا پن) ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے۔ تو تم (اپنا) کام کرو ہم (اپنا) کام کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم (ہاں) مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود اللہ واحد ہے تو سیدھے اسی کی طرف متوجہ رہو اور اسی سے مغفرت مانگو۔ اور مشرکوں کے لیے بربادی ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی قائل

Marfat.com

نہیں ۔جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کے لیے (ایسا) ثواب ہے جو ختم ہی نہ ہو۔ کہو کیا تم اس سے انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا۔ اور (بتوں کو) اس کا مد مقابل بناتے ہو۔ وہی تو سارے جہان کا مالک ہے۔ اور اسی نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ بنائے اور زمین میں برکت رکھی اور اس میں سامان معیشت مقرر کیا (سب) چار دن میں (اور تمام) طلبگاروں کے لیے یکساں۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا تو اس نے اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں آؤ (خواہ) خوشی سے خواہ ناخوشی سے ۔انہوں نے کہا کہ ہم خوشی سے آتے ہیں۔ پھر دو دن میں سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اس (کے کام) کا حکم بھیجا اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (یعنی ستاروں) سے مزین کیا اور (شیطانوں سے) محفوظ رکھا ۔ یہ زبردست (اور) خبردار کے (مقرر کیے ہوئے) اندازے ہیں۔ پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو کہہ دو کہ میں تم کو (ایسی) چنگھاڑ (کے عذاب) سے آگاہ کرتا ہوں جیسے عاد اور ثمود پر چنگھاڑ (کا عذاب آیا تھا)۔"

اس طرح نبی کریم ﷺ نے معاندین حق کی ترغیبات سے مکمل اعراض برتا تا کہ انہیں دعوتِ اسلام کی شان وشوکت کا پیغام ملے اور وہ جان لیں کہ دین کے بدلے کائنات کی سلطنت اور مال و دولت نبی ﷺ کے لیے پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔

یقیناً آپ ﷺ کا مشن تو حق کی نشر و اشاعت تھا جو چاہے نصیحت حاصل کرے جو چاہے عبرت پکڑے۔

علامہ ابو النصر الطرازی اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:

"ما یثبت زھد رسول الله ﷺ فی الدنیا و متاعھا و سیادتھا وحتی فی ملکھا و سلطنتھا و یثبت انه علیه الصلوة والسلام

Marfat.com

کان لا یرید من دعوته الا تبلیغ رسالته ، لنشر دین الله واعلاء کلمته، مما فیه عبرة لمن اعتبر وتذکر لمن تذکر" [131]

(رسول اللہ کی دنیا سے، دنیا کے سازوسامان سے، اس کی سرداری سے حتی کہ اس کی بادشاہی اور سلطنت سے بے رغبتی ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ کہ آپ ﷺ اپنی رسالت کی تبلیغ سے اللہ کے دین کو پھیلانا اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنا چاہتے تھے۔ اس میں عبرت ہے اُس کے لئے جو عبرت حاصل کرے اور نصیحت ہے اُس کے لئے جو نصیحت حاصل کرے)

آج بھی معاندین اسلام ،اسلامی دنیا کی اکثریت کو ترغیبات کے ذریعے اپنا ہمنوا بنانے کے سرتوڑ کوششوں میں مصروف ہے اور بیشتر اسلامی ممالک مخالفین کے جھانسے میں آکر اسلامی تعلیمات سے منہ موڑتے جارہے ہیں اور مسلم عوام پر ظلم وجبر کر کے مغرب کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام کو رائج کرنے کی تگ ودو میں مصروف ہیں۔ چنانچہ لمحہ موجود کی اشد ضرورت ہے کہ مسلم دنیا نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ سے رہنمائی لے کر مخالفین کی ہر قسم کی ترغیبات سے کنارہ کشی اختیار کرلیں نیز مخالفین کے سامنے دین حق کی افادیت کھول کھول کر بیان کریں کیونکہ رسول رحمت ﷺ نے دین حق کے حوالے سے کسی بھی سمجھوتہ کو قبول نہیں فرمایا جس کے نتیجے میں دعوت اسلام کی کرنوں سے پوری دنیا جگمگا اٹھی۔

۲۔ بڑی طاقتوں سے مرعوب نہ ہونا اور اپنا منشور واضح کرنا:

عتبہ بن ربیعہ کی گفتگو سے کفارِ مکہ کے بڑے سردار کسی نتیجہ پر پہنچنے میں ناکام رہے لہٰذا انہوں نے اجتماعی طور پر آپ ﷺ کے ساتھ مذاکرات کی منصوبہ بندی کی۔ چونکہ کفارِ مکہ کے رئیسوں کی براہ راست یہ پہلی گفت وشنید تھی جس میں انہوں نے آپ ﷺ کو کج بحثی سے عاجز کرنے کا تہیہ کیا۔ چنانچہ رسول رحمت ﷺ اُن کے عزائم کو

Marfat.com

بھانپ کر اُن کی تمام سودے بازی کی صورتوں کو غور سے سماعت فرماتے ہیں اور بڑے وجیہہ انداز سے ان کو آگاہ فرماتے ہیں کہ ان دنیوی اغراض کا حصول نبوی ﷺ منشور کا ہرگز مقصود نہیں بلکہ صراحت سے اپنی نبوت کے متعلق اُن کے شکوک کو دور فرماتے ہیں اور پیغام حق پیش کر کے اپنا فریضہ منصبی ادا کرنے کے ساتھ انہیں متنبہ فرماتے ہیں کہ اگر آپ لوگ اس سچے دین کی اتباع سے منہ پھیرو گے تو میں فیصلہ خداوندی آنے تک تمہاری ہر اذیت پر صبر کروں گا۔

"ما جئت بما جئتكم به أطلب أموالكم، ولا الشرف فيكم، ولا الملك عليكم، ولكن الله بعثني اليكم رسولا، وانزل علي كتاباً، وامرني ان أكون لكم بشيرا و نذيرا، فبلغتكم رسالات ربي، ونصحت لكم، فان تقبلوا مني ما جئتكم به، فهو حظكم في الدنيا والآخرة، وان تردوه علي، أصبر لأمر الله حتى يحكم الله بيني و بينكم" ۱۳۲

(جو کچھ تم کہہ رہے ہو اُن میں سے کوئی بات بھی نہیں ہے میں تمہارے پاس تمہارا مال طلب کرنے نہیں آیا نہ تم پر سرداری کے لئے، نہ تم پر بادشاہی کے لیے، اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ مجھ پر کتاب نازل فرمائی اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بن جاؤں۔ پس میں نے تم تک اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اور تمہاری خیر خواہی کی ہے پس اگر تم میری طرف سے اسے قبول کرلو تو یہ دنیا اور آخرت میں تمہارا حصہ ہے اور اگر تم اسے میری طرف لوٹا دو تو میں اللہ کے حکم کی وجہ سے اس پر صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے درمیان اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمادے۔)

یقیناً ایک داعی حق کو یہی طرز عمل زیب دیتا ہے کہ وہ کسی بھی طاغوت کی عظمت

Marfat.com

اور طاقت سے مرعوب نہ ہو۔ کفار مکہ کی طرح عصر حاضر کے مخالفین بھی تعصب کا شکار ہے اور اہل اسلام کو "اسلام" سے متنفر کر دینا چاہتے ہیں اور اسلام کے متعلق ان کا معاندانہ رویہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ لہٰذا صنادید کفر کے سامنے جھکنا اور اسلامی تعلیمات سے انحراف کی راہ اختیار کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اس وقت اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ امت مسلمہ بڑی طاقتوں سے خائف ہونے کی بجائے تعلیمات اسلام پر ڈٹ جانے کا عندیہ دے تاکہ کفر کے علمبرداروں کو واضح پیغام ملے کہ اہل اسلام "دین" کے حوالے سے کسی قسم کا دباؤ قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے۔

۳۔ عقائد پر سمجھوتہ نہ کرنے کی واضح پالیسی:

اس طرح جب معاندین حق نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے دنیوی جاہ وحشمت جیسی ترغیبات پر کسی دلچسپی کا مظاہرہ نہیں فرمایا تو ناکامی پر ان سے بھی بدتر اور زہریلا مطالبہ لیے حاضر ہوئے کہ ایک سال آپ ﷺ ہمارے لات اور عزیٰ کی عبادت کریں اور ایک سال ہم آپ ﷺ کے الٰہ ومعبود کی پرستش کریں گے یا ایک دوسرے کے معبودوں کو قبول کرنے کی پیشکش بھی کی گئی۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا کہ ایک دوسرے کے معبودوں کی پرستش کریں تو جو حق پر ہوگا اُن کے معبودوں کی پرستش سے دوسرے بھی فائدہ اٹھا لیں گے۔ جس پر انہیں دوٹوک جواب دیا گیا: [۱۳۳]

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝ [۱۳۴]

"(اے پیغمبر ﷺ ان منکرانِ اسلام سے) کہہ دو کہ اے کافرو! جن (بتوں) کو تم پوجتے ہو ان کو میں نہیں پوجتا اور جس (اللہ) کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے اور جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کی میں پرستش کرنے والا نہیں ہو اور نہ تم اس کی

Marfat.com

بندگی کرنے والے ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں"۔

اس طرح اہل باطل و کفر کو صاف انکار کر دیا گیا کہ کفر تم کو مبارک ہو میں اسلام سے ہرگز نہ ہٹوں گا۔ یہ بھی معنی ہے کہ اس وقت بھی جس کو تم پوجتے ہو نہیں پوجتا اور نہ ساری عمر اس کو پوجوں گا نہ تم اس کو پوجنے والے ہو جس کو میں پوجتا ہوں۔ امام بخاری فرماتے ہیں، یہ خطاب کافروں کے حق میں ہے جن کے حق میں اللہ نے فرمایا کہ ایسے لوگ ہدایت پر آنے والے نہیں۔

"یُقال لکم دینکم الکفر ولی دین الاسلام ----- لا اعبد ما تعبدون الات ولا اجیبکم فیما بقی من عمری ولا انتم عابدون ما اعبد وھم الذین قال ولیزیدن کثیراً منھم ما اُنزِل الیك من ربك طغیانا و کفرًا" ۱۳۵

کفار کے اس خوفناک اور پُر فریب داؤ کے حوالے سے میجر میاں محمد رفیع مراد لکھتے ہیں:

"ذرا غور کیجئے ایک دفعہ بتوں کے آگے جھک جانے سے ان کے جھوٹے نہ ہونے کی دلیل بن جائے۔ تحریک کے بنیادی اور اہم مقصد "لا الہ الا اللہ" کی خود بخود نفی ہو جائے گی جب بنیاد ہی متزلزل ہو گئی۔ بنیادی فکر ہی اس لالچ یا ترغیب کا شکار ہو گئی تو سیاست کی بازی الٹ جائے گی"۔۱۳۶

رسول اکرم ﷺ کے اُسوہ حسنہ سے صاف عیاں ہے کہ کفر کے ساتھ حق کے حوالے سے کسی قسم کا سمجھوتہ جائز نہیں۔ حتی کہ اہل باطل، حق پر سمجھوتہ کی امید بھی نہ رکھیں چنانچہ ایک دوسرے مقام پر خاتم النبیین ﷺ کا عقیدہ بیان کیا گیا تا کہ کفار کسی قسم کے شک میں مبتلا بھی نہ رہیں۔ ارشاد ہے:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ

Marfat.com

وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ ۱۳۷

"(اے پیغمبر ﷺ) کہہ دو کہ لوگو اگر تم کو میرے دین میں کسی طرح کا شک ہو تو (سن رکھو کہ) جن لوگوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو میں انکی عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہو جو تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے۔اور مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ ایمان لانے والوں میں ہوں۔اور یہ کہ (اے پیغمبر ﷺ سب سے) یکسو ہو کر دین (اسلام) کی پیروی کئے جاؤ اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہونا"۔

عصری صورتحال بھی بڑی گھمبیر ہو چکی ہے کیونکہ آج بھی معاندین اسلام کا ہدف یہی ہے کہ کسی طرح امت مسلمہ کو عقائد اسلام سے بیگانہ کر کے ان کو راہ حق سے ڈھگمگا دیا جائے اور اس کے لیے طرح طرح کے ڈھونگ رچائے جا رہے ہیں۔جیسے "مکالمہ بین المذاہب" وغیرہ کے ذریعے ایک ہونے کی بات کی جاتی ہیں لہٰذا ایسی صورتحال میں استقامت اختیار کرنا اور باطل کے ہر ہتھکنڈے کو ناکام بنانے کے لیے ان پر واضح کر دینا کہ اسلامی تعلیمات اور اسوہ رسول ﷺ کے علاوہ انہیں کسی بھی اور نظام کی قطعاً ضرورت نہیں۔

۴۔ مسکین صحابہؓ نبی کریم ﷺ کے مقربین خاص:

کفار مکہ نے نادار اصحابؓ رسول کو اپنے پاس سے ہٹانے کی شرط پر پیغام حق سننے پر آمادگی کا اظہار کیا جو یقیناً ایسی چال تھی جس سے مساکین وفقراء صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ سے بدظن کرنا مقصود تھا۔ جب کہ رسول اکرم ﷺ کو بھی اُمراء اور غرباء میں فرق و امتیاز پر مائل کرنے کی ناپاک سعی کی گئی۔

لیکن وحی الٰہی کی روشنی میں آپ ﷺ نے کفار کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملا دیا اور نادار صحابہؓ سے خصوصی رحمت والفت کا معاملہ فرماتے ہوئے انہیں اپنا مقربین خاص بنایا۔

Marfat.com

اس وقت بھی باطل قوتیں زبردست مشنری سرگرمیوں کے ذریعے نادار مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کر کے غیر مسلم بنا رہی ہیں لیکن مسلم مقتدر قوتیں اس پر نہ صرف خاموش تماشائی بنی ہوئی ہیں بلکہ باطل کے شانہ بشانہ کھڑی دکھائی دیتی ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ باطل قوتوں کی سازشوں کے آگے بند باندھنے کے لیے اسلام کی عظمت کا خوب پرچار کیا جائے اور نبی ﷺ کی حیات طیبہ کے اختیاری فقر کے پہلو کو نمایاں کر کے پیش کیا جائے نیز آپ ﷺ نے غریبوں، مفلوک الحال اور کمزور طبقوں کی جس طرح سے دل جوئی و دستگیری کی اس کو نمایاں کرنے کی ضرورت ہے تاکہ آج کے مسلمان اپنی معاشی تنگی اور غربت کی وجہ سے دین سے دوری اختیار نہ کریں۔ علاوہ ازیں اس نقد دنیا کو ہی وہ سب کچھ سمجھ کر دین سے تعلق کمزور نہ کریں اور انہیں آخرت کی کامیابی اور کامرانی کی خوشخبریوں سے دین پر کاربند رہنے کی تلقین کی جائے۔

امت کے صاحب حیثیت افراد، (خواہ ان کا تعلق حکمران طبقے سے ہو یا عوام الناس سے) وہ زکوۃ، صدقات، عطیات اور مالی سرپرستی کے ذریعے غرباء اور کمزور طبقوں کو دین سے جوڑے رکھیں ورنہ معاشی تنگدستی کے سبب، غرباء کے طبقہ کا کفر کی سازشوں سے متاثر ہونے اور کفر سے قریب ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔

۵۔ رسول اکرم ﷺ کی صداقت قرآن کی حقانیت کی دلیل:

معاندین حق اچھی طرح سمجھتے تھے کہ وہ سب قرآن کے سامنے بے بس ہیں لیکن مکارانہ ذریعے آپ ﷺ سے تقاضا کرتے کہ یہ تعلیمات ہماری خواہش کے برعکس ہیں لہذا کوئی اور تعلیمات لے آئیں تو بات ہو سکتی ہے حالانکہ ان کے سامنے سب سے بڑی دلیل جو خالق کائنات نے رکھی وہ یہی تھی کہ تم میں اس سے قبل اپنی بڑی عمر بسر کر چکا ہوں۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝ ۱۳۸

"میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر رہا ہوں (اور کبھی ایک کلمہ بھی اس طرح کا نہیں کہا) بھلا تم سمجھتے نہیں"۔

Marfat.com

یقیناً آپ ﷺ کے مبارک شب و روز سے کفار خوب آگاہ تھے بلکہ اس پر ہر جگہ گواہی اور شہادت دیا کرتے جیسا کہ ابوسفیان جو بڑا دشمن اسلام تھا قیصر کے دربار میں آپ ﷺ کی صداقت کی برملا تصدیق کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت سے قبل کبھی جھوٹ نہیں بولا جس پر قیصر نے کہا جب وہ بندوں سے جھوٹ نہیں بولتا تو خدا پر جھوٹ کیوں کر بولے گا؟

"...... وسالتك هم كنتم تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال فزعمت ان لا فعرفت انه لم يكن ليدع الكذب على الناس ويكذب على الله" [۱۳۹]

نبی کریم ﷺ کے پیغمبرانہ کردار کی ان شہادتوں کو اہل کتاب کے سامنے داعیانہ انداز میں پیش کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ماضی کی طرح معاصر حالات میں بھی سب سے زیادہ توہین آمیز رویہ اسی گروہ کا ہے۔

۶۔ مخالفین کو تنبیہ کے لیے چیلنج کرنا:

چونکہ یہ باطل کی گہری چال تھی کہ قرآن کو مشکوک و مشتبہ بنا دیا جائے اور آپ ﷺ اس کا پرچار ترک کر دیں۔ اس لیے آپ ﷺ کو تعلیم دی گئی کہ ان سے فرما دیں کہ یہ تو لاریب کتاب ہے اگر تم کہتے ہو کہ یہ میرا گھڑا ہوا کلام ہے تو تم بھی ایسی ایک سورت بنا لاؤ:

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

Marfat.com

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ
وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ۝۴۰

''اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اس کو اپنی طرف سے بنا لائے۔ ہاں (ہاں یہ اللہ کا کلام ہے) جو (کتابیں) اس سے پہلے کی ہیں۔ ان کی تصدیق کرتا ہے اور انہی کتابوں کی (اس میں) تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے کہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکو بلا بھی لو۔ حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کے علم پر یہ قابو نہیں پا سکتے اسکو (نادانی سے) جھٹلا دیا اور ابھی اس کی حقیقت ان پر کھلی ہی نہیں۔ اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے تکذیب کی تھی سو دیکھ لو کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا؟۔ اور ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ ایمان نہیں لاتے اور تمہارا پروردگار شریروں سے خوب واقف ہے''۔

آج بھی باطل قوتیں قرآن کی حقانیت کو جھٹلانے کے در پے ہیں۔ بالخصوص مستشرقین کا گروہ جو قرآن کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کر کے امت مسلمہ کو گمراہ کر رہا ہے کہ قرآن نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ اختراع ہے۔ نیز قرآن اور بائبل کو مکس کر کے ''The True Furqan'' کے نام سے پوری دنیا میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ تاکہ قرآن کی حقانیت کو چیلنج کیا جا سکے۔ یقیناً امتِ مسلمہ مخالفین کے مذموم مقاصد کی راہ میں حائل ہے کیونکہ پوری امت نے اسے رد کر دیا ہے اور دنیا کے کسی بھی طبقے نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا ہے جو قرآن ہی کا اعجاز ہے۔ لہٰذا امت مسلمہ کا فرض ہے کہ وہ قرآنی تعلیمات کی ترویج واشاعت پر خصوصی توجہ دیں۔ تاکہ اس کی تاثیر سے کفر کے اندھیرے چھٹ جائیں۔

Marfat.com

۷۔ مخالفین کی ہٹ دھرمی پر کنارہ کشی:

ان سب دلائل کے باوجود بھی اگر یہ آپ ﷺ کی تصدیق اور ایمان لانے کی بجائے تکذیب پر ہی کمر بستہ رہیں تو آپ ﷺ ان پر واضح فرما دیں کہ میرے لیے میرا عمل کافی ہے اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں، میں تمہارے اعمال سے بری الذمہ ہوں اور تم سے میرے اعمال کی باز پرس ہونے والی نہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ [141]

"اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں تو کہہ دو کہ مجھ کو میرے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال کا تم میرے عملوں کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے عملوں کا جوابدہ نہیں ہوں"۔

یعنی ان کی ہر قسم کی ترغیبات و تحریصات سے منہ موڑ کر ان سے بیزاری کا اعلان فرما دیں۔ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"اے نبی ﷺ اگر یہ مشرکین تجھے جھوٹا ہی بتلاتے رہیں تو آپ ﷺ ان سے اور ان کے کاموں سے اپنی بے زاری کا اعلان فرما دیں جیسے کہ سورہ "قل یاایھا الکفرون" میں بیان ہوا ہے"۔ [142]

۸۔ مبلغین کا منصب حرص و ہوا سے پاک:

درحقیقت کفار اور طاغوتی جماعتیں انبیائے کرام کے مقام و مرتبہ سے ناآشنا ہوتی ہیں وہ دنیوی مشقتوں اور تگ و دو کا مقصد جاہ و حشمت ہی خیال کرتے ہیں اور اسی بنا پر وہ ان مقدس و پاکباز نفوس سے بھی دعوت دین کے عوض دنیوی اغراض و مفادات کو قبول کرنے کی تمنا رکھتے ہیں۔

جب کہ انبیاء و رسل انسانوں سے کبھی بھی اپنی دینی کاوشوں کا صلہ طلب نہیں کرتے بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ سے اجر کی اُمید رکھتے ہیں۔

Marfat.com

علامہ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ معاندین حق کی طرف سے حضور ﷺ مال و دولت کی پیشکش پر یہ ہدایت آئی۔

"وانزل اللّٰہ تعالیٰ علیه فیما عرضوا علیه من اموالھم" ۱۴۳

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۱۴۴

''کہہ دو کہ میں تم سے کچھ صلہ مانگا ہو تو وہ تمہارا۔ میرا صلہ اللہ ہی کے ذمے ہے ۔اور وہ ہر چیز سے خبر دار ہے''۔

۹۔ داعیانِ حق کے لیے اخروی نعمتوں کا وعدہ:

اس قسم کے حالات میں جب کہ ہر طرف سے باطل سازگاری ''کچھ لو کچھ دو'' کے منصوبہ سے پوری قوت صرف کر رہا تھا۔ رسول اکرم ﷺ اور اہل ایمان کو جنت الفردوس کے حقیقی نظاروں اور لافانی نعمتوں کی بشارت سے نوازا جاتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ ۱۴۵

''پرہیز گاروں کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں نعمت کے باغ ہیں۔ کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کی طرح (نعمتوں سے محروم) کر دیں گے''۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ۱۴۶

''بیشک پرہیز گار سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔اور میووں میں جوان کو مرغوب ہوں۔ جو عمل تم کرتے رہے تھے ان کے بدلے میں

Marfat.com

مزے سے کھاؤ اور پیو۔ ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں"۔

باطل کی ترغیبات و تحریصات اور مصلحت آمیز کاوشیں بلاشبہ بُری طرح ناکام رہیں اس سے نہ صرف دعوتِ حق کی شان و شوکت اجاگر ہوئی بلکہ دعوت حق کا حقیقی منشور بھی پوری آب و تاب سے دنیا کو منور کرنے لگا۔ اُسوہ خاتم النبیین ﷺ کی بدولت داعیین حق نے پیغام حق کی قدر و قیمت کا اندازہ لگا کر چار دانگ عالم میں اس کو پہنچا دیا۔

رسول رحمت ﷺ کی حکمت عملی کے ان امتیازی اصولوں پر گامزن ہو کر عصری صورتحال میں بھی باطل کی سازگاری اور ترغیب کی مذموم کاوشوں کو ناکام و نامراد بنایا جا سکتا ہے لہٰذا باطل کی حق سے سمجھوتہ کی ہر قسم کی فکر کا ردّ انتہائی ضروری ہے تاکہ باطل کی "کچھ لو کچھ دو" کی پالیسی اپنی موت آپ مر جائے۔

عصر حاضر میں دعوت اسلام کا راستہ روکنے کے لیے جس قسم کے اوچھے ہتھکنڈے اختیار کیے جا رہے ہیں ان کی جھلک عہد نبوی ﷺ میں بھی دیکھی جا سکتی ہے لہٰذا اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ حرص و ہوا سے مبرا ہو کر رضائے الٰہی کے لیے دین کی خدمت سرانجام دی جائے یقیناً یہ کاوشیں دنیا میں بھی عزت و وقار کا باعث بنیں گی اور آخرت میں بھی اعلیٰ درجات کا ذریعہ بنیں گی۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں جا بجا اہل حق کے لیے بشارات کا وعدہ کیا گیا ہے۔

11۔ نتائج و اثرات

باطل نے دعوتِ حق کو دبانے کے لیے مصالحت و سازگاری اور ترغیب و تحریص جیسے پُرکشش حربوں کو بھی آزما لیا لیکن وہ اپنے مقاصد کے حصول میں بُری طرح ناکام و نامراد رہے۔

ا۔ دراصل مخالفین، دعوتِ حق کی تحریک کو دنیوی جاہ و حشمت کے حصول کا ذریعہ خیال کر رہے تھے۔ اس بناء پر انہوں نے پہلے پہل آپ ﷺ کے سامنے مال و دولت، عرب کی سرداری وغیرہ کی پیشکش کو رکھا تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ ﷺ نے یہ سارا سلسلہ

Marfat.com

کیوں شروع کیا ہے؟ لیکن جب رسول اکرم ﷺ نے دنیوی نعمتوں کی طرف ذرا التفات بھی نہ فرمایا اور معاندین کی رشد و ہدایت کے لیے نبوی تڑپ کا اظہار فرمایا تو عدوِ حق دم بخود رہ گیا۔ جس پر عدوِ حق نے جان لیا کہ یہ عام دعوتی تحریک نہیں بلکہ یقیناً ساری دنیا پر چھا جانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

"فوالله ليكونن لقوله الذى سمعت منه نبأ عظيم، فان تصبه العرب فقد كفيتموه بغيركم، وان يظهر على العرب فملكه ملككم، وعزه عزكم وكنتم أسعد الناس به" [۱۴۷]

(اللہ کی قسم آپ ﷺ کا وہ کلام جو میں نے سُنا ہے وہ ایک بہت بڑی خبر ہے۔ اگر اہل عرب اُن تک پہنچ گئے تو وہ تم کو اُن کے مقابلے میں کافی ہو جائیں گے اور اگر یہ عرب پر غالب آ گئے تو ان کی بادشاہی تمہاری بادشاہی ہے اور ان کی عزت تمہاری عزت ہے اور ان کی وجہ سے تم سب سے زیادہ سعادت مند بن جاؤ گے)

۲۔ یہ بات انتہائی حیرت انگیز ہے کہ کفار اپنے سفیر عتبہ بن ربیعہ کو احمق گردانتے ہیں اور پھر اجتماعی طور پر رسول اکرم ﷺ کو حرص و لالچ دے کر حق کے پرچار سے روکنے کے لیے جمع ہوتے ہیں اور آپ ﷺ سے کھل کر گفتگو و شنید کرتے ہیں تاکہ آپ ﷺ سمجھ سکیں کہ قریش اپنے آبائی دین کے تحفظ کے لیے ہر قسم کے مطالبات کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے چونکہ باطل حق کی قدر و قیمت کا ادراک رکھنے سے قاصر تھا اس لیے رسول اکرم ﷺ کا جواب اُن پر بجلی بن کر گرا۔

"ما بى ما تقولون--- ولكن الله بعثنى اليكم رسول، وانزل على كتابا، وامرنى ان أكون لكم بشيرا و نذيرا، فبلغتكم رسالات ربى، ونصحت لكم---" [۱۴۸]

اس سے عیاں ہوتا ہے کہ دین کے معاملہ میں کسی مصالحت و مداہنت کی قطعاً کچھ گنجائش نہیں۔

Marfat.com

۳۔ کفار کی ترغیب و تحریص کے ردِ عمل میں دعوتِ حق کا نصب العین نکھر کر سامنے آ گیا۔

۴۔ آپ ﷺ کے ساتھ براہ راست گفت و شنید سے کئی مخالف سرداروں کے معاندانہ طرز عمل میں نمایاں مثبت تبدیلی پیدا ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کے مؤقف اور کلام الٰہی کی تاثیر سے وہ دعوتِ حق کی عظمت کے قائل ہو گئے جیسا کہ عتبہ بن ربیعہ نے قریشی سرداروں کے سامنے کلام الٰہی کا نقشہ کھینچا۔

"ورائی انی قد سمعت قولا واللہ ما سمعت مثلہ قط، واللہ ما هو بالشعر، ولا بالسحر، ولا بالکهانة" [149]

(میں نے ایک ایسا کلام سنا ہے کہ اللہ کی قسم اس جیسا کلام میں نے کبھی نہیں سنا۔ اللہ کی قسم نہ وہ شعر ہے نہ جادو اور نہ کہانت)۔

۵۔ معاندین حق دعوتِ اسلام کو زیر کرنے اور ان کو پراگندہ کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ سے مذاکرات کے بعد گروہ باطل خود پھوٹ اور افتراق و انتشار کا شکار ہو گیا کیونکہ کئی ایک سرداروں نے آپ ﷺ سے تعرض نہ کرنے کا مشورہ دیا جیسا کہ عتبہ بن ربیعہ نے آپ ﷺ کے متعلق کہا تھا:

"یا معشر قریش أطیعونی واجعلوها بی خلو بین هذا الرجل وبین ما هو فیه واعتزلوه، فواللہ لیکونن لقوله الذی سمعت نبأ عظیماً" [150]

(اے گروہ قریش میری بات مانو۔ اس آدمی کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور ان سے الگ ہو جاؤ اللہ کی قسم اُن سے جو کلام میں نے سنا ہے اُس کے بارے میں ایک بہت بڑی خبر ظاہر ہو گی۔)

لیکن ابوجہل نے اس قسم کا مشورہ ماننے سے نہ صرف یکسر انکار کر دیا بلکہ عتبہ بن ربیعہ کو مطعون بھی کیا کہ یہ محمد ﷺ کے لذیذ کھانوں پر ریجھ گیا ہے لہذا چندہ اکٹھا کر کے اسے دیا جائے۔

فقال ابوجهل: "واللہ یا معشر قریش ما نری عتبة الا صبأ

Marfat.com

الی محمد واعجبه طعامه، وما ذاك الا من حاجة أصابته، انطلقوا بنا اليه فأتوه، فقال ابوجهل: والله يا عتبة ما جئنا الا انك صبوت الى محمد و أعجبك امره فان كان بك حاجة جمعنا لك من اموالنا ما يغنيك عن طعام محمد، فغضب واقسم بالله لا يكلم محمداً ابداً" [۱۵]

(ابوجہل نے کہا اللہ کی قسم ہمارے خیال میں عتبہ محمد ﷺ کی طرف مائل ہو گیا ہے۔ اُسے محمد ﷺ کا کھانا پسند آ گیا ہے اور یہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ یہ حاجت مند ہے۔ چلو اس کے پاس چلتے ہیں۔ پس وہ اس کے پاس پہنچے۔ ابوجہل نے کہا۔ اللہ کی قسم اے عتبہ ہم تیرے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تو محمد کی طرف مائل ہو گیا ہے۔ اور تجھے اُن کا دین پسند آ گیا ہے۔ اگر تو ضرورت مند ہے تو ہم تیرے لئے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں جو تجھے محمد ﷺ کے کھانے سے بے پرواہ کر دے عتبہ غصے میں آ گیا اور اللہ کی قسم کھائی کہ وہ کبھی بھی محمد ﷺ سے بات نہیں کرے گا)۔

۶۔ باطل کے اندر پھوٹ پڑنے سے اُن کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ دعوت حق سے وقتی طور پر اعراض پر بھی کاربند ہو گئے جس سے دعوت حق کی اشاعت و ترویج میں آسانی پیدا ہو گئی۔

۷۔ ابتداء میں مخالفین حق رسول اکرم ﷺ کو کچھ حیثیت اور وقعت دینے کو تیار نہ تھے لیکن دعوت حق کی روز افزوں ترقی سے وہ گھبرا اُٹھے اور بالآخر خود آپ ﷺ کے پاس آنا اور مختلف ترغیبات دینا، اس حقیقت کو غمازی کرتا ہے کہ کفار آپ ﷺ کے بلند مقام و مرتبہ اور حیثیت کے قائل ہو گئے۔

۸۔ دُنیوی ترغیبات سے ناکامی کے بعد باطل نے حق کو جڑ سے کاٹ ڈالنے کی ایک اور مذموم سعی یہ کی کہ کئی تجاویز پر آپ ﷺ کو مائل کرنے کی کاوشیں کیں کہ کسی طرح

Marfat.com

آپ ﷺ اس بات پر راضی ہو جائیں کہ ایک سال لات اور عزیٰ کی عبادت کی جائے اور ایک سال الہ محمد ﷺ کی لیکن سورۃ الکفرون نے ان کی سب اُمیدوں پر پانی پھیر دیا۔ چنانچہ باطل پر واضح ہو گیا کہ کسی عقیدہ پر ردوبدل کی ادنیٰ سی گنجائش بھی موجود نہیں۔[۱۵۲]

اس طرح قرآن حکیم کے ذریعے آپ ﷺ پر جامع ہدایات کا سلسلہ جاری ہوا جس سے آئندہ آنے والے زمانوں کے لوگ بھرپور استفادہ کر کے کفر کے دانت کھٹے کر سکتے ہیں۔

۹۔ جب کفار نے دیکھ لیا کہ حق کے ساتھ سودے بازی کی کوئی صورت کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو رہی تو انہوں نے قرآن جیسے اعلیٰ اور معجز کلام میں تغیر و تبدل پر سمجھوتہ کی راہ نکالنے کی بھرپور سعی کی لیکن یہ بھی کیسے ممکن تھا چنانچہ وحی الٰہی کی روشنی میں ان پر واضح فرما دیا۔

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ [۱۵۳]

چنانچہ باطل، حق کو ضعف میں مبتلا کرنے کی ہر کاوش میں ذلت سے دوچار ہوا۔

۱۰۔ باطل نے جب ہر طرف سے اپنی مفاہمتی تدابیروں کے نتائج و اثرات اپنی توقعات کے برعکس دیکھے اور کسی طرح بھی اُن کی چالبازیاں حق کی راہیں مسدود نہ کر سکیں تو انہوں نے تحریک اسلامی کے خلاف انتہائی زہریلا تیر پھینکا کہ جس سے امکان تھا کہ دعوتِ حق کی تحریک جان کنی کی حالت کو پہنچ جاتی یعنی یہ کہ آپ ﷺ اپنے پاس سے صہیب رضی اللہ عنہ، بلال رضی اللہ عنہ اور خباب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے مفلس اصحاب کو ہٹا دیں تو ہم آپ ﷺ کے پیغام کو سننے کے لیے تیار ہیں۔

یقیناً یہ کفار کی تحریک اسلامی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے والی بدترین اور گہری سکیم تھی جس سے دعوت حق کے حقیقی فرمانبردار اور پُرخلوص طبقہ بددل ہو کر آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ جاتا اور کفار بھی پیغام سن کر کہہ دیتے کہ اس میں ہمیں کچھ جاذبیت دکھائی نہیں دیتی۔ لیکن رسول اکرم ﷺ نے ہدایات خداوندی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کفار کے اس

Marfat.com

حربہ کو بھی ناکام بنادیا اوران کو واضح پیغام دیا کہ اسلام کی دعوت اپنے ماننے والوں کے اندر کسی بھی نسلی، خاندانی، اعلیٰ وادنیٰ، آقا وغلام کی تفریق وامتیاز کرنے کی قائل نہیں۔ بلکہ یہ دعوت تمام نسل انسانی کے لیے ہے۔

كَلَّآ إِنَّهُۥ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَن شَآءَ ذَكَرَهُۥ ۝ 154

''کچھ شک نہیں کہ یہ نصیحت ہے تو جو چاہے اسے یاد رکھے''۔

۱۱۔ باطل قوتوں نے مختلف ہتھکنڈوں اور حربوں کے ذریعے سازگاری کی ہر ممکن کاوشیں کیں جو بفضل تعالیٰ غیر مؤثر ثابت ہوئیں جس سے باطل نے تسلیم کرلیا کہ اسلام ایک ناقابل تسخیر قوت ہے جسے مسخر کرنا ممکن نہیں۔

۱۲۔ حق و باطل کی کشمکش میں مصالحت و مداہنت کے بہت مواقع پیدا کیے گئے اور سرتوڑ کوششوں کے ذریعے باطل کو حق کے ساتھ مل بیٹھنے پر آمادہ کرنے کی سعی کی گئی لیکن سب بے سود کیونکہ حکم الٰہی یہی ہے۔

فَلَا تُطِعِ ٱلْمُكَذِّبِينَ ۝ وَدُّوا۟ لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝ 155

''تو تم جھٹلانے والوں کا کہنا نہ ماننا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ تم نرمی اختیار کرو تو یہ بھی نرم ہو جائیں''۔

چنانچہ خدا کے دین حق کے معاملہ میں کوئی مصالحت و مداہنت نہیں ہوسکتی۔ کسی عقیدے، کسی اصول، کسی ضابطے اور کسی حکم کے اندر کسی کی خاطر ادنیٰ سا ردّ و بدل بھی نہیں ہوسکتا۔ یہی پیغام حق کے داعیوں کے لیے قیامت تک کے لیے ہے۔

12۔ ترہیب کے مذعومہ مقاصد اور پس منظر

پس منظر:

جب مخالفین اسلام رسول اکرم ﷺ کو دعوتِ حق سے روکنے میں بری طرح ناکام رہے بلکہ وہ جتنے جتن اسلام کی راہوں کو مسدود کرنے کے لیے کرتے اسی قدر اسلام کفار کے اہم ترین افراد کو متاثر کر کے اپنی آغوش میں لے رہا تھا نیز ہجرت حبشہ سے ان

Marfat.com

کے سفیر ناکام واپس لوٹے اور نجاشی نے ہر طرح مسلمانوں کی حفاظت کا ذمہ اٹھا۔ ۱۵۶

پھر کفارِ مکہ اپنی استخفاف واستہزاء کی پالیسی کا نظارہ بھی کر چکے تھے۔ جس کے نتیجہ میں دعوتِ حق مزید مضبوط وتوانا ہوگئی اور اب اُن کی ترغیب وسازگاری کر ترکیب کی بدترین شکست بھی ان کے سامنے تھی۔ چنانچہ انہوں نے باہم مشاورت کی اور ترہیب وتشدد کے ذریعے داعیٔ حق اور اُن کے پیروکاروں کو اسلام سے پھیرنے کا عزم کیا۔

قاضی محمد سلیمان سلمان، منصور پوری لکھتے ہیں۔ جب لالچ کی تدبیر نہ چلی تب سارے قبیلوں کے سردار اکٹھے ہوئے اور نبی ﷺ کے چچا ابو طالب کے پاس آ کر یوں تقریر کی:

ہم نے آپ کا بہت ادب کیا، آپ کا بھتیجا ہمارے ٹھاکروں اور بتوں کو جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے آئے اتنا سخت ست کہنے لگا ہے کہ اب ہم صبر نہیں کر سکتے۔ آپ اسے سمجھا کر چپ رہنے کی ہدایت کر دیں، ورنہ ہم اسے جان سے مار ڈالیں گے اور تم اکیلے ہم سب کا کچھ نہیں کر سکو گے۔

سارے ملک کی عداوت دیکھ کر چچا کا دل درد اور محبت سے بھر گیا۔ اس نے نبی ﷺ کو بلایا اور سمجھایا کہ بُت پرستی کا رد نہ کیا کرو۔ ورنہ میں بھی تمہاری کچھ حمایت نہ کر سکوں گا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''چچا اگر یہ لوگ سورج کو میرے داہنے ہاتھ پر لا رکھیں اور چاند کو بائیں ہاتھ پر۔ تب بھی میں اپنے کام سے نہ ہٹوں گا اور خدا کے حکم میں سے ایک حرف بھی کم وبیش نہ کروں گا۔ اس میں خواہ میری جان بھی جاتی رہے''۔ ۱۵۷

یعنی جب ترغیب ولالچ کا تیر بھی نہ چلا سکا تو معاندین کھلی دھمکیوں اور تشدد پر اُتر آئے۔

مقاصد

معاندینِ حق دینِ اسلام کی اشاعت وترویج سے سخت خائف تھے کیونکہ اسلام کا

Marfat.com

اثر مکہ سے بیرونی دنیا تک پھیلتا چلا جا رہا تھا۔ کفار کے پیش نظر تو صرف دُنیوی مفادات کا تحفظ تھا چونکہ وہ کعبہ کے مذہبی پروہیت بن کر سیاسی سیادت و قیادت اور اقتصادی و معاشی فوائد سے خوب متمتع ہو رہے تھے اور اُن کی دور بین نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ یہ دعوتِ حق اُنہیں ہر طرح سے تباہ و برباد کر دے گی کیونکہ محمد ﷺ کا مشن سراسر بت شکنی اور جاہلی دین کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ دینا تھا چونکہ جناب ابو طالب بطور خاندانی سربراہ اور سرپرست ہونے کے آپ ﷺ کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند کھڑے تھے لہذا آپ ﷺ کفار کے تشدد سے محفوظ رہے جس سے مخالفین نے بے بسی محسوس کرتے۔ سخت رد عمل کے اظہار کا فیصلہ کر لیا اور تہیہ کر لیا کہ ہر صورت دعوت حق کو آہنی ہاتھوں سے کچل دیا جائے۔ نیز رسول رحمت کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی مذموم کاوشوں میں مصروف ہو گئے۔

معاندین ترہیب و پر تشدد طرزِ عمل کی تدبیر کو عملی جامعہ پہنانے کے لیے سرگرم ہو گئے۔ کفار کی اس منصوبہ بندی کے مقاصد حسب ذیل تھے۔

۱۔ مخالفین کی ترہیب و تخویف اور پر تشدد تدابیر کا بنیادی مقصد داعی حق کو ہراساں کر کے دعوتِ اسلام کی اشاعت سے باز رکھنا تھا۔

۲۔ کفار اپنے سنگدلانہ اور ظالمانہ رویے کی بناء پر اہل ایمان سے توقع رکھتے تھے کہ اس طریقے سے مسلمان دین اسلام کی اشاعت سے گریز کریں گے۔

۳۔ چونکہ جناب ابو طالب آپ ﷺ کے پشت پناہ اور سرپرست اعلیٰ تھے لہذا کفار نے انتہائی دباؤ ڈال کر جناب ابو طالب کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کی تا کہ وہ آپ ﷺ کے بارے میں اپنے رویے پر نظر ثانی کریں گے کیونکہ یہ ناممکن تھا کہ وہ قبائل عرب کی مخالفت مول لے لیں۔ لہذا انہوں نے ترہیب و تخویف کے ہر ممکنہ طریقے سے آپ ﷺ کو تنہا کرنے کی بھرپور سعی کی۔

۴۔ کفار مکہ نے اہل ایمان کو دین حق سے پھیرنے کے لیے بھی یہ مذموم سازش تیار کی تھی کہ ہر قبیلہ اپنے نو مسلم فرد کو ترھیبانہ انداز سے دین آبائی پر لانے کی بھرپور سعی کرے۔ اس طرح ممکن ہے کہ یہ دعوتِ حق دب جائے۔

Marfat.com

۵۔ معاندین کی اس مذموم سازش کے پس منظر میں یہ مقصد بھی پوشیدہ تھا کہ جب اہل ایمان کو تشدد آمیز طریقہ سے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جائے گا تو اس کے لازمی اثرات مرتب ہوں گے اور وہ لوگ جو ایمان لانے کے خواہش مند ہوں گے اُن کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور وہ اسلام سے دوری اختیار کریں گے اس طرح خود بخود دین اسلام کی ترویج و اشاعت کا سلسلہ دفعتاً رُک جائے گا۔

۶۔ درحقیقت کفار مکہ ہر قیمت پر اپنے آبائی جاہلی نظام کا تحفظ اور استحکام چاہتے تھے کیونکہ یہی دین جاہلی اُن کی عرب پر سیادت اور مفادات کا نگہبان تصور کیا جاتا تھا۔

ا۔ ترہیب اور پُر تشدد طرزِ عمل:

دعوتِ حق کے خلاف قریش کا ہر حربہ ناکامی و نامرادی سے دوچار ہوا تو انہوں نے جان لیا کہ اگر اسلام اسی رفتار سے پھلتا پھولتا رہا تو کوئی بھی عقل و خرد رکھنے والا فرد اس سے دور نہ رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے آپ کو بدترین انجام سے بچانے کے لیے فیصلہ کن مرحلہ کی تیاری کا آغاز کر دیا۔ پہلے پہل تو انہوں نے ترہیب سے کام لیا تاکہ جنگ و جدل کے بغیر ہی وہ اپنے مقاصد کو پا لیں۔

۲۔ خاندانی دباؤ:

چونکہ معاندین کا اصل ہدف نبی رحمت ﷺ کی ذاتِ مقدسہ تھی لیکن وہ بے بس تھے کیونکہ آپ ﷺ کی پشت پر جناب ابوطالب پوری آن بان سے کھڑے مخالفین کے عزائم کو خاک میں ملا رہے تھے اس لیے کفار نے سب سے پہلے جناب ابوطالب پر دباؤ بڑھانے کی منصوبہ بندی کی تاکہ جناب ابوطالب کسی طرح آپ ﷺ کی پشت پناہی اور سرپرستی سے دستکش ہو جائیں تو وہ محمد ﷺ اُن کے لیے تر نوالہ ثابت ہوں گے۔ نعیم صدیقی اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں:

> "دعوت حق کے مخالفین جب پانی سر سے گزرتا دیکھتے ہیں تو ایک مہم یہ شروع کرتے ہیں کہ تحریک یا اس کے قائد اور علمبرداروں کو سوسائٹی

Marfat.com

میں ہر قسم کی موثر حمایت و ہمدردی سے محروم کرا دیا جائے۔ براہِ راست اثر نہ ڈالا جا سکے تو بالواسطہ طریق سے دباؤ بڑھا کر تبدیلی کے سپاہیوں کو بے بس کر دیا جائے۔ اہل مکہ آنحضور ﷺ پر ہاتھ صاف کرنا چاہتے تھے لیکن ڈرتے اس بات سے تھے کہ قبائلی عصبیت کے تحت خونریزی کی ایسی آگ بھڑک اٹھے گی کہ کسی کے روکے نہ رُک سکے گی"۔ ۱۵۸

اب مخالفین حق نے پورا زور اس بات پر صرف کر دیا کہ کسی طرح جناب ابوطالب پر دباؤ بڑھا کر آپ ﷺ کو ان کی سرپرستی سے محروم کر دیا جائے کیونکہ یہ سرپرستی جب تک قائم تھی گویا پورے ہاشمی و مطلبی قبائل کی عصبیت آپ ﷺ کے ساتھ تھی۔

چنانچہ قریش نے ایسے جارحانہ اور شاطرانہ انداز میں گفتگو کی کہ جناب ابوطالب نے آپ ﷺ کو واضح فرما دیا کہ تم اپنی اور میری جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جس کی مجھ میں ہمت نہیں۔

"یا ابا طالب، ان لك سنا و شرفا ومنزلة فینا، وانا قد استنهیناك من ابن اخیك فلم تنهه عنا، وانا والله لا نصبر علی هذا من شتم آبائنا، وتسفیه احلامنا، وعیب آلهتنا، حتی تكفه عنا، اوننازله وایاك فی ذلك، حتی یهلك أحد الفریقین،۔۔۔ ثم انصرفوا عنه، فعظم علی أبی طالب فراق قومه عداوتهم،۔۔۔ یا ابن اخی، ان قومك قد جائونی، فقالوا لی كذا وكذا، للذی كانوا قالوا له، فابق علی وعلی نفسك، ولا تحملنی من الأمر مالا أطیق" ۱۵۹

قریش کی تقریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اس رنگ میں کہانی پیش کی کہ آپ ﷺ کی جانب سے اُن کے اباؤ اجداد کی تذلیل، جاہلی دین اور ان کے معبودوں کی توہین اُن کے لیے ناقابل برداشت بن چکی ہے اس لیے نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کھلی

Marfat.com

دھمکی دینے سے بھی نہیں کترا رہے ہے چونکہ ابوطالب خود بھی دینِ جاہلی کے پیرو تھے نیز قریشی سرداروں کی کھلی عداوت و دشمنی کا جناب ابوطالب دین جاہلی کی محبت یا قوم کی عداوت کی بنا پر اپنے بھتیجے کی سرپرستی سے ہاتھ اُٹھالیں اور یقیناً انہوں نے اس میں واضح کامیابی بھی حاصل کر لی جیسا کہ جناب ابوطالب رسول اللہ ﷺ کو واضح کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ مجھے اور اپنے آپ کو ہلاکت سے دوچار نہ کرو۔

اس واقعہ سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ انبیاء ؑ سل کتنی بڑی آزمائشوں میں ڈالے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کے پشتی بان ونگہبان صرف چچا تھے یعنی پاؤں جمانے کے لیے سہارے کا جو ایک پتھر ملا تھا وہ بھی متزلزل ہو گیا۔ دعوتِ حق کی ترویج کے لیے حالات انتہائی ناسازگار ہوتے جا رہے ہیں لیکن رسول رحمت ﷺ اس نازل ترین صورت حال میں بھی دعوت اسلام کی اشاعت سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہوتے۔ بلکہ جذبۂ صادقہ اور عزیمت مجاہدانہ سے سرشار آپ ﷺ کا قول مبارک قیامت تک آنے والے داعیانِ حق کے لیے مثل راہ ہے۔

> فقال رسول الله ﷺ "یا عم، والله لو وضعوا الشمس فی یمینی، والقمر فی یساری علی ان اترک هذا الأمر حتی یظهره الله، او اهلك فیه ما ترکته" ١٦٠
>
> (حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے میرے چچا اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں۔ تب بھی اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ یہاں تک کہ خدا اس کو پورا کر دے یا میں خود اس میں ہلاک ہو جاؤں)

امام عبدالرحمٰن بن عبداللہ السھیلی نے اس کی بڑی عمدہ توضیح فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں:

> "خص رسول الله ﷺ الشمس بالیمین لأنها الآیة المبصرة وخصّ القمر بالشمال لأنه الأیة الممحوة، وخص ﷺ النیرین حین ضرب المثل بهما لان نورهما محسوس، فالنور

الذی جاء به من عند الله تعالیٰ:
يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ [161]
فاقتضب بلاغة النبوة لما ارادوه علی ترك النور الأعلی ان یقابله النور الأدنی وان یخص اعلی النیرین وهی الایة المبصرة باشرف الیدین وهی الیمین، بلاغة لامثلها وحکمة لا یجهل اللبیب فضلها" [162]

(رسول اللہ ﷺ نے سورج کو دائیں ہاتھ کے ساتھ خاص کیا کیونکہ یہ روشن نشانی ہے۔ اور چاند کو بائیں ہاتھ کے ساتھ خاص کیا کیونکہ یہ مدہم نشانی ہے۔ اور مثال بیان کرنے کے لئے ان دونوں روشن چیزوں کو خاص کیا۔ کیونکہ ان کا نور محسوس ہونے والا ہے۔ پس وہ نور جو اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا۔ "وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجادیں اور اللہ تعالی اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا"

پس نبوت کی بلاغت نے اُن کے ارادوں کو کاٹ دیا کہ انہوں نے ادنیٰ نور کے مقابلے میں اعلیٰ نور کو ترک کر دیا اور آپ ﷺ نے زیادہ روشن چیز کو خاص کیا جو کہ روشن نشانی ہے۔ دونوں ہاتھوں میں سے اعلیٰ کے ساتھ جو کہ دایاں ہے، یہ ایسی بلاغت ہے کہ جس کی کوئی مثال نہیں اور ایسی حکمت ہے، جس کی فضیلت سے کوئی عقلمند جاہل نہیں رہ سکتا۔)

اس طرح رسول اکرم ﷺ کی استقامتِ دین جناب ابوطالب کو جلا بخشتی ہے اور وہ قریش کی تمام دھمکیوں اور عداوتوں کو فراموش کرتے ہوئے آپ ﷺ کو کلمۂ حق کہنے اور آپ ﷺ کی تائید و نصرت کا عہد کرتے ہیں۔

"اذهب یا ابن اخی، فقل ما احببت، فو الله لا اسلمك لشیء

Marfat.com

ابن اثیر، ۱۶۳

(اے میرے بھتیجے جائیں اور جو چاہیں تبلیغ فرمائیں اللہ کی قسم میں کبھی بھی آپ کو (ان کافروں کے) حوالے نہیں کروں گا۔)

۳۔ عمارہ بن ولید بطور عوض پیش کرنا:

جب قریشی سرداروں نے دیکھا کہ ابو طالب کسی صورت بھی آپ ﷺ کی حمایت سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں اور وہ خود اپنی دی ہوئی دھمکیوں پر بھی عمل پیرا نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ جنگ و جدل کی فضا سے یقیناً حرمِ کعبہ کا امن تباہ و برباد ہو جاتا، جس کے مُضر اثرات سے ہی اُن کے کلیجے کانپ اُٹھتے۔

چنانچہ بڑے غور و خوض کے بعد قریشی سرداروں کو ایک اور ترکیب سوجھی جس پر انھیں یقین تھا کہ ابو طالب ضرور اس کی حمایت کریں گے کیونکہ وہ بھی اپنے آبائی دین پر قائم ہیں اور لازماً دل سے اپنے معبودوں اور بڑوں کی توہین و اہانت پر دلبرداشتہ ہوں گے، لہٰذا اس چال کے کامیاب ہونے کی اُمید پر وہ عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو لے کر سب ابو طالب کے پاس پہنچتے ہیں اور انہیں مشورہ دیتے ہیں:

"ہم آپ کے پاس ایسے شخص کو لائے ہیں جو نسب و جمال، بہادری اور شعر گوئی میں جوانِ قریش ہے اسے آپ کے حوالے کرتے ہیں تاکہ اس کی مدد و میراث آپ کے لئے ہو، آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ہم اسے قتل کر دیں یہ طریقہ خاندان کو ملانے والا اور انجام کار کے اعتبار سے بہترین ہوگا۔"

ابو طالب نے کہا: واللہ تم لوگوں نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ تم مجھے اپنا بیٹا دیتے ہو تاکہ میں تمہارے لئے اسے پرورش کروں اور تمہیں اپنا بھتیجا دے دوں تاکہ تم اسے قتل کرو۔ یہ تو انصاف نہ ہوا تم لوگ مجھ سے غریب و ذلیل کا سا سودا کرتے ہو"۔ ۱۶۴

چنانچہ قریش کی بدانصافی پر ابو طالب پھٹ پڑے اور مطعم بن عدی سے کہا:

Marfat.com

"والله ما انصفونى، ولكنك قد اجمعت خذ لانى ومظاهرة

القوم على، فاصنع ما بدالك" ١٦٥

(واللہ تو میرے مقابلہ میں قوم کی امداد اور میری مخالفت پر تیار ہوا

ہے پس جو کچھ تجھ سے ہو سکے اُس میں کمی نہ کر اور جو جی چاہے کر)۔

یقیناً قریش کا یہ طرزِ عمل انتہائی معاندانہ اور بے حسی پر مبنی تھا کہ آپ ﷺ جیسی عظیم المرتبت شخصیت کو مالِ تجارت تصور کرنا یعنی آپ ﷺ کوئی جنسِ تبادلہ اور جناب ابوطالب آپ ﷺ کے چچا کی بجائے کوئی تاجر ہیں نیز کفار کی ابوطالب کے فطری ردِ عمل پر حیرت خلافِ انسانی تھی کیونکہ کوئی بھی سربراہِ خاندان کیسا ہی بے حمیت کیوں نہ ہو، وہ اس قسم کی تجارت کو ہرگز قبول کرنے پر تیار نہ ہوگا کجا وہ ابوطالب جیسے معزز و محترم اور غیور سردار سے اس طرز کے فیصلے پر اظہارِ اطمینان کی توقع کر رہے تھے۔

۴۔ اہلِ ایمان پر تشدد:

جناب ابوطالب کے سخت ردِ عمل پر قریش آپ ﷺ کی عداوت پر نہایت سخت ہو گئے اور جو لوگ اسلام قبول کر چکے انہیں سخت تکالیف پہنچانے لگے لیکن آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا کے سبب کفار کی گستاخیوں اور تشدد سے محفوظ رکھا نیز ابوطالب نے آپ ﷺ کی حمایت کے لیے سارے خاندان کی تائید کے حصول کا بھی اہتمام کیا:

"Then the Quraysh incited people against the Companinons of the apostle who had become Muslims. Every tribe fell upon the Muslims among them, beating them and seducing them from their religion. God protected his apostle from them through his uncle, who he saw what Quraysh protecting the apostle. This they agreed to do, with the exception of Abu Lahab, the accussed enemy of God." ١٦٦

Marfat.com

اس طرح حق و باطل کی کشمکش کی فضا گرم تر ہوگئی۔ معاندین اسلام سے ترہیب و تخویف کے بعد ظلم و جور سے دعوتِ حق کا راستہ روکنے کا عزم کرلیا۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ اور اکابر صحابہ ؓ کو ان کے قبائل نے اپنے حصار میں لے رکھا تھا جب کہ نادار مساکین اور غلام صحابہ ؓ کا کوئی یارومددگار نہ تھا لہٰذا قریش نے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں:

"پھر مشرکوں نے اصحابِ رسول ﷺ کو سخت ایذائیں اور تکالیف پہنچانی شروع کیں جس قبیلہ میں کوئی مسلمان ہوتا تھا اس قبیلہ کے لوگ اُس مسلمان کو بھوک پیاس، مار پیٹ اور قید کی تکلیفیں پہنچاتے اور ہاتھ پاؤں باندھ کر گرم زمین پر ڈال دیتے چنانچہ اُمیہ بن خلف اپنے غلام بلال رضی اللہ عنہ کو اس قسم کی بے حد تکالیف پہنچاتا تھا"۔ ۱۶۷

درحقیقت اس ظلم وستم کا بنیادی مقصد اہل ایمان کو دینِ جاہلی کی طرف مراجعت پر مجبور کرنا تھا جیسا ابن سعد نے بھی اس کی تصریح کی ہے:

"لما كثر المسلمون وظهر الايمان و تحدث به ثار ناس كثير من المشركين من كفار قريش بمن آمن من قبائلهم فعذبوهم وسجنوهم وارادو فتنتهم عن دينهم" ۱۶۸

"کفارِ قریش کے بہت سے لوگوں نے اپنے قبیلے کے مومنین پر حملہ کر دیا، ان پر عذاب کیا، قید کر دیا اور انہیں دین سے برگشتہ کرنا چاہا"۔

علامہ شبلی نعمانی نے اس حوالے سے عمدہ گفتگو کی ہے:

"یہ آسان تھا کہ مسلمانوں کے خس و خاشاک سے سرزمین عرب دفعتاً پاک کر دی جاتی لیکن قریش کا نشۂ انتقام اس سے نہیں اُتر سکتا تھا۔ مسلمان اگر اپنے مذہب پر قائم رہ کر پیوندِ خاک کر دیئے جاتے تو اس میں جس قدر قریش کی تعریف نکلتی تھی اس سے زیادہ ان کے

Marfat.com

بے کسوں کا صبر و استقلال داد طلب ہوتا۔ قریش کی شان اس وقت قائم رہ سکتی تھی جب یہ لوگ جادہ اسلام سے پھر کر قریش کے مذہب میں آ جاتے"۔ ۱۶۹

چنانچہ مسلمانوں کو اذیتوں سے دوچار کرنے کے لیے کفار نے باقاعدہ کمیٹیاں تشکیل دیں۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں:

"قریش مکہ نے نبی ﷺ اور مسلمانوں پر جو جور و ستم ہو رہے تھے اس ہنوز ناکامی سمجھا، اس لیے بجائے متفرق کوششوں کے باقاعدہ کمیٹیاں بنائی گئیں۔ ایک کمیٹی بنائی گئی جس کا امیر مجلس ابولہب تھا اور مکہ کے 25 سردار اس کے ممبر تھے"۔ ۱۷۰

ان عدوین اسلام میں ابوجہل بن ہشام سب سے بڑھ کر رنجش و عداوت رکھتا تھا۔ منٹگمری واٹ کی بھی یہی رائے ہے بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ابوجہل ہی تھا جس نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف تمام قبائل کو منظم کیا۔

"The most prominent opponent for some years before his death at Badr was Abu Jahl of the clan of Makhzum..... It was Abu Jahl who organised the league of the various clans against Hashim and al-Mutlalib." ۱۷۱

۷۔ نبی کریم ﷺ کے قتل کی سازش:

قریش مکہ کی ترغیب و ترہیب جیسی تراکیب کی ناکامی پر ابوجہل سخت سیخ پا تھا حتی کہ اس لعین نے قریش کو باور کرایا کہ محمد ﷺ نے تمہاری کوئی بات نہیں مانی اور تمہارے بزرگوں میں مذہب کو برا کہنے سے باز نہ آیا تو میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ میں کل ایک بھاری پتھر لے کر بیٹھوں گا اور جس وقت محمد ﷺ سجدہ کرے گا میں اس کے سر کو پتھر سے کچل دوں گا اور تم مجھے اپنی پناہ میں لے لینا۔ جس پر دیگر لوگ پناہ کی حامی بھرتے ہیں۔

Marfat.com

چنانچہ ابوجہل نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ ﷺ کو سجدہ کی حالت میں دیکھ کر پتھر لے کر آگے بڑھا لیکن بدحواس ہو کر بھاگا اور بتایا کہ ایک نہایت قوی ہیکل اور خوفناک اونٹ منہ پھاڑ کر میری طرف حملہ آور ہوا اور مجھے کھا جانا چاہتا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل تھے اگر وہ میرے نزدیک آتا تو ضرور اس کو پکڑ لیتے۔

قال ابن اسحاق: فذكر لي أن رسول الله ﷺ، قال "ذلك جبرئيل عليه السلام لودنا لأخذه" ۱۷۲

ابوجہل عداوت میں اندھا ہو چکا تھا اگر وہ اس واقعہ پر ہی غور و فکر کرتا تو ضرور اسلام کی راہ لیتا، لیکن وہ اپنی سرداری کے تحفظ اور خاندانی رقابت کی بناء پر بنو ہاشم کو نیچا دکھانے پر تُلا ہوا تھا چنانچہ آپ ﷺ کے بعد وہ اہل ایمان کا پیچھا کرنے لگا۔ اگر دیکھتا کہ وہ کوئی طاقت ور آدمی ہے تو اُس پر تنقید کرتا اور شرم دلاتا کہ آباء کا راستہ ترک کر دیا اور اگر دیکھتا وہ تاجر ہے اُسے خسارہ کی دھمکی دیتا کہ تمہاری اشیاء یہاں نہ خریدیں جائیں گی اور اگر کمزور ہوتا تو اُس پر تشدد کرتا اور لوگوں کو بھی ایسا سلوک کرنے کی دعوت دیتا۔ ۱۷۳

منٹگمری واٹ جیسے مستشرق نے بھی ابوجہل کے اس رویہ کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

"It was the wicked Abu Jahl who used to incite the men of Quraysh against them (sc. the Muslims). When he heard...." ۱۷۴

کیرن آرم سٹرانگ لکھتی ہیں کہ اب دردناک انداز میں واضح ہونے لگا تھا کہ مکہ میں مسلمانوں کا کوئی مستقبل نہیں۔

"It was becoming painfully clear that, Unthinkable as it might seem, there might be no future for the Muslims in Mecca." ۱۷۵

ابن کثیر کہتے کہ جب مشرکین کے مظالم کی مسلمانوں پر انتہا ہو گئی تو خداوند تعالیٰ نے انہیں مکے سے حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا لیکن رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے

Marfat.com

چچا ابو طالب کو ہجرت سے منع فرمایا۔۱۷۶

چونکہ رسول اکرم ﷺ اپنے چچا ابو طالب کی پناہ میں ہونے کی بناء پر محفوظ تھے لیکن آپ ﷺ کے رفقاء کو جو اذیتیں دی جاتی تھیں وہ بھی بالواسطہ آپ ﷺ ہی کے حساس قلب کو چھلنی کرنے والی تھیں لہذا اصحابؓ کی جان و مال اور ایمان کی نگہداشت کے لیے آپ ﷺ نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم فرمایا کیونکہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا تھا۔ یہ اسلام میں پہلی ہجرت تھی۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں:

"فلما رأى رسول الله ﷺ ما يصيب أصحابه من البلاء، وما هو فيه من العافية، بمكانه من الله ومن عمه أبي طالب، وانه لا يقدر ان يمنعهم مما هم فيه من البلاء، قال لهم: "لو خرجتم الى أرض الحبشة فان بها ملكا لا يظلم عنده احد، وهي أرض صدق، حتى يجعل الله لكم فرجا مما أنتم فيه" فخرج عند ذلك المسلمون من اصحاب رسول الله ﷺ الى أرض الحبشة، مخافة الفتنة وفرار الى الله بدينهم، فكانت أول هجرة كانت في الاسلام"۔ ۱۷۷

۴۔قریش کے نمائندے نجاشی کے دربار میں:

قریش مکہ کو جب خبریں ملیں کہ اہل ایمان بڑے مطمئن ہیں اور فراغت اور بے فکری کے ساتھ اپنے دین کے احکام پر عمل پیرا ہیں اور نجاشی نے ان کے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کیا ہے تو وہ انتقام کی آگ میں جل اٹھے اور اپنے سفیروں کو بھیجا کہ نجاشی سے درخواست کریں تاکہ مسلمانوں کو اُن کے حوالے کر کے وہ اپنے علاقے کو فتنہ و فساد سے محفوظ کر لیں۔ لیکن نجاشی نے عدل کا ثبوت دیا اور ام سلمہؓ کے مطابق دونوں شخص نہایت ذلیل و خوار ہو کر نجاشی کے دربار سے نکالے گئے اور ہم نے وہاں اطمینان سے زندگی بسر کی۔۱۷۸

Marfat.com

۷۔ قریش کا بنو ہاشم سے سماجی مقاطعہ:

دعوتِ حق کے مقابلہ میں قریشی سرداروں کی ہر تدبیر الٹی پڑ رہی تھی انہوں نے ہر حربہ آزمایا تا کہ کسی طرح محمد ﷺ کو سوسائٹی میں تنہا کر کے اسلامی دعوت کا راستہ روکا جا سکے لیکن دعوتِ اسلام نہ صرف اندرونِ عرب بلکہ بلادِ عرب میں بھی وسعت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ جس پر معاندینِ حق سٹپٹا اُٹھے اور دعوتِ حق پر ضرب کاری لگانے کے لیے سماجی مقاطعہ پر اتفاق کیا۔

> "When Quraysh perceived that the opostle's companions had settled in a land in peace and safety, and that the Negus had protected those who sougtht refuge with him, and that 'Umar had become a Muslim and that both he and Hamza were on the side of the opostle and his companions, and that Islam had begun to spread among the tribes, they come togather and decided among themselves to write a document." ۱۷۹

اس تحریر کے بعد بنو ہاشم اور بنو مطلب سے کوئی مسلمان تھا یا کافر سب ہی علیحدہ ہو گئے اور ابو طالب کی گھاٹی میں پناہ لی اور محصور ہو گئے مگر ابولہب اپنے بیٹوں سمیت اپنی قوم قریش سے مل گیا۔

امام ابن حزم لکھتے ہیں:

> "۔۔۔ وانحاز بنو هاشم وبنو المطلب، كافرهم و مؤمنهم، فصاروا فی شعب أبی طالب محصورین، حاشا أبالهب وولده، فانهم صاروا مع قريش على قومهم" ۱۸۰۔

حافظ ابن کثیر نے بھی بیہقی کی روایت نقل کی ہے:

Marfat.com

"الا انهم اتقوا ان يستذلوا ويسلموا اخاهم لما فارقه من قومه، فلما فعلت ذلك بنو هاشم وبنو المطلب عرفت قريش ان لا سبيل الى محمد اجتمعوا على ان يكتبوا فيما بينهم" ۱۸۱

(کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے کافی عرصے بعد تک بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب آپ ﷺ سے علیحدہ رہے اور آپ کی اس وجہ سے مخالفت کرتے رہے کہ آپ ﷺ نے ان میں اور ان کی قوم قریش میں مفارقت پیدا کر دی تھی اور جب قریش نے یہ دیکھا کہ ان کا ہاتھ آپ ﷺ تک پہنچنا مشکل ہو گیا ہے تو انہوں نے وہ عہد نامہ تیار کیا)۔

اس معاہدہ کے متعلق ابن سعد لکھتے ہیں:

"جب قریش کو جعفر اور ان کے ہمراہیوں کے ساتھ نجاشی کا اکرام و الطاف معلوم ہوا تو بہت گراں گذرا، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب پر سخت برہم ہوئے۔ آپ ﷺ کے قتل پر اتفاق کیا اور بنی ہاشم کے خلاف ایک عہد نامہ لکھا کہ نہ تو ان سے شادی بیاہ، خرید و فروخت کریں گے، نہ میل جول رکھیں گے"۔ ۱۸۲

علامہ القسطلانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب تک محمد ﷺ کو قتل کے لیے حوالے نہ کیا جائے گا ان سے صلح نہیں ہو گی۔

"ولا يقبلوا منهم صلحاً ابدًا حتى يسلموا رسول الله ﷺ للقتل" ۱۸۳

(اور وہ صلح کی پیشکش کو قبول نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کے لئے اُن کو حوالے کر دیں)

اس عہد نامہ کو لکھ کر انہوں نے مزید پختگی کیلئے کعبہ میں لٹکا دیا۔ منصور بن عکرمہ نے اسے لکھا جیسا کہ ابن اسحاق کا قول ہے:

Marfat.com

"۔۔۔ فلما اجتمعوا لذلك كتبوه فی صحيفة، ثم تعاهدوا وتواثقوا على ذلك، ثم علقوا الصحيفة فی جوف الكعبة توكيداً على انفسهم، وكان كاتب الصحيفة منصور بن عكرمه" ١٨٤

(جب وہ اس کے لئے جمع ہوئے تو انہوں نے اسے ایک صحیفے میں لکھا پھر آپس میں پختہ عہد و پیمان کیا۔ پھر اس صحیفے کو اپنے آپ پر تاکید کے لئے کعبہ کے درمیان لٹکا دیا)۔

قریشی سرداروں نے بلا شبہ بنو ہاشم اور آپ ﷺ کی مخالفت پر ایک بہت بڑا قدم اٹھایا جس کی نظیر ماضی میں بھی موجود نہ تھی اور شاید کفار کا گمان تھا کہ ایسے سخت طرزِ عمل سے گھبرا کر محمد ﷺ اور اُن کے رفقاء دعوتِ اسلام کو خیر باد کہہ دیں گے۔

کفار کی اس شدید عداوت کو آپ ﷺ کبھی نہیں بھولے۔ چنانچہ:

"عن ابی هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ يوم النحر وهو بمنى: "نحن نازلون غدا بخيف بنی كنانة حيث تقاسموا على الكفر" يعنی بذلك: المحصب، وذلك أن قريشا و كنانة تحالفوا على بنی هاشم وبنی المطلب الا يناكحوهم ولا يبايعوهم حتی يسلموا اليهم رسول الله ﷺ" ١٨٥

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے یومِ نحر جب آپ ﷺ منیٰ میں قیام فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم کل ان شاء اللہ خیف بنی کنانہ میں قیام کریں جہاں مشرکین نے کفر و شرک پر برقرار رہنے کا باہم عہد و پیمان کیا تھا یعنی وادی محصب میں۔ تفصیل یہ ہے کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ساتھ نکاح، بیاہ اور خرید و فروخت اس وقت تک بند رکھی جائے جب تک رسول ﷺ کو ہمارے حوالے نہ کر دیں گے یا پھر بنو ہاشم و بنو مطلب بھوک و افلاس اور قطع تعلقی سے عاجز آ کر خود بخود محمد ﷺ کی مخالفت پر اتر آئیں گے جب کہ یہاں بھی نتائج حسبِ سابق اُن کی خواہشات کے برعکس تھے۔

Marfat.com

محمد حسین ہیکل نے اس حوالے سے عمدہ بحث کی ہے:

"قریش اپنی طرف سے اس منصوبہ بندی کی کامیابی کو یقینی سمجھ کر یہ سوچ بیٹھے کہ بنو ہاشم اس سیاسی حربہ سے شکست خوردہ ہو کر بھوک اور پیاس سے بلک اٹھیں گے۔ ان کی یہ سیاسی چال ان کی سابقہ ایذاء رسانی کے مقابلہ میں زیادہ مؤثر ثابت ہو گی۔۔۔ وہ شیطان کے اس فریب میں مبتلا تھے کہ مسلمان نبی ﷺ کو اس حالت میں اکیلا چھوڑ کر ان کے قدموں میں آ گریں گے۔ اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ خود بخود بند ہو جائے گا۔ لیکن اس قطع تعلقی سے تو محمد ﷺ اور ان کے جانثار مسلمانوں کی استقامت اور قوتِ ایمانی دوبالا ہو گئی اپنے راہنما ﷺ کی فرماں برداری میں انہیں اور زیادہ راحت و لطف محسوس ہونے لگا"۔ ۱۸۶

ابن کثیر کہتے ہیں کہ مشرکین نے شعب میں بھی مسلمانوں کو چین سے نہ بیٹھنے دیا حتی کہ انہوں نے مکہ کے بازاروں میں پوشیدہ طور پر ان کی آمد و رفت اور کبھی کبھار کھانے پینے کی چیزیں خرید کر لے جانے پر قدغن لگا دی۔ اس کے علاوہ وہ آپ کو پیغامات کے ذریعہ قتل اور آپ کے ساتھیوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی دھمکیاں بھی دیتے رہے"۔ ۱۸۷

ابن قیم کہتے ہیں کہ یہ لوگ تین سال تک اس جگہ محصور و نظر بند رہے ان کو تمام ضروریات زندگی مہیا کرنی بند کر دی گئیں یہاں تک کہ انہیں سخت اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

"وبقوا محبوسين ومحصورين، مضيقا عليهم جدا، مقطوعا عنهم الميرة والمادة، نحو ثلاث سنين، حتى بلغهم الجهد وسمع اصوات صبيانهم بالبُكاء من وراء الشعب" ۱۸۸

کیرن آرم سٹرانگ کے نزدیک بائیکاٹ کا مقصد دونوں قبیلوں کو فاقوں سے دوچار کرنا نہیں بلکہ قبیلے سے علیحدگی کے نتائج سے آگاہ کرنا تھا نیز آپ ﷺ مکہ کے مذہب سے گریز کر کے مالی فوائد نہیں سمیٹ سکتے۔

Marfat.com

"The purpose of the boycott was not to starve the two clans, but to bring home to them the consequence of removing themselves from the tribe. If Muhammad wanted to withdraw from the religious life of Mecca, he could not continue to benefit from the Economy." ۱۸۹ـ

مسلسل تین برس تک رسول رحمت ﷺ اور تمام آل ہاشم نے بدترین حالات کا سامنا کیا اور کفار کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ یقیناً یہ بہت بڑی آزمائش تھی جس سے رسول اکرم ﷺ اور دیگر لوگوں نے بفضل تعالیٰ بھرپور استقامت کا مظاہرہ فرمایا۔ آپ ﷺ کو راہ حق میں ایسی مشکلیں پیش آئیں کہ اور کسی کو نہ آئیں اور اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی اور کو اتنا خوفزدہ نہیں کیا گیا حتیٰ کہ آپ ﷺ اور بلال رضی اللہ عنہ پر تیس شب و روز ایسے گزرے کہ صرف وہی تھا جسے بلال رضی اللہ عنہ بغل میں دبائے رکھتے تھے (یعنی قلیل سا کھانا)۔

"عن انس قال رسول اللہ ﷺ: لقد أوذيت في الله وما يؤذى احد، وأخفت في الله وما يخاف احد ولقد أتت عليّ ثلاثون من بين يوم و ليلة وما لي ولبلال ما يأكله ذوكبد الا ما يوارى ابط بلال" ۱۹۰ـ

یہ ظالمانہ مقاطعہ تین سال بعد تدبیر الٰہی سے اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو اس عہد نامے کے متعلق آگاہ فرمایا کہ دیمک اس کو چٹ کر چکی ہے۔ صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے۔ چنانچہ ابوطالب قریش کے پاس آئے اور کہا کہ عہد نامہ چیک کرو اور اگر میرا بھتیجا جھوٹا ہوا تو میں ضرور اُسے تمہارے حوالے کر دوں گا اور اگر وہ سچے ہیں تو تم بُرائی سے باز آ جاؤ۔ جب دیکھا گیا تو واقعی دیمک اللہ کے نام کے علاوہ باقی سب کھا چکی تھی لوگ حیران رہ گے اور سرنگوں ہو گئے۔

"--- وكانت الصحيفة عند جده، قال: أكل كل شيء كان في الصحيفة من قطيعة غير باسمك اللهم، رجع الحديث الى

Marfat.com

حدیث محمد بن عمر الأول، قال: فذكر ذلك رسول الله ﷺ لأبي طالب، فذكر ذلك أبوطالب لاخوته وخرجوا الى المسجد، فقال ابوطالب لكفار قريش: ان ابن أخي قد اخبرني ولم يكذبني قط أن الله قد سلط على صحيفتكم الأرضة ودحست كل ما كان فيها من جور أو ظلم أو قطيعة رحم وبقي فيها كل ما ذكر به الله، فأن كان ابن أخي صادقا نزعتم عن سوء رايكم، وان كان كاذبا دفعته اليكم فقتلتموه أو استحييتموه، قالوا: قد انصفتنا فأرسلوا الى الصحيفة ففتحوها فاذا هي كما قال رسول الله ﷺ فسقط في ايديهم ونكسوا على رؤسهم" ١٩١

معاندین حق کا یہ حربہ بھی بری طرح ناکام ہوا اور کفار کسی صورت دعوتِ حق کو دبانے سے قاصر رہے۔ بلکہ انہوں نے دیکھ لیا کہ قبائل کا کڑا سماجی بائیکاٹ بھی آپ ﷺ کو نہ صرف زیر نہیں کر سکا بلکہ آپ ﷺ کے ارادوں کو بھی متزلزل نہیں کر سکا۔ انسا ئیکلو پیڈیا بنوا تج کے مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ مکہ کے تمام سرداروں نے محمد ﷺ کے قبیلہ کا تین سال تک مقاطعہ کیے رکھا لیکن وہ اپنے مقصد میں ناکام رہے:

"From about 615 to 618 all the other clans of Mecca joined in boycotting Muhammad's clan of Hashim, but the boycott seems to have failed". ١٩٢

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ معاندین اسلام کی آخری کوشش بھی رائیگاں گئی اور بائیکاٹ کے بنیادی مقاصد کے حصول میں انہیں بُری طرح ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

"That the effort finally failed in its primary objective is conceded by the story itself". ١٩٣

Marfat.com

۸۔ کفار کا نبی ﷺ سے ظالمانہ سلوک:

شعب ابی طالب کے صدمہ سے نکلے ابھی چند دن بھی نہ گزرے تھے کہ جناب ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوگیا۔ جس پر معاندین نہایت بے رحمی اور بے باکی سے آپ ﷺ کو اذیتوں سے دوچار کرنے لگے کیونکہ اب اُن کو کسی کے ڈر اور خوف کا اندیشہ نہ تھا۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ جب ابوطالب کا وصال ہوگیا تو قریش کو آپ ﷺ کی ایذاء دہی میں جرأت پیدا ہوئی، جو پہلے میسر نہ تھی یہاں تک کہ ایک خبیث نے راستہ میں رسول پاک ﷺ کے سر مبارک پر خاک ڈال دی۔ آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہؓ مٹی صاف کر رہی ہے اور روتی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، بیٹی کیوں روتی ہو؟ اللہ تمہارے باپ کا محافظ ہے نیز آپ ﷺ کو کوئی بُرائی وہ ابوطالب کی زندگی میں نہ پہنچا سکے۔

"فلما هلك أبوطالب، نالت قريش من رسول الله ﷺ من الأذى ما لم تكن تطمع به في حياة أبي طالب، حتى اعترضه سفيه من سفهاء قريش، فنثر على راسه ترابا۔۔۔ دخل رسول الله بيته والتراب على راسه، فقامت اليه احدى بناته، فجعلت تغسل عنه التراب، وهي تبكي، ورسول الله ﷺ يقول لها: "لا تبكي يا بنية، فان الله مانع أباك"، قال: ويقول بين ذلك، "ما نالت مني قريش شيئاً اكرهه، حتى مات أبوطالب" ۱۹۴

اس طرح قریش انتہائی گھٹیا حرکتوں پر اُتر آئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کو گھر کے اندر بھی اذیت پہنچانے سے باز نہ آئے۔ ابن اسحاق کے مطابق ابولہب، حکم بن ابی العاص، عقبہ بن ابی معیط وغیرہ جو آپ ﷺ کے ہمسایہ تھے۔ آپ ﷺ گھر کے اندر نماز پڑھ رہے ہوتے تو یہ آپ ﷺ پر بکری کا بچہ دان پھینک دیتے اور بعض ہانڈی کے

Marfat.com

اندر یہ بچہ دان ڈال دیتے تو آپ ﷺ لکڑی سے باہر پھینکتے اور فرماتے ''اے فرزندانِ عبدمناف! یہ کیسی ہمسائیگی ہے؟'' ۱۹۵

قریش مکہ کی دشمنی وعداوت اس سطح تک پہنچ گئی کہ بیت اللہ کے اندر جہاں کسی جانور کو ستانا بھی حرام تھا' رسول اکرم ﷺ کے ساتھ انتہائی ناروا سلوک روا رکھا گیا۔ عقبہ بن ابی معیط بحالت نماز آپ ﷺ پر اوجھڑی پھینکنا، حضرت فاطمہؓ کا اسے اتارنا اور آپ ﷺ کا ان پر بددعا کرنا۔ ۱۹۶

اسی طرح کفار کا رسول اکرم ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال کر گھونٹنا (یعنی مارنے کی کوشش کرنا) اور ابوبکر صدیقؓ کا روتے ہوئے عقبہ کو دھکیل کر کہنا کہ تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ یہ سب سے تکلیف دہ اذیت تھی جو بقول عبداللہ بن عمرو بن عاص کفار نے دی:

"قال: بینما النبی ﷺ یصلی فی حجر الکعبة، اذا قبل علیه عقبه بن ابی معیط مع ثوبه علی عنقه فخنقه خنقا شدیدا۔ فأقبل ابوبکرؓ حتی اخذ بمنکبه ودفعه عن النبی ﷺ وقال:
"أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ" ۱۹۷

اور ابوجہل لعین کا آپ ﷺ کو نماز سے روکنا اور سر کچل دینے کا ارادہ اور پھر بدترین انجام سے خائف ہو کر باز رہنا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے:

"قال ابوجهل لئن رایت محمداً یصلی عندالکعبة لأطأن علی عنقه، فبلغ ذلك رسول الله ﷺ فقال، "لو فعل لأخذته الملائکة عیانا" ۱۹۸

ابن کثیر کہتے ہیں یہ سب واقعات جناب ابوطالب کی وفات کے بعد پیش آئے۔ ۱۹۹

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ معاندین اسلام نے ابوطالب کی وفات

Marfat.com

کے بعد ہر طرح کا ظلم روا رکھنے کی سعی کی تاکہ کسی طرح آپ ﷺ دعوتِ حق سے بیگانہ ہو جائیں۔

۹۔اہل طائف کی ایذارسانی:

چنانچہ آپ ﷺ ان سے مایوس ہو جاتے ہیں اور طائف کے لیے تنہا ہی اس امید نکلتے ہیں کہ شاید قبیلہ ثقیف نصرت و حمایت پر آمادہ ہو جائیں تو قریش کی ایذاء رسانی سے بھی خلاصی ہو جائے گی لیکن انہوں نے بھی انکار کیا اور سخت اذیت پہنچائی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں:

"فلما هلك ابوطالب نالت قريش من رسول الله ﷺ من الأذى ما لم تكن نالته منه فى حياة عمه أبى طالب، فخرج رسول الله ﷺ الى الطائف يلتمس من ثقيف النصرة والمنعة بهم من قومه، ورجا أن يقبلوا منه ما جاء هم به من الله تعالىٰ، فخرج اليهم وحده" [۲۰۰]

(جب ابو طالب وفات پا گئے تو قریش نے رسوال اللہ کو ایذارسانی کا سلسلہ شروع کر دیا جو ابو طالب کی زندگی میں نہ تھا تو رسول اللہ طائف کی طرف تشریف لے گئے تاکہ بنی ثقیف کو ہدایت کریں اور وہ آپ کے ساتھ ہو کر آپ ﷺ کی قوم کے مقابلہ میں آپ کی مدد کریں۔ چنانچہ رسول اللہ تن تنہا وہاں تشریف لے گئے۔)

سرداران ثقیف نے بدترین طریقہ سے نہ صرف تکذیب کی بلکہ اپنے جاہلوں اور لونڈی غلاموں کو بھی آپ ﷺ کے پیچھے ایذاء رسانی کیلئے لگا دیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو پتھر مارنے شروع کیے حتی کہ آپ کے قدم مبارک لہولہان ہو گئے۔ حضرت زید بن حارثہ اپنی جان کو آپ کے لیے ڈھال بنائے ہوئے تھے۔ سرور عالم ﷺ مکہ مکرمہ کی طرف انتہائی غمگین حالت میں لوٹے۔

Marfat.com

"فلم یجیبوہ وخافوا علی أحداثھم، فقالوا: یا محمد، اخرج من بلدنا والحق بمحابك من الارض، واغروا به سفهاء هم فجعلوا یرجمونه بالحجارة، حتی ان رجلیه لتدمیان، وزید ابن حارث یقیه بنفسه، حتی لقد شج فی راسه شجاجا، فانصرف رسول الله ﷺ الی مکه وهو محزون"[۲۰۱]

یہ آپ ﷺ کے لیے شدید ترین اذیت تھی جیسا کہ حضرت عائشہؓ کے سوال پر کہ کیا اُحد سے بھی زیادہ تکلیف دہ وقت آپ ﷺ پر گذرا ہے تو فرمایا:

"ما لقیت من قومك كان أشد منه یوم العقبة" [۲۰۲]

اس کے بعد آپ ﷺ نے مکہ واپسی کا ارادہ فرمایا تو زید بن حارثہ نے عرض کی کہ قریش تو آپ ﷺ کو مکہ سے نکال چکے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم جو کچھ دیکھتے ہو اللہ اس کو کشائش اور راہ بنانے والا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حرا پہنچ کر مطعم بن عدی کو پیغام بھیجا کہ میں تمہارے پڑوس میں داخل ہوسکتا ہوں تو انہوں نے ہاں میں جواب دیا جس پر مطعم بن عدی اپنی سواری پر کھڑے ہوئے اور ندا دی کہ "اے گروہ قریش میں نے محمد ﷺ کو پناہ دی ہے لہذا تم میں سے کوئی شخص ان پر حملہ نہ کرے"۔

"یا معشر قریش انی قد أجرت محمدا فلا یهجه أحد منکم" [۲۰۳]

یہ آپ ﷺ کے لیے کٹھن ترین دور تھا جس میں قریش آپ ﷺ کو پناہ دینے پر بھی تیار نہ ہوئے۔ آپ ﷺ خائف تھے کہ اگر قریش کو طائف کی ناکامی کا علم ہو گیا کہ کسی نے بھی آپ ﷺ کا ساتھ نہیں دیا تو قریش مزید بگڑ جائیں گے لہذا آپ ﷺ دوسروں سے تحفظ مانگنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جس پر مطعم بن عدی پناہ دیتا ہے لیکن یہ کوئی پائیدار حل نہ تھا بلکہ کسی نہ کسی قریشی کو ساتھ ملانا از حد ضروری ہو چکا تھا۔

کیرن آرم سٹرانگ کا تجزیہ کچھ یوں ہے:

"Once the Kafirun had learned of his attempt to find support in Ta'if his position would be even

Marfat.com

more precarious, so before entering Mecca, he sent word to three clan chiefs, as king for their Patronage. Two refused, but the third..... promised to protect Muhammad.... but this could not be a long-term solution. Somehow Muhammad had to win over the Quraysh". ۲۰۴

یہاں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے ایک کافر کی پناہ کیوں قبول فرمائی، اس کا جواب پیر کرم شاہ یوں لکھتے ہیں:

"اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے مکہ سے طائف جانے کی خبر وہاں کے سارے باشندوں کو ہو گئی تھی نیز طائف کے مکینوں نے جو انسانیت سوز سلوک کیا اس کا بھی انہیں علم ہو گیا تھا انہوں نے اجتماعی طور پر یہ فیصلہ کیا کہ وہ حضور ﷺ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اس وقت مسلمانوں کی تعداد اتنی نہ تھی کہ مشرکین مکہ کے اس منصوبہ کو اپنی قوت بازو سے خاک میں ملا سکتے اور نہ ابھی جہاد کا اذن ملا تھا۔ ان حالات میں یا تو حضور ﷺ مکہ کے مرکز کو نظر انداز فرما دیتے اور جا کر صحرا کے کسی گوشہ میں فروکش ہو جاتے یہ بات اسلامی دعوت کے لیے مفید نہ ہوتی نیز حضور ﷺ کے مکہ سے نقل مکانی کے بعد مٹھی بھر جان نثار بے آسرا ہو کر رہ جاتے اس لیے "اَخَفُّ البلیتین" کے اصول پر عمل کرتے ہوئے مطعم بن عدی کے جوار کو قبول کرنا عین مصلحت تھا"۔ ۲۰۵

چونکہ رسول برحق ﷺ کا حقیقی مشن ہر ایک فرد تک کلمۂ حق پہنچا دینا تھا جو آپ ﷺ نے قریش کے ایک ایک فرد تک بخوبی پہنچا دیا تھا لیکن اکثریت نہ صرف سرکش بنی بلکہ دعوت اسلام کے مٹانے کے بھی درپے رہے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان

Marfat.com

کے حال پر چھوڑ دیا اور دیگر قبائل عرب کی طرف متوجہ ہوئے۔ چونکہ قریش نے آپ ﷺ کو تبلیغ سے منع کر رکھا تھا لہٰذا آپ ﷺ موسمِ حج کے دوران مختلف قبائل سے رات کی تاریکی میں ملاقات فرماتے۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یثرب کے لوگوں کو آپ ﷺ کی نصرت وحمایت کی توفیق عطا فرمائی۔

جیسا کہ جابرؓ بن عبداللہ انصاری بیان فرماتے ہیں:

> ''رسول اللہ ﷺ مکہ میں دس سال تک لوگوں کی فرودگاہوں، عکاظ اور مجنہ کے میلوں اور منیٰ میں مخصوص مہینوں میں لوگوں کے پاس جاتے اور فرماتے، ''کون مجھے پناہ دیتا ہے؟ کون میرا مددگار بنتا ہے تاکہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچاؤں اور اس کے لیے جنت ہے؟'' چنانچہ کوئی آدمی یمن سے یا مصر سے مکہ کے لیے نکلنے لگتا تو اس کی قوم کے لوگ اس کے پاس آتے اور کہتے: ''قریش کے جوان سے دور رہنا، مبادا وہ تمہیں فتنہ میں ڈال دے''۔ آپ ﷺ لوگوں کے درمیان دعوت دیتے ہوئے چلتے اور وہ اپنی انگلیوں کے ساتھ آپ ﷺ کی طرف اشارے کر رہے ہوتے حتی کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے یثرب سے ہم آپ ﷺ کی طرف پہنچے، ہم نے آپ ﷺ کی تصدیق کی، ہم نے آپ ﷺ کو پناہ دی، ہمارا کوئی آدمی نکلتا، آپ ﷺ پر ایمان لاتا، آپ ﷺ اسے قرآن سناتے اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتا تو وہ اس کے اسلام کو قبول کر لیتے یہاں تک کہ انصار کا کوئی ایسا محلہ نہ رہا کہ جس میں کوئی مسلمان خاندان نہ ہو اور وہ اسلام کا اظہار نہ کر رہا ہو۔''[۲۰۶]

۱۰۔ رسولِ رحمت ﷺ کے متعلق کفار کا آخری فیصلہ:

جب یثرب میں اسلام کی روشنی سے اوس وخزرج کے قبائل کی اکثریت نورِ ایمان

Marfat.com

سے بہرہ ور ہو چکی تو انہوں نے رسول رحمت ﷺ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی اور آپ ﷺ کی حفاظت پر پختہ بیعت بھی کی تو رسول اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب ؓ کو یثرب ہجرت کا حکم دیا اور خود حکمِ الٰہی کے منتظر ہوئے۔ چنانچہ جب قریش نے یہ دیکھا کہ اکثریت اہل ایمان حبشہ میں امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں باقی ماندہ یثرب میں ڈیرے ڈال رہے ہیں اور یقیناً محمد ﷺ بھی یثرب چلے جائیں گے تو انہوں نے آپ ﷺ سے متعلق مشورہ کیا اور آپ ﷺ کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔

ابن خلدون لکھتے ہیں:

"ولما علمت قریش ان رسول اللہ ﷺ قد صار شیعة وانصار من غیرھم، وانه مجمع علی اللحاق بھم، وان أصحابه من المھاجرین سبقوہ الیھم، تشاوروا ما یصنعون فی أمرہ ۔۔۔" ۲۰۷

کفار نے آپ ﷺ کو قید، جلا وطن پر غور کے بعد بالآخر ابو جہل کی ابلیسی ترکیب پر آپ ﷺ کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔

کفار کی اس مشاورت کا بھید قرآن نے ان الفاظ میں کھولا ہے:

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ ؕ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ۝ ۲۰۸

"(اے پیغمبر ﷺ) جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار دیں یا (وطن سے) نکال دیں تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (اُدھر) اللہ چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے"۔

لیکن خالق حقیقی نے ان کے سب عزائم کو خاک میں ملا دیا اور کفار اپنی پہلی فریب کاریوں کی طرح اس خطرناک سازش کو بھی عملی جامعہ پہنانے میں بُری طرح ناکام رہے لیکن مالک الملک نے اپنے رسول ﷺ کو اپنی پناہ میں یثرب مومنین کے سُپرد کر دیا، جنہوں نے آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ ارشاد ربانی ہے:

Marfat.com

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْاؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ۝ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۝ ۲۰۹

''سو (اے پیغمبر ﷺ) جیسا تم کو حکم ہوتا ہے (اس پر) تم اور جو لوگ تمہارے ساتھ تائب ہوئے ہیں قائم رہو۔ اور حد سے تجاوز نہ کرنا۔ وہ تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مائل نہ ہونا نہیں تو تمہیں دوزخ کی آگ آ لپٹے گی اور اللہ کے سوا تمہارے اور دوست نہیں ہیں اگر تم ظالموں کی طرف مائل ہو گئے تو پھر تم کو (کہیں سے) مدد نہ مل سکے گی''۔

استقامت اور سیدھی راہ پر دوام، ہمیشگی اور ثابت قدمی کی ہدایت اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ اور تمام مسلمانوں کو کر رہا ہے۔ یہی سب سے بڑی چیز ہے۔اس کے ساتھ ہی سرکشی سے بھی روکتا ہے کیونکہ یہی تباہ کرنے والی چیز ہے گو کسی مشرک ہی پر کی گئی ہو۔ پروردگار بندوں کے ہر عمل سے آگاہ ہے۔مداہنت اور دین کے کاموں میں سستی نہ کرو۔ شرک کی طرف نہ جھکو۔مشرکین کے اعمال پر رضامندی کا اظہار نہ کرو۔حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"یأمر تعالیٰ رسوله وعباده المومنين بالثبات والدوام على الاستقامة وذلك من أكبر العون على النصر على الأعداء ومخالفة الأضداد ونهى عن الطغيان وهو البغي--- "ولا تركنوا الى الذين ظلموا" عن ابن عباس: "لا تداهنوا" "۲۱۰

یہ دین اسلام کا طرہ امتیاز ہے کہ انتہائی کربناک صورتحال میں بھی ''دین حق'' پر ڈٹے رہنے کی تلقین کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے ظلم وزیادتی سے باز رہنے کی تاکید کی گئی تاکہ حق وباطل کا فرق نمایاں ہو جائے اور عوام الناس خود فیصلہ کر لیں کہ ان میں سے کس کا ساتھ دینا عزت وشرف کا باعث ہے اور کس کا ساتھ ذلت اور زوال کا باعث ہے۔

Marfat.com

13۔قرآن مجید کی تعلیمات

کفارِ مکہ کی ترہیب اور پرتشدد پالیسیوں کے حوالے سے قرآن کریم میں جابجا رسولِ رحمت ﷺ اور اہلِ اسلام کو ہدایات دی گئیں تاکہ وہ ان پر عمل پیرا ہو کر معاندین کے منصوبوں پر پانی پھیر دیں اور دنیا پر واضح ہو جائے کہ دعوتِ اسلام کا مقصود صرف اور صرف انسانوں کی اصلاح اور فلاح و بہبود ہے جب کہ ظلم و جبر سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

ا۔استقامت اختیار کرنے کا حکم:

چنانچہ ترہیب وتخویف کے حالات میں رسول رحمت ﷺ کو صبر و استقامت کے مظاہرہ کا حکم فرمایا گیا تاکہ معاندین حق جان لیں کہ فریضہ حق کی ادائیگی سے رکنا کسی صورت ممکن نہیں چاہے اس کے لیے جان کا نذرانہ بھی پیش کرنا پڑے تو دریغ نہ کیا جائے گا۔ارشاد ربانی ہے:

وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ ۲۱۱

"اور جیسا کہ تم کو حکم ہوا ہے (اسی پر) قائم رہنا۔اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا"۔

یہ نبی ﷺ کو ہدایت فرمائی کہ تمہارے مخالفین خواہ کتنا ہی زور لگائیں لیکن آپ ﷺ ان کی مطلق پرواہ نہ کرو، بلکہ ٹھیک ٹھیک اسی طرح جس طرح تمہیں ہدایت ہوئی ہے اس پر جمے رہو۔۲۱۲

۲۔ایذا رسانی پر درگذر:

معاندین کی دھمکیوں اور ایذاؤں پر توجہ مرکوز نہ فرمائیں کیونکہ یہ تو جاہل ہیں لہٰذا آپ ﷺ اپنا مشن جاری رکھیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ ۲۱۳

"(اے پیغمبر ﷺ) عفو اختیار کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور

Marfat.com

جاہلوں سے کنارہ کرلو"۔

ابن کثیر کہتے ہیں کہ مشرکین سے بدلہ نہ لے دس سال تک تو یہ حکم رہا کہ درگزر کرتے رہو۔

"أمره الله بالعفو والصفح عن المشركين عشر سنين ثم أمره بالغلظة عليهم" ۲۱۴

پُرتشدد اور اذیت ناک مرحلے پر بھی اسی قسم کا اسلوب نمایاں ہوتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۲۱۵

"اور جو صبر کرے اور قصور معاف کردے تو یہ ہمت کے کام ہیں"۔

"ان باتوں کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی ان حالات کے مقابلہ کے لیے کی گئی ہے جن سے وہ قریش کے ہاتھوں قربِ ہجرت کے زمانے میں دوچار تھے اس وقت تک مسلمان نہ تو ایک منظم سیاسی طاقت بنے تھے اور نہ ابھی قریش پر دین کی حجت ہی پوری طرح تمام ہوئی تھی"۔ ۲۱۶

۳۔ مصائب پر صبر کی تلقین:

اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ یہ پُرتشدد رویہ صرف آپ ﷺ کے ساتھ ہی اختیار نہیں کیا گیا بلکہ آپ ﷺ سے قبل بھی تمام اولوالعزم رسولوں کو طرح طرح کی صعوبتیں، مشکلیں اور ایذائیں دی گئیں، لہٰذا جیسے انہوں نے سخت معاندین کی مخالفت و معاندت کو صبر سے برداشت کیا آپ سے بھی یہ اُمید ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ۲۱۷

"جس طرح اور عالی ہمت پیغمبر صبر کرتے رہے ہیں اسی طرح تم بھی صبر کرو اور ان کے لیے (عذاب) جلدی نہ مانگو"۔

Marfat.com

۴۔ جنگ وجدل سے بچنے کی تاکید:

ان سب ہدایات سے واضح ہے کہ مکی زندگی کے کٹھن اور انتہائی نامساعد حالات میں اہل ایمان کو یہی حکم تھا کہ کسی بھی ظلم، تشدد اور زیادتی کا ہرگز جواب نہ دیں جیسا کہ قرآن مجید سے اس کی تصریح ہوتی ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ [۲۱۸]

''بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو (پہلے یہ) حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو (جنگ سے) روکے رہو اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو''۔

چونکہ آغازِ اسلام میں مکہ میں مسلمان کمزور تھے جب کہ کفار کا غلبہ بھی تھا اور وہ بکثرت تھے جنگی اسباب میں بھی کفار فائق تھے اس لیے اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں دیا بلکہ کافروں کی اذیتوں پر برداشت کی تلقین ہوئی اور نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور مسکینوں ومحتاجوں کے کام آنے کا حکم دیا گیا۔ مصلحت الٰہی کا تقاضا یہ تھا کہ یہ ان حالات میں کفار سے نہ لڑیں بلکہ صبر وضبط سے کام لیں جب کہ بعض مسلمانوں کی تمنا تھی کہ اس کمزوری اور قلتِ تعداد کے باوجود کفار سے دو دو ہاتھ کر لیں لیکن اجازت نہ دی گئی۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"كان المومنون في ابتداء الاسلام وهم بمكة مأمورين بالصلوٰة والزكاة، وان لم تكن ذات النصب وكانوا مأمورين بمواساة الفقراء منهم وكانوا مأمورين بالصفح والعفو عن المشركين والصبر الى حين، وكانوا يتحرقون ويودون لو امروا بالقتال يشتفوا من اعدائهم ولم يكن الحال اذا ذاك مناسبا لأسباب كثيرة منها: قلة عددهم بالنسبة الى كثرة

Marfat.com

عدد عدوهم، ومنها: كونهم كانوا في بلدهم، وهو بلد حرام، أشرف بقاع الأرض، فلم يكن الأمر بالقتال فيه ابتداء كما يقال" ۲۱۹

یقیناً یہ تعلیمات و ہدایات انتہائی مخدوش حالات میں مینارۂ نور ہیں کہ بجائے اس بات کے کہ چند حق پرست باطل سے ٹکرا کر نیست و نابود ہو جائیں۔ عقل و دانش کا تقاضا ہے کہ انہیں بہتر حالات کا انتظار کرنا چاہیے جب اُن کی قوت و طاقت اور عددی اکثریت میں اضافہ ہوگا تو خود بخود وہ نظامِ باطل کو بیخ و بُن سے اُکھاڑنے کے لیے لامحالہ اٹھ کھڑے ہوں گے چنانچہ ایسے غیر معمولی حالات میں صبر اور اپنے ہاتھوں کو باندھے رکھنا ہی دانشمندی تھا۔

۵۔ ہجرت کی اجازت:

چونکہ ان ناسازگار حالات میں تربیت اور تیاری کا مرحلہ بھی طے کرنا تھا تو اُس کے لیے واضح احکام بھی ساتھ ہی بتا دیئے کہ مالک حقیقی سے لو لگاؤ اور اُس کی محبت دلوں میں مزید جماؤ۔ راہِ حق میں مصائب و تکالیف جھیلنے کا خود کو زیادہ سے زیادہ عادی اور خوگر بناؤ۔ مکہ میں مسلمانوں پر ظلم کی حد ہو گئی تو کارساز قضا و قدر نے اُن کو ہجرت کے لیے تیاری کا حکم فرمایا۔ ارشاد ہے:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝ ۲۲۰

"اے میرے بندوں جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو۔ ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ پھر تم

Marfat.com

ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم بہشت کے اونچے اونچے محلوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے (نیک) عمل کرنے والوں کا (یہ) خوب بدلہ ہے۔ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی۔ اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔"

چنانچہ صحابہ کرامؓ پر جب مکہ کی رہائش مشکل ہو گئی تو وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تا کہ امن وامان کے ساتھ اللہ کے دین پر قائم رہ سکیں۔

"لما ضاق على المستضعفين بمكة مقامهم بها، خرجوا مهاجرين الى الارض الحبشة ليأمنوا على دينهم هناك" ۲۲۱

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اس آیت میں ایمان والوں کو ہجرت کا حکم دیتا ہے کہ جہاں دین کو قائم نہ کر سکتے ہوں وہاں سے اس جگہ چلے جائیں جہاں ان کے دین میں انہیں آزادی رہے اللہ کی زمین بہت کشادہ ہے جہاں وہ فرمان اللہ کے تحت اللہ کی عبادت و توحید بجا لا سکیں وہاں چلے جائیں"۔ ۲۲۲

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"البلاد بلاد الله، والعباد عباد الله، فحيثما اصبت خيرا فاقم" ۲۲۳

(تمام شہر اللہ کے شہر ہیں اور کل بندے اللہ کے غلام ہیں جہاں تو بھلائی پا سکتا ہے وہیں قیام کر۔)

دوسرے مقام پر ہجرت کی ترغیب دلائی گئی اور بے حساب اجر کا وعدہ فرمایا گیا:

۱۔ جہاں دین محفوظ نہیں وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہے۔

Marfat.com

۲۔ ہجرت کی بنیاد اللہ اور اُس کے احکام کی اطاعت کی بجا آوری ہے لہذا جہاں دین پر آزادی سے رہ سکیں وہاں جانا لازم ہو جاتا ہے۔

۳۔ دین پر صبر اور ہجرت کرنے والوں کے لیے اُخروی نعمتوں اور انعامات کا وعدہ خداوندی۔

۴۔ ہجرت کرنے سے رزق تنگ کی بجائے کشادہ و فراخ ہو گا لہذا یہ واضح کیا گیا تا کہ معیشت مانع ہجرت نہ بنے۔

۵۔ دین کی حفاظت و نگہبانی اور رزق کی فراہمی کے لیے اللہ پر توکل کر کے نکلے۔

نیز اپنے اموال سے بے کسوں، بیواؤں اور نادار لوگوں کے دکھ درد کم کرو۔ گویا تطہیر افکار اور تعمیر سیرت و کردار کے دونوں کام ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔

ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کے مطابق رسول اللہ ﷺ اپنے اصحابؓ کی تربیت اپنی آنکھوں کے سامنے کرتے۔ رات کو بستر چھوڑنے، بے خوابی انگیز کرنے اور مرغوباتِ نفس کو ترک کرنے میں ان کا امتحان مجاہدہ کے لیے تھا اور وہ خواہشات نفس کے آگے جھکنے سے آزادی کی تربیت تھی، جو قیادت اور اختیارات کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لینے کی تمہید تھی۔

"وكان الرسول ﷺ يربي أصحابه على عينه ويوجههم نحو توثيق الصلة بالله، والتقرب اليه بالعبادة--- ولا شك في ان امتحانهم في هجر الفرش ومقاومة النوم ومألوفات النفس لتربيتهم على المجاهدة، وتحريرهم من الخضوع لأهوا النفس، تمهيدا لحمل زمام القيادة" ۲۲۴

بلاشبہ صحابہ کرامؓ اپنے ساتھ اور اپنے بھائیوں کے ساتھ ہونے والے ناروا تشدد پر خاموش تماشائی نہیں بنے ہوئے تھے بلکہ اُن کے دلوں میں جوش اور ولولہ پیدا ہو رہا تھا کہ ہمیں باطل کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونا چاہیے اور اس سے ہر صورت پنجہ آزمائی کرنی چاہیے جیسے عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور آپؓ کے ساتھی مکہ میں رسول اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہتے ہیں: "اے نبی اللہ، ہم کفر کی حالت میں ذی عزت تھے آج اسلام کی حالت میں ذلیل سمجھے

Marfat.com

جانے لگے ہیں"، لیکن آپ ﷺ نے جواب دیا کہ "مجھے اللہ کا حکم یہی ہے کہ ہم درگزر کریں کافروں سے جنگ نہ کریں"۔ ۲۲۵

معاندینِ حق کا جور و ستم کا سلسلہ دن بدن بڑھتا چلا جارہا تھا حتی کہ مسلمانوں کے لیے مکہ مکرمہ میں رہنا محال کر دیا گیا چونکہ صحابہ کرامؓ پر یہ خوفناک تشدد بالواسطہ رسول اکرم ﷺ کے لیے بھی باعثِ اذیت تھا چنانچہ حکم الٰہی پر آپ ﷺ نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم فرمایا:

ارشاد ربانی ہے:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ ۲۲۶

"جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی ان کے لیے بھلائی ہے اور اللہ کی زمین کشادہ ہے۔ جو صبر کرنے والے ہیں ان کو بے شمار ثواب ملے گا"۔

قرآن مجید میں مکہ کے مظلوم مسلمانوں کو صرف ہجرت کی تلقین ہی نہیں کی گئی بلکہ دو قسم کی ہدایات سے بھی نوازا۔

۱۔ چونکہ یہ ہجرت عیسائی ملک حبشہ کی طرف تھی اس لیے سورہ مریم نازل کی گئی نیز مسلمان ایک مظلوم پناہ گزیں گروہ کی حیثیت سے جارہے تھے اس لیے دین کے معاملہ میں ذرہ برابر مُداہنت کرنے کی تعلیم نہ دی بلکہ اُن کے سامنے عیسیٰؑ کی بالکل صحیح حیثیت پیش کریں اُن کے ابن اللہ ہونے کا صاف انکار کردیں، خواہ اس کا نتیجہ کچھ ہی ہو۔

۲۔ دوسری ہدایت یہ تھی:

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ ۲۲۷

"اور اہل کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر ایسے طریق سے کہ نہایت اچھا

Marfat.com

ہو۔ ہاں جو ان میں بے انصافی کریں (ان کے ساتھ اسی طرح مجادلہ کرو) اور کہہ دو کہ جو (کتاب) ہم پر اتری ہے اور جو (کتابیں) تم پر اتریں ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں"۔

یعنی (۱) ظالم سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔ (۲) سمجھدار سے دلائل سے گفتگو کرنا۔ (۳) متعصب سے مشترک تعلیمات پر گفتگو کرنا۔

۶۔ آزمائشوں پر تسلی:

رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں کو سماجی مقاطعہ پر انبیائے سابقین نوح، موسیٰ، یوسف، یونس اور عیسیٰ علیہم السلام کے حالات و واقعات سے بطور تسلی و تشفی آگاہ کیا جاتا ہے تاکہ اہلِ ایمان بھی راہ حق کی آزمائشوں اور مشکلوں کو خاطر میں نہ لائیں کیونکہ معاندین جلد اپنے انجام سے دوچار ہونے والے ہیں۔ کیرن آرم سٹرانگ لکھتی ہیں:

"During this ban, the Qur'an reminded the Muslims that other prophets. Joseph, Noah, Jonah, Moses, and Jesus-- had also warned their people to reform their behavior, and when they refused, their societies had collapsed, because they were not acting in accordance with the fundamental principles of the universe". ۲۲۸

کیرن کے مطابق تباہی ناگزیر تھی لیکن قرآن مسلمانوں کو صبر کی تلقین اور دشمنوں سے ذاتی انتقام لینے سے منع کرتا رہا۔

"Disaster was inevitable but the Qur'an continued to urge Muslims to be patient and not seize this opportunity for a personal vendetta against their enemies". ۲۲۹

Marfat.com

۷۔ مصائب کے بدلے جنت کی خوش خبری:

پھر قرآن نے اہل ایمان کو ایسے روح پرور قصص سُنا کر اُن کو صبر و استقامت کا خوب درس دیا کہ ان کڑے حالات میں گھبراہٹ اور اضطراب کے قریب بھی نہ پھٹکیں بلکہ وہ مسرور اور شادمان ہو جائیں کہ ان تکالیف کے عوض اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلیٰ ترین اجر ملنے والا ہے کیونکہ یہ بے گناہ اذیتوں میں مبتلا ہیں۔

مولانا مودودی سورۃ البروج کے تعارف "موضوع اور مضمون" میں یوں رقمطراز ہیں:

> "اس کا موضوع کفار کو اُس ظلم و ستم کے بُرے انجام سے خبردار کرنا ہے جو وہ ایمان لانے والوں پر توڑ رہے تھے اور اہل ایمان کو تسلی دینا ہے کہ اگر وہ ان مظالم کے مقابلے میں ثابت قدم رہیں تو ان کو اس کا بہترین اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے بدلہ لے گا۔۔۔ اہل ایمان کو چاہیے کہ ہر سخت سے سخت عذاب بھگت لیں مگر ایمان کی راہ سے نہ ہٹیں"۔ ۲۳۰

سورۃ البروج میں مسلمانوں کو تسلی اور اجر عظیم کا مژدہ ان الفاظ میں سنایا گیا: ارشاد ہے:

> وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۭ ۲۳۱

> "ان کو مومنوں کی یہی بات بُری لگتی تھی کہ وہ اللہ پر ایمان لائے ہوئے تھے جو غالب اور قابل ستائش ہے۔ جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ جن لوگوں نے

Marfat.com

مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیفیں دیں اور توبہ نہ کی ان کو دوزخ کا عذاب بھی ہوگا اور جلنے کا عذاب بھی ہوگا اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں یہی بڑی کامیابی ہے"۔

صاحب تدبر فرماتے ہیں:

"یہ اہل ایمان کی حوصلہ افزائی ہے جو اُن پُرمحن حالات کے باوجود اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے"۔ ۲۳۲

مولانا مفتی شفیع صاحب فرماتے ہیں:

"ان کے ملعون ہونے کی خبر دینے سے تسلی مومنین کی ظاہر ہے"۔ ۲۳۳

درحقیقت منشائے الٰہی یہی تھا کہ اہل ایمان بھی اپنے سے پہلی اُمتوں کی طرح صابر بنیں کیونکہ یہی نصرت الٰہی کا بڑا ذریعہ ہے اس سنگین ترین صورتحال میں اہل ایمان کو یہ تلقین کی گئی کہ وہ ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے تاکہ وہ خسران سے بچ سکیں۔

وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ۝ ۲۳۴

"اور آپس میں حق (بات) کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

۸۔ دعوت حق پر ڈٹ جانے کا اعلان کرنا:

پھر اہل ایمان کو حکم ہو رہا ہے کہ منکرین حق سے برملا کہہ دو کہ تم اپنے باطل و شرکیہ اعمال کئے جاؤ ہم بھی اپنے اعمال میں مشغول ہیں لہٰذا انجام کیا بنتا ہے تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَقُلۡ لِّلَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ اعۡمَلُوۡا عَلٰى مَكَانَتِكُمۡ ؕ اِنَّا عٰمِلُوۡنَ ۝ۙ وَانۡتَظِرُوۡا ۚ اِنَّا مُنۡتَظِرُوۡنَ ۝ ۲۳۵

"اور جو لوگ ایمان نہیں لائے ان سے کہہ دو کہ تم اپنی جگہ عمل کئے

Marfat.com

جاؤ ہم (اپنی جگہ) عمل کیے جاتے ہیں اور (نتیجہ اعمال) کا بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں''۔

ابن کثیر کہتے ہیں ''بطور دھمکانے ڈرانے اور ہوشیار کرنے کے ان کافروں سے کہہ دو کہ اچھا تم اپنے طریقے سے نہیں ہٹتے تو نہ ہٹو ہم بھی اپنے طریقے پر کاربند ہیں تم منتظر رہو کہ آخر انجام کیا ہوتا ہے ہم بھی اسی انجام کی راہ دیکھتے ہیں۔[۲۳۶]

محمد اجمل خان یوں رقمطراز ہیں:

''غرضیکہ مصدقوں کے سامنے یہ سخت ترین آزمائش کا زمانہ تھا۔۔۔ یاد رکھیے کہ جب کبھی ایسے دور سے کوئی بھی تحریک گزر رہی ہو تو اس کے صحف قدیمہ کی تعلیم صبر و ثابت ہی کام دے سکتی ہے اور نفرت کی جگہ موعظمت حسنہ یا بدرجہ مجبوری خاموشی سے مصیبتوں کو جھیل لینا ہی مفید ہوتا ہے اسی وجہ سے قرآن کے اس دور میں بار بار المبشر کو اولو العزمی اور بردباری کے ساتھ اعراض عن الکفار اور انتظار کی تعلیم دی گئی ہے۔ انتظار اس بات کا تھا کہ نصرانی یا دوسری خداپرست قومیں کس حد تک آپ ﷺ کے پیغام کو لبیک کہتی ہیں، مشرکین نے تو حد کر دی تھی''۔[۲۳۷]

۹۔ مخالفین کو تنبیہ کرنا:

چونکہ قریش خود کو حق پر کہتے اور اہل ایمان کو خوفناک انجام بد سے ڈراتے۔ جس پر اہل ایمان کو تسکین اور اطمینان دلایا گیا کہ قانون الٰہی کے مطابق انبیاء و رسل اور اُن پر ایمان لانے والوں کو ہی نجات ملتی ہے جب کہ یہ انبیائے سابقین کی نافرمان قوموں کی طرح انجام بد سے ضرور دوچار ہو کر رہیں گے۔ ارشاد الٰہی ہے:

فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ

Marfat.com

آمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۲۳۸

''سو جیسے (برے) دن ان سے پہلے لوگوں پر گزر چلے ہیں اسی طرح کے (دنوں کے) یہ منتظر ہیں۔ کہہ دو کہ تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ اور ہم اپنے پیغمبروں کو اور مومنوں کو نجات دیتے رہے ہیں اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ مسلمانوں کو نجات دیں''۔

ان قرآنی آیات و تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر آپ ﷺ اور اصحابؓ نے معاندین حق کی ہر مذموم سازش کو ناکام بنا دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے اصحابؓ کو ان کی زندگی کی حفاظت اور دعوت کے مستقبل کے پیش نظر ضبط نفس اور صبر سے مزین رہنے کی ہدایت فرمائی اور قوت کے خلاف قوت اور زیادتی کے خلاف زیادتی کے ساتھ ٹکراؤ سے منع کر رکھا تھا نیز آپ ﷺ نے نوزائیدہ دعوت کی زمام کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دے رکھا تھا، مبادا کہ شر اسے دفن کر دے جب کہ مشرکین دعوت کے ساتھ فیصلہ کن ٹکراؤ چاہتے تھے تا کہ اس کا قصہ تمام کر دیں لیکن اسلام کی حکیمانہ پالیسی نے انہیں یہ موقع نہ دیا۔ ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری لکھتے ہیں:

"وقد أمر الرسول ﷺ أصحابه بضبط النفس والتحلي بالصبر، وعدم مقارعة القوة بالقوة، والعدوان بالعدوان، حرصا على حياتهم ونظرا المستقبل الدعوة، وامساكا بزمام الدعوة الوليدة أن يئدها الشر وهي لا تزال غفة طرية، ولعل المشركين كانوا يحرصون على مواجهة حاسمة مع الدعوة تنهي أمرها، لكن الحكمة الاسلامية فوتت عليهم الفرصة" ۲۳۹

14۔ اسوۂ رسول ﷺ

ا۔ دھمکیوں سے مرعوب نہ ہونا:

Marfat.com

رسول رحمت ﷺ معاندین اسلام کی دھمکیوں اور پُر زور مخالفت کو کسی سطح پر بھی قطعاً خاطر میں نہیں لائے بلکہ پوری شدومد سے کفار کو اپنی دعوت پر استقامت اختیار کرنے کا عندیہ دیتے رہے۔حتیٰ کہ جب آپ ﷺ کے سرپرست جناب ابوطالب بھی کفارِ مکہ کی دھمکیوں سے مرعوب ہو گئے اور آپ ﷺ کو دعوتِ حق کی نشر و اشاعت سے باز رکھنا چاہا تو آپ ﷺ نے دعوتِ حق کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے اور اپنی جان اس راہ میں قربان کر دینے کا عزم کیا۔ یقیناً یہی طرزِ عمل ایک داعیِ حق کو جچتا ہے کہ وہ راہِ حق میں کسی قوت و طاقت، قرابت داری کا پاس اور نفسیاتی حربوں سے مرعوب اور خوفزدہ نہیں ہوتا۔

چنانچہ آپ ﷺ کی دینِ حق کے لیے استقامت قیامت تک آنے والے داعینِ حق کے لیے مشعلِ راہ ہے کہ غلبۂ اسلام کی کاوشیں اسی وقت رنگ لائیں گی جب اس کے پرچارک پیغامِ حق پر کسی قسم کا دباؤ قبول نہیں کریں گے جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنے سرپرست جناب ابوطالب کو صاف الفاظ میں فرمایا:

> "If they place the sun in my right hand and the moon in left, even then I won't change an iota of what God has charged me to preach. If you want to abandon me, God is great, He would protect me against one and all!" ۲۴۰

لہٰذا وحیِ الٰہی کی روشنی میں رسولِ اکرم ﷺ نے صبر و استقامت کا مثالی مظاہرہ فرماتے ہوئے ہر قیمت پر دعوتِ اسلام کو جاری و ساری رکھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ ۲۴۱

"تو (اے پیغمبر) اسی دین کی طرف لوگوں کو بلاتے رہنا اور جیسا تم کو حکم ہوا ہے اسی پر قائم رہنا۔ اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔

Marfat.com

اور کہہ دو کہ جو کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے میں اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ تم میں انصاف کروں۔ اللہ ہی ہمارا اور تمہارا پروردگار رہے ہم کو ہمارے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال، ہم میں اور تم میں کچھ بحث و تکرار نہیں۔ اللہ ہم سب کو اکٹھا کرے گا۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے"۔ ۱

اسی جذبہ کی آج بھی ضرورت ہے کہ اہل حق، باطل کی کسی بھی قسم کی دھمکیوں سے مرعوب نہ ہو چنانچہ کڑے حالات میں اسوہ رسول ﷺ سے رہنمائی لے کر معاندین اسلام کی ہر قسم کی سازشوں کو نامراد بنانا ممکن ہے۔

۲۔ صحابہ کرامؓ کی تربیت:

قریش جب دھمکیوں اور دباؤ سے رسول اکرم ﷺ کو دعوتِ اسلام کی ترویج و اشاعت سے باز نہ رکھ سکے تو انہوں نے ظلم و تشدد کا راستہ اختیار کیا اور ایسا بے رحمانہ اور سنگدلانہ و سفاکانہ سلوک کیا کہ یہ لوگ اسلام پر قائم نہ رہ سکیں اس صورتحال میں رسول رحمت ﷺ نے ایک تو اصحابؓ کو صبر و تحمل کی تعلیم فرمائی اور انہیں جنت کی بشارات سے نوازا جیسے آلِ یاسر کو مصائب میں دیکھ کر فرمایا:

"صبرا آل یاسر، موعدکم الجنة" ۲۴۲

دوسرے آپ ﷺ نے اصحابؓ کو "كُفُّوٓا اَيْدِيَكُمْ" ۲۴۳ کا حکم دیا کہ کیسی ہی غضبناک صورتحال ہو، ٹکراؤ اور زیادتی کا جواب دینے سے ہر ممکن گریز کرنا بلکہ آپ ﷺ نے تو اس صورتحال میں کفار پر بددعا سے بھی پرہیز کیا جیسے خبابؓ بن ارت کو شدید مصائب کا سامنا ہوا تو انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول کیا آپ ﷺ ہمارے لیے دعا نہ فرمائیں گے؟ اس پر آپ ﷺ کا چہرہ اقدس سرخ ہو گیا اور فرمایا "تم سے پہلے لوگوں کی ہڈیوں سے گوشت اور اعصاب لوہے کی کنگھیوں سے الگ کیے جاتے لیکن اس پر بھی وہ دین سے نہ پھرتے۔ آرا ان کے سروں کے درمیان رکھا جاتا اور انہیں دو ٹکڑے کر دیا

Marfat.com

جاتا لیکن اس ظلم نے بھی ان کو دین سے نہ پھیرا۔ اللہ تعالیٰ اس دین کے معاملے کو ضرور پایہ تکمیل تک پہنچائے گا حتی کہ ایک سوار صنعا سے حضر موت تک سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ ۲۴۴

اس وقت بھی عالم اسلام کے بیشتر ممالک معاندین اسلام کے ظلم وستم کا شکار ہیں اور یوں دکھائی دیتا ہے کہ اگر اہل اسلام، اسلامی تعلیمات سے انحراف کر کے باطل کے ہمنوا نہ بنے تو انہیں نمونہ عبرت بنا دیا جائے گا۔ لہٰذا ایسے علاقے جہاں مسلمان کمزور ہیں اور ان کی تعداد بھی قلیل ہے تو وہ صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے اپنے دین کا پرچار کریں اور مخالفین حق سے مسلح ٹکراؤ کی راہ اختیار نہ کریں۔

۳۔ دعوت حق کے لیے سب کچھ قربان کرنے کا عزم:

تیسرے آپ ﷺ نے اپنے اصحابؓ کو قریش کے طیش اور غضب سے محفوظ رکھنے کیلئے انہیں حبشہ ہجرت کرنے کا حکم صادر فرمایا اور فرمایا ''وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جو ظلم نہیں کرتا اور وہ بھلائی کی سرزمین ہے جب تک اللہ تمہاری مصیبت کو رفع کرنے کی کوئی صورت پیدا نہ کرے تم لوگ وہاں ٹھہرے رہو''۔

رسول اکرم ﷺ نے دین کی نگہبانی کے لیے یہ اصول فراہم کیا کہ عقیدہ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دینے کی ضرورت پڑے تو اس سے دریغ نہ کیا جائے۔ اس لیے کہ اگر دین کا وجود نہ رہا یا وہ مغلوب ہو گیا تو وطن اور زمین جائیداد بھی کسی کام نہ آئیں گے لیکن اگر دین کی شان و شوکت قائم رہی تو اگر اس کی راہ میں مال، زمین، جائیداد اور وطن وغیرہ قربان بھی ہو گئے تو وہ واپس مل جائیں گے اور ان کی واپسی پہلے سے زیادہ عزت و شرافت، طاقت و قوت اور بصیرت کے ساتھ ہو گی۔ ۲۴۵

ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی مزید لکھتے ہیں:

''ہجرت درحقیت اذیت سے راہِ فرار اور راحت کی جستجو کا نام نہیں
بلکہ یہ کشادگی اور نصرت الٰہی آنے تک مقام آزمائش کی تبدیلی کا نام

Marfat.com

ہے"۔[۲۴۶]

علامہ السہیلی کہتے ہیں کہ ہجرت حبشہ کے واقعہ سے یہ فقہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے:

"کہ اپنے دین کو بچانے کے لیے مکہ جیسے افضل وطن سے نکل کر ایسے ملک میں چلے جانا، جہاں مسلمان آزادی کے ساتھ اپنے دین کی تبلیغ اور اس کے مطابق عمل کر سکیں۔ خواہ وہ دار الکفر ہی ہو، ضروری ہے کیونکہ اہل حبش عیسائی تھے۔ عیسیٰ کی عبادت کرتے تھے اور ان کو خدا کا بیٹا کہتے تھے، اس ترک وطن کی وجہ سے صحابہ کا نام "مہاجرین" پڑا اور "اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" کہہ کر اللہ نے ان کی تعریف فرمائی"۔[۲۴۷]

علامہ السہیلی مزید لکھتے ہیں "کہ یہ حکم ہمیشہ کے لیے جاری ہے جب کسی شہر میں منکر غالب آجائے اور حق پر عمل کرنے کی وجہ سے مومن کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جائے۔ وہ باطل کو حق پر قاہر دیکھے اور اُمید کرے کہ وہ کسی دوسرے شہر میں اپنے دین کا پرچار اور اپنے رب کی عبادت کھلے بندوں کر سکے گا تو وہاں سے نکل جانا مومن پر واجب ہے اور یہ ہجرت قیامت تک جاری ہے کبھی بند نہ ہوگی:[۲۴۸]

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ[۲۴۹]

"اور مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کا ہے۔ تو جدھر تم رخ کرو ادھر اللہ کی ذات ہے۔ بیشک اللہ صاحب وسعت اور باخبر ہے"۔

۴۔ کڑے حالات میں بھی تبلیغ جاری رکھنا:

رسول اکرم ﷺ کو قریش کا ظالمانہ و جابرانہ معاشرتی مقاطعہ بھی دعوتِ حق کی نشر و اشاعت سے نہ روک سکا۔ باوجود اس بات کے کہ آپ ﷺ کی جان کو سخت خطرات لاحق تھے اور کفار نے تبلیغ حق کے پھیلاؤ کی بنا پر ہی اتنا بڑا قدم اٹھایا تھا جس کی نظیر تاریخ عرب میں نہ ملتی تھی۔ ایسے ابتر حالات میں رسول اللہ ﷺ کے پرچار سے ایک دن بھی باز نہ

Marfat.com

رہے اور کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ آپ ﷺ کو اس سے روک دیتا۔ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

''کہ قریش کے معاشی و معاشرتی مقاطعے اور شعب ابی طالب کی محصوری کے سخت ترین زمانے میں بھی آپ ﷺ دعوت و تبلیغ سے باز نہ رہے بلکہ خفیہ اور اعلانیہ، شب و روز دعوت دیتے رہے، قرآن مجید کی سورتیں اور آیتیں، جو اس دور میں بارش کی طرح برس رہی تھیں، انہیں آپ ﷺ علی الاعلان سناتے رہے، کفار کی حجتوں کا توڑ کرتے رہے، اُن کے شبہات و اعتراضات کے جوابات دیتے رہے اور انہیں حق کا قائل کرنے کی کوشش آپ ﷺ نے برابر جاری رکھی''۔ ۲۵۰

علاوہ ازیں آپ ﷺ موسم حج میں ہر سال حجاج کو دعوت دیتے جیسا کہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ:

''خفیہ تبلیغ کے تین سال کے بعد آپ ﷺ دس سال تک لوگوں کو اس طرح اسلام کی طرف دعوت دی کہ آپ ﷺ موسمِ حج میں ہر سال آتے تھے حجاج کو ان کی منازل عکاظ، و مجنہ اور ذی المجاز میں تلاش کرتے اور دعوت دیتے یہاں تک کہ لوگوں نے آپ ﷺ کو روکا۔ آپ اپنے رب کی رسالت پہنچاتے تھے اور ان کے لیے جنت کا وعدہ کرتے تھے کوئی شخص تو آپ کی مدد کرتا اور نہ آپ کی بات مانتا تھا''۔ ۲۵۱

محمد اجمل خان نے شعب ابی طالب کے زمانہ پر بڑی عمدہ گفتگو کی ہے:

''حقیقت یہ ہے کہ جس طرح پہلے دور میں تین سال تک فترۃ الوحی رہا اور صرف ایک مقصد کے لیے تین سال تک خفیہ جماعت کام کرتی رہی۔ اسی طرح خدا نے پھر یہ سامان کر دیا کہ اقوام عرب کو اسلام کا پیغام پہنچانے سے پہلے المرسل ﷺ کو تین سال کی تیاری کا زمانہ

Marfat.com

ملے اور آپ ﷺ دنیا کو اسوہ یوسفی (قید و بند) اور اسوہ موسویہ (ہجرت و جہاد) پر عمل کر کے دکھائیں کہ خدا پر بھروسہ کرنے والا تنہا شخص ہر مشکل پر قابو پا سکتا ہے"۔۲۵۲

اس دور میں نازل ہونے والے قرآن میں واضح ارشادات تھے کہ اب وقت قریب آ چکا ہے کہ جس کی بناء پر ہجرت کا موقع میسر آئے گا اور پھر قتال و جہاد سے کفر سرنگوں ہو گا۔

بلاشبہ آج مسلمانوں پر مخالفین اسلام کا جبر واستبداد بالخصوص اس لیے ہے کہ وہ اسلامی نظام حیات سے دستبردار ہو جائیں اور زندگی کے ہر شعبے میں ان کی پیروی کریں۔ تاکہ حق و باطل کا سمجھوتہ ہو سکے لیکن یہ محض ابلیسی گیدڑ بھبکیاں ہیں لہٰذا امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے وہ نہ صرف اسلامی نظریہء حیات کو زندگی کے ہر شعبے میں نافذ کریں بلکہ اس کے علاوہ ہر باطل نظام کا شدت سے رد بھی کریں۔ کیونکہ اگر انہوں نے اسلامی تعلیمات سے پہلوتہی کا مظاہرہ کیا تو باطل کا مقابلہ ممکن نہیں رہے گا جیسا کہ عصری صورتحال سے عیاں ہے۔

۵۔ مشکل وقت میں مضطرب نہ ہونا:

رسول رحمت ﷺ سماجی و معاشی مقاطعہ جیسے سنگین بحران سے نکلتے ہی ایک اور کٹھن دور میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جناب ابوطالب جیسا ظاہری سہارا بھی چھن جاتا ہے اور مونس و غمگسار زوجہ حضرت خدیجہ بھی داغِ مفارقت دے جاتی ہیں اور دوسری طرف ان ظاہری سہاروں کے اُٹھتے ہی کفار کی مخالفت بامِ عروج تک پہنچ جاتی ہے جس سے اسلامی دعوت کے بیشتر راستے مسدود ہو گئے۔ قدم قدم پر آپ ﷺ کو عناد اور تحقیر آمیز رویے کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ ﷺ دعوتِ حق کے پرچار کے لیے گھر سے نکلتے، پھر اس حال میں واپس تشریف لاتے کہ کسی نے آپ ﷺ کی دعوت سنی ہوتی نہ آپ ﷺ پر ایمان لایا ہوتا۔ یہ صورتحال آپ ﷺ کے لیے باعث رنج و الم تھی کہ آپ ﷺ کی دعوتی

Marfat.com

سرگرمیاں نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو رہی ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کا اسوہ مبارک ان دشوار ترین ایام میں بھی بے نظیر دکھائی دیتا ہے یقیناً بطور انسان ان محسن ہستیوں کی جُدائی بڑا صدمہ تھا اور آپ ﷺ کی اندرونی کیفیات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں لیکن آپ ﷺ نے ان افسردگیوں اور اُداسیوں کو اپنے مشن میں ہرگز حائل نہیں ہونے دیا۔ بلکہ اپنے اندر کی بے چینی و اضطراب کی ہوا تک کسی کو محسوس نہیں ہونے دی۔ چنانچہ لوگوں کے ایمان نہ لانے کا غم آپ ﷺ کی محبوب ہستیوں کی جُدائی کے غم پر حاوی ہو گیا جس پر آپ ﷺ انتہائی فکرمند ہوئے یوں لگتا تھا کہ شاید اپنے آپ کو کفار کے ایمان نہ لانے پر ہلاک کر لیں گے۔ اس پر آپ ﷺ کو تاکید کی گئی، ارشاد ربانی ہے:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۝ ۲۵۳

"(اے پیغمبر) اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں تو شاید تم ان کے پیچھے رنج کر کر کے اپنے تئیں ہلاک کر دو گے۔ جو چیز زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کے لیے آرائش بنایا ہے تاکہ لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے"۔

حق و باطل کی کشمکش میں اہل حق کا یہ خاصہ رہا ہے کہ وہ شدید معاندانہ فضا کے باوجود، مخالفین کی بھلائی کے جذبے سے سرشار ہوتے ہیں اور ان کی منفی سرگرمیوں پر مضطرب نہیں ہوتے بلکہ پیغامِ حق کو پورے جوش و خروش سے پہنچانے کی سعی کرتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ سے عیاں ہے۔ یقیناً آج بھی مبلغین اسلام کو اسی جذبہ کی سخت ضرورت ہے تاکہ مخالفین، اسلام کی حقیقی روح سے آگاہ ہو کر باطل سے چھٹکارہ حاصل کر سکیں۔ جیسا کہ آج بھی اس عمدہ طرزِ عمل سے یورپین عوام کی ایک بڑی تعداد اسلام کی طرف مائل ہوئی ہے۔

Marfat.com

۶۔ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ:

رسول اکرم ﷺ پہلے کی طرح بے خوف و خطر ہر جگہ پیغام حق پہنچا رہے ہیں اور قطعاً فکر مند نہیں ہوئے کہ چچا ابو طالب کا سایہ سر سے اُٹھ چکا ہے کیونکہ آپ ﷺ پختہ اور کامل یقین رکھتے تھے کہ حقیقی حمایت و نصرت اور حفاظت صرف مالک حقیقی کی طرف سے ہوتی ہے جیسا کہ خود آپ ﷺ کی حفاظت کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے وعدہ فرمایا:

وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ [۲۵۴]

''اور اللہ تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا''۔

اور یقیناً یہی طرز عمل ہر داعی کے لائق بھی ہے کہ بڑے سے بڑا دکھ اور درد بھی اُس کے حوصلوں کو پست نہ کر سکے اور کسی قسم کے ظلم و جور سے وہ تلملا نہ اُٹھے بلکہ حتی المقدور اپنے مشن کی تکمیل کے لیے سرگرم رہے۔

اس وقت اسلامی دنیا کی اکثریت دل شکستہ ہے اور اس کے ذمہ دار بھی وہ خود ہیں کیونکہ وہ باطل سے بے حد خائف دکھائی دیتے ہیں۔ حالانکہ انتہائی ناگفتہ بہ حالت میں بھی آپ ﷺ بد دل نہیں ہوئے بڑی سے بڑی تکالیف اور آزمائشیں بھی رسول رحمت ﷺ کو جھکا نہیں سکیں۔ لہٰذا لمحہ موجود میں امت مسلمہ کو اپنے خالق حقیقی پر کامل بھروسے کا ثبوت دینا ہوگا کہ وہ کسی بھی باطل قوت سے خائف نہیں۔ یقیناً یہ توکل اہل اسلام کے لیے کامیابی کی کلید ثابت ہوگا۔

۷۔ تبلیغ کے لیے مختلف مقامات کو ہدف بنانا:

رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اگر ایک خطہ میں بھرپور دعوت سرگرمیوں کے باوجود کامیابی کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہوں تو وہاں پر مزید وقت ضائع کرنے کی بجائے دعوت کے پرچار کے لیے نئے مقامات و مراکز کی جانب توجہ مبذول کرنا جیسے آپ ﷺ نے مکہ کے لوگوں کی اسلام سے عداوت کے باعث طائف کی طرف رخ فرمایا کہ شاید وہ اسلام کے پشتی بان بن جائیں۔ لیکن اہل

Marfat.com

طائف کے منفی ردعمل پر آپ ﷺ نے چپ نہیں سادھ لی بلکہ یثرب کے باشندوں کو ہدف بنایا اور کامرانیاں حاصل کیں۔

۸۔ سخت ایذا رسانی پر بھی دعا کرنا:

چونکہ دعوت حق کا مشن غیر معمولی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اس لیے داعی حق کو ہر قسم کے طرز عمل سے اجتناب کرنا چاہیے کہ جس سے مخالفین کو پہلے قدم پر ہی سخت وعید اور رویے پر بھی درگزر اور خیر خواہی کا معاملہ کرے جیسا کہ آپ ﷺ بالعموم کفار اور بالخصوص اہل طائف سے نہ صرف عفو و درگزر کا معاملہ کیا بلکہ اُن کی ہدایت کے لیے دعا بھی فرمائی۔ لہٰذا داعی حق کو شدید ایذائیں بھی اپنے مالک پر اعتماد و یقین سے متزلزل نہ کر سکیں اور نہ ہی آپ ﷺ کی قوت ارادی پر کوئی بُرا اثر ڈال سکیں۔

چنانچہ آج بھی آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ مخالفین اسلام میں بھی بہت سے ''صلح جُو'' لوگ ایسے ہیں جو اہل اسلام کے خلاف منفی سرگرمیوں کو معیوب خیال کرتے ہیں اور وہ اس قسم کے طرز عمل میں اپنی کمیونٹی کا ساتھ نہیں دیتے لیکن جب مسلمانوں کی طرف سے مخالفین کے منفی طرز عمل پر شدید ردعمل کا اظہار کیا جاتا ہے اور مخالفین کے خلاف سخت لب ولہجہ استعمال کیا جاتا ہے تو امن پسند اور انسان دوست کمیونٹی بھی اسلام اور اہل اسلام کے خلاف چلی جاتی ہیں جس سے ہم ایک ''صلح جُو'' طبقے کی ہمدریاں بھی کھو دیتے ہیں۔

لہٰذا عصری صورتحال میں ہمیں بطور داعی اسلام ایک عمدہ رویہ پیش کرنا ہوگا تا کہ مخالفین اسلام کے حق گو طبقہ کو ساتھ ملایا جا سکے۔ جس کے نتیجے میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ہونے والی زیادتیوں پر خود ان کے لوگ سراپا احتجاج بن جائیں۔ اور ممکن ہے کہ وہ مسلمانوں کے عمدہ حسن سلوک سے متاثر ہو کر اسلام کا مطالعہ کریں اور اسلام کی آغوش عافیت میں پناہ لے لیں۔

۹۔ حالت ضعف میں غیر مسلم کی سرپرستی حاصل کرنا:

Marfat.com

رسول رحمت ﷺ کو اہل طائف کے معاندانہ طرز عمل سے سخت کوفت کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ ایک تو خود انہوں نے تضحیک و تکذیب سے کام لیا دوسرا جب یہ خبر قریش تک پہنچی تو انہوں نے بھی آپ ﷺ کی عداوت و مخالفت پر مزید کمر کس لی اس پر آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ کسی قریشی سردار کی پناہ حاصل کر کے ہی مکہ میں داخل ہوا جائے تا کہ کفار آپ ﷺ کو اذیتیں دینے میں اور دلیر نہ ہو جائیں۔

لہٰذا اہل ایمان کے لیے جائز ہے کہ وہ بوقت ضرورت غیر مسلموں کی پناہ حاصل کر سکتے ہیں خواہ پناہ دینے والا اہل کتاب میں سے ہو جیسے نجاشی اصحمہ جو بعد میں مسلمان ہو گے یا مشرک جیسے مطعم بن عدی جن کی پناہ لے کر آپ ﷺ طائف سے واپسی پر مکہ میں داخل ہوئے۔

ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی کہتے ہیں:

> ''مشروط طور پر غیر مسلموں کی پناہ حاصل کی جا سکتی ہے کہ اس قسم کی پناہ سے اسلامی دعوت کو کوئی نقصان پہنچنے کا دین میں کسی حکم کے بدل جانے کا اندیشہ نہ ہو یا اس کی وجہ سے کسی حرام کام پر خاموشی نہ لازم آتی ہو اگر ایسا ہو تو مسلمان کے لیے ایسی پناہ حاصل کرنا جائز نہ ہو گا اس کی دلیل آنحضرت ﷺ کا یہ مؤقف ہے جب آپ ﷺ کے چچا ابو طالب پر دباؤ پڑا تو انہوں نے کہا تھا کہ اتنا بوجھ نہ ڈالیں جو میں اُٹھا نہ سکوں تو آپ ﷺ نے اپنے چچا کی پناہ سے نکل جانے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن اس بات پر رضا مند نہیں ہوئے تھے کہ کسی ایسی چیز پر خاموشی اختیار کر لیں جس کو بیان کرنا اور اس کی وضاحت کرنا ضروری ہو''۔[۲۵۵]

یہ ایک دل خراش معاملہ ہے کہ ہمارا مقتدر طبقہ دوست اور دشمن کی پہچان سے بھی عاری ہو چکا ہے۔ لہٰذا عوام الناس کی رائے کے برعکس مسلم مخالف قوتوں پر بھروسہ کیا جا رہا ہے لیکن امن پسند اور مسلم ہمدرد طاقتور ممالک سے بے رخی برتی جا رہی ہے لہٰذا اگر اس وقت

Marfat.com

حالت ضعف میں چین جیسے بااعتبار ہمسایہ ملک کی حمایت حاصل کرلی جائے، جو ممکن بھی تو اسلام مخالف قوتوں کے مظالم سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

۱۰۔ دعوت کی نئی حکمت عملی:

مکہ اور طائف کے لوگوں سے مایوس ہو کر رسول معظم ﷺ نے عرب کے دیگر قبائل کو اپنی توجہ کا خصوصی مرکز بنایا جو عُکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز کے میلوں، اور حج کے موقع پر منیٰ میں جمع ہوتے تھے یہاں پر رسول اللہ ﷺ کی حکمتِ عملی کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ ان قبائل کو دعوت الی اللہ کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی آمادہ کرتے ہیں کہ مجھے اپنی حمایت میں لے کر دعوت حق کے پرچار میں میری نصرت و امداد کے لیے مجھے ساتھ لے چلو کیونکہ قریش نے مجھے اپنے فرائض منصبی سے روک رکھا ہے۔ فرماتے تھے:

> ''کیا کوئی ہے جو مجھے اپنی حمایت میں لے لے اور مجھے اپنے علاقے میں لے چلے''۔[۲۵۶]

چنانچہ مغلوبیت اور کڑے آزمائشی حالات میں بھی آپ ﷺ کی عزیمت میں کوئی کمی نہ آئی اور آپ ﷺ کی قوت اور جدوجہد کمزور نہیں پڑی۔ بلکہ یہ حالت تھی کہ مختلف اطراف و جہات سے مکہ آنے والے قبائل میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے پر تیار نہیں ہوتا۔ لیکن آپ ﷺ پر مایوسی طاری ہوئی نہ پریشان ہوئے، اور نہ اپنے رب سے آپ کی انسیت میں کچھ فرق آیا۔

رسول اکرم ﷺ کی دعوتی سرگرمیاں رنگ لاتی ہیں اور رحمتِ خداوندی سے قبیلہ خزرج کے چھ مقدس نفوس دعوتِ اسلام قبول کرتے ہیں۔ اب آپ ﷺ کو اُمید بند گئی کہ یہ گروہ ضرور دینِ حق کی حمایت میں اُٹھ کھڑا ہو گیا لہٰذا آپ ﷺ نے اُن سے بیعت لی اور اُن کی رضا معلوم کر کے صحابہ کو ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی لیکن خود اذنِ الٰہی کے منتظر رہے۔

رسول اکرم ﷺ کے اُسوہ حسنہ کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہے کہ آپ

Marfat.com

ﷺ نازک ترین حالات میں بھی دل گرفتہ نہیں ہوئے۔ چنانچہ سخت مصائب کے باوجود آپ ﷺ نے حبشہ ہجرت نہیں فرمائی اور تن تنہا دین کی بجا آوری کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ اسی طرح حق و باطل کی کشمکش کے عروج پر بھی آپ ﷺ نے اصحاب کو یثرب جانے کی اجازت دے دی لیکن آپ ﷺ آخری وقت تک باطل کے سامنے کلمہ حق پیش کرتے رہے۔

اس وقت اسلامی دنیا شدید رنج والم کے دور سے گزر رہی ہے اور بیشتر اسلامی ممالک مرعوب ہو کر باطل قوتوں کے ہمنوا بن چکے ہیں جس سے مسلم دنیا اتفراق و انتشار کی کیفیت سے دوچار ہے اس صورتحال میں نبی رحمت ﷺ کا اسوہ حسنہ ہمیں یہ رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ ہم کسی بھی صورت اپنے دین سے بیگانہ نہ ہوں بلکہ حتی المقدور احکام الٰہی پرکاربند ہو جائیں۔ ان شاء اللہ نصرت الٰہی سے کمزور مسلمان بھی باطل کے سامنے سیسہ پلائی دیوار ثابت ہوں گے۔

15۔ نتائج واثرات

کفار ومشرکین مکہ کی ترہیب اور پُرتشدد پالیسی کے ضمن میں حسبِ ذیل نتائج و اثرات سامنے آئے۔

ا۔ معاندین نے دھمکیوں اور دباؤ سے ہر ممکن کوشش کی کہ جناب ابوطالب جو آپ ﷺ کے سرپرست اعلیٰ ہیں وہ کسی طرح رسول اللہ ﷺ کی سرپرستی سے باز آجائیں۔ بلاشبہ جناب ابوطالب اُن کی دھمکیوں سے مرعوب ہو کر آپ ﷺ پر واضح کر دیتے ہیں کہ میں قریشی سرداروں کی مخالفت مول نہیں لے سکتا لہٰذا دعوت اسلام کی اشاعت سے باز آجاؤ لیکن رسول اکرم ﷺ کی دینِ حق کے لیے مر مٹنے کی جستجو اور اشاعتِ اسلام کو منزل مقصود تک پہنچانے کے عزم سے نہ صرف جناب ابوطالب متاثر ہوئے بلکہ آپ ﷺ کو کھلی اجازت دی کہ آپ ﷺ جو چاہے تبلیغ فرمائیں کوئی آپ ﷺ کا بال بھی بیگا نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ آخری لمحہ تک جناب ابوطالب نے آپ ﷺ کو دعوتِ حق سے روکنے

Marfat.com

کی بجائے آپ ﷺ کی حمایت کی ہے کفار نے تشدد کا راستہ اختیار کیا تا کہ دعوتِ حق کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ پھینکا جائے لیکن کفار کے پرتشدد حربے اُن کی خواہشات کے برعکس نتائج برآمد ہوئے۔

i۔ اہل ایمان پر تشدد رسول رحمت ﷺ کے لیے سخت اذیت دہ ثابت ہوا کیونکہ آپ ﷺ تو جناب ابوطالب کی پناہ کی بناء پر کفار کے ظلم و ستم سے محفوظ تھے لیکن بہت سے اصحابؓ کے لیے کوئی پناہ گاہ نہ تھی اور جناب ابوطالب بھی اُن کی سرپرستی کرنے سے قاصر تھے اس پر آپ ﷺ نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا۔

خطۂ حبش اہل ایمان کے لیے سلامتی اور عزت و توقیر کا باعث بنا جہاں نجاشی کے بے لاگ انصاف سے وہ نہ صرف پوری طرح محفوظ و مامون تھے بلکہ اپنے دین پر بھی مکمل آزادی سے عمل پیرا تھے اور اشاعتِ دین کا فریضہ بھی سرانجام دینے لگے۔ اس طرح مسلمانوں کو ایک بہترین پناہ گاہ میسر آ گئی اور اہل ایمان جوق در جوق حبشہ پہنچنے لگے۔

ii۔ قریش مکہ حبشہ میں اہل ایمان کی پُرلطف زندگی کی خبروں پر پیچ و تاب کھاتے لہذا انہوں نے نجاشی شاہِ حبشہ کے پاس سفارت بھیجی کہ ہمارے مجرم ہمارے حوالے کیے جائیں لیکن جعفر طیارؓ کی پُرمغز تقریر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآنی عقیدہ کی وضاحت نے نہ صرف نجاشی کو اسلام کی طرف مائل کر دیا بلکہ قریشی سفراء بے نیل مرام واپس لوٹے۔

iii۔ کفار سخت متردد ہوئے کیونکہ اب وہ حبشہ میں وہ تجارتی مراعات حاصل نہ کر سکتے تھے جو انہیں پہلے حاصل تھیں نیز دربارِ حبشہ میں اپنے اثر و رسوخ سے متعلق بھی فکرمند ہو گئے۔

iv۔ کفارِ مکہ نے اسلام دشمنی کی بناء پر ہزیمت اٹھائی کہ حبشہ سے صدیوں کے دوستانہ مراسم پر نہ صرف اوس پڑ گئی بلکہ شاہِ حبشہ کی اسلام دوستی اور اہل ایمان کی

Marfat.com

سرپرستی پر تلملا اُٹھے۔

۳۔ قریش کے ظلم و جور کے نتیجہ میں دینِ اسلام عرب سے حبشہ تک پھیل گیا جس سے دین اسلام ملکی سے بین الاقوامی دین بن گیا اور قرآنی نظریہ سچ ثابت ہوا کہ آپ ﷺ ساری کائنات کے انسانوں کے لیے رسول اور راہنما کی حیثیت رکھتے ہیں؛

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۲۵۷

"لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی اس کا رسول ہوں)۔"

۴۔ شاہِ حبشہ اصحمہؓ نصرانیت کے مخلص اور سچے پیروکار تھے لہذا جب انہوں نے سورہ مریم سماعت فرمائی تو فرمایا: یقیناً یہ کلام اور جو کچھ عیسیٰ لائے تھے دونوں ایک ہی سرچشمے سے نکلے ہیں۔

"ان هذا والذی جاء به عیسیٰ لیخرج من مشکاة واحدة" ۲۵۸

نیز عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآنی مبنی برحقائق پر نجاشیؓ نے زمین پر ہاتھ مارا اور ایک تنکا اٹھا کر فرمایا:

"واللہ! تم نے جو کچھ یہ بیان کیا ہے اس سے اس تنکے کے برابر بھی عیسیٰ علیہ السلام زیادہ نہیں"۔

"والله ما عدا عیسی ابن مریم ما قلت هذالعود" ۲۵۹

اس سے یہ بدیہی حقیت اور بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ تمام انبیاء ایک ہی عقیدہ لے کر آئے تھے ان کے درمیان آپس میں سرمو بھی اختلاف نہیں تھا۔ اس طرح یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اہل کتاب کا آپس میں اختلاف جہالت اور ناواقفیت کی بناء پر نہیں تھا بلکہ علم کی روشنی آجانے کے بعد ہوا تھا اور ان کی سرکشی پر مبنی تھا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۲۶۰

Marfat.com

"اور ان کو دین کے بارے میں دلیلیں عطا کیں۔ تو انہوں نے جو اختلاف کیا تو علم آچکنے کے بعد آپس کی ضد سے کیا۔ بے شک تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان میں ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے فیصلہ کرے گا۔"

۵۔ چونکہ رسول عربی ﷺ کی نبوت کی نشانیوں سے اہل کتاب بخوبی آگاہ تھے اس لیے نہ صرف شاہِ حبشہ نے اسلام قبول کیا بلکہ نصارٰی کا ایک وفد بھی آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر اسلام سے بہرہ مند ہوا۔ یقیناً ان کا قبول اسلام ان کے سابقہ ایمان کا تسلسل تھا نہ کہ یہ کفر سے اسلام میں آئے۔ ۲۶۱

چونکہ انجیل میں رسول آخر الزماں کی اتباع کا واضح حکم موجود تھا جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے تھے اس لیے ان کے ایمان کے تسلسل کا تقاضا تھا کہ وہ اس نبی ﷺ پر بھی ایمان لائیں۔

ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی اس حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

"معلوم ہوا کہ آپ ﷺ پر ان کا ایمان ایک دین کو چھوڑ کر دوسرے دین کو اختیار کرنے کا عمل نہیں تھا جس کا سبب ایک کو دوسرے سے بہتر قرار دینا ہو بلکہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جو کچھ وہ لے کر آئے تھے اس پر ایمان کی حقیقت کا تسلسل تھا ان لوگوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیات میں سے ایک یہ آیت بھی تھی:

وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۲۶۲

"اور جب (قرآن) ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ بے شک وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے اور ہم تو اس سے پہلے کے فرماں بردار ہیں"۔

یہی ہر اس شخص کا معاملہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی تعلیمات کو صحیح طریقے پر مضبوطی سے تھامے گا اس لیے کہ انجیل اور

Marfat.com

تورات پر ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ قرآن اور حضرت محمد ﷺ پر ایمان لایا جائے ---
گذشتہ تفصیل سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ حضرت آدمؑ کی تخلیق سے حضرت محمد ﷺ کی بعثت تک دین حق صرف ایک ہی رہا ہے ایک سے زائد نہیں۔ ۲۶۳

۶۔ مخالفین اسلام کی بے چینی و اضطراب میں اضافہ کا باعث یقیناً حبشہ میں مسلمانوں کو آزادی دین اور عزت افزائی تھا لہذا انہوں نے انتقاماً ظلم بڑھا دیا لیکن معاندینِ حق کے وحشیانہ طرز عمل سے اسلام کے تنِ مردہ میں جان پڑ گئی کیونکہ قریش کے دو جوانمرد جناب امیر حمزہؓ اور جناب عمر فاروقؓ یکے بعد دیگرے اسلام کی آغوش میں آ گرے جس سے معاندین اسلام سیخ پا ہو گئے کیونکہ اب اہل ایمان چھپ کر عبادت کرنے کی بجائے اعلانیہ کعبہ میں اپنے معبود واحد کی بندگی و اطاعت بجالا رہے تھے جس سے کفار کے کلیجے پھٹے جا رہے تھے کیونکہ وہ جس قدر دعوتِ حق کو دبانے کی سعی کرتے وہ اُسی قدر عزت اور شان و شوکت حاصل کرتی جا رہی تھی۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"ما زلنا اعِزّة منذ اسلم عمر" ۲۶۴

یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے وقت سے ہمیں قوت حاصل ہے۔

۷۔ قریش کی ہر تدبیر اُلٹی پڑ رہی تھی لہذا انہوں نے جنگ و جدل اور پُر تشدد حربوں سے بچتے ہوئے ایسی ترکیب نکالی کہ یقیناً اب تو نہ صرف محمد ﷺ بلکہ اُن کے باقی ماندہ پیروکار اور خاندان ہاشم بھوک و افلاس اور تنہائی سے مجبور ہو کر اُن کے تمام مطالبات کو تسلیم کر لیں گے لہٰذا انہوں نے خاندان بنو ہاشم سے زبردست معاشرتی مقاطعہ کا فیصلہ کیا۔
بقول محمد حسین ہیکل:

"قریش نے محسوس کیا کہ اب ہم نے اگر اپنا سلسلہ جبر و تشدد جاری رکھا تو اس کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لوگ ضد میں دوڑ دوڑ کر مسلمان ہونے لگیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جنگ و قتال کے ماہر میدان میں اُتر آئیں۔ ہو سکتا ہے حبشہ سے ان کو کمک آ جائے پھر یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں کہ لوگ جو ان کے قرابت دار ہیں

Marfat.com

ان کی حمایت میں سربکف نکل آئیں۔ حالات کے تمام منفی پہلو سوچ کر ان سب نے ایک دستاویز تیار کی"۔ ۲۶۵؎

قریش کے معاشرتی مقاطعہ کے نتائج و ثمرات اب بھی اُن کی خواہشات کے برعکس ظاہر ہوئے جو حسبِ ذیل ہیں۔

i۔ معاشرتی مقاطعہ کی بناء پر نہ صرف خاندان بنو ہاشم بلکہ خاندان بنو عبدالمطلب بھی باوجود کفر پر ہونے کے رسول اللہ ﷺ کی حمایت و نصرت میں یکجا ہو گئے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی بڑی فتح تھی صرف ابوطالب کی بجائے سارا خاندان اُن کی حفاظت کے لیے اُن کی پشت پر کھڑا تھا۔

ii۔ رسول اکرم ﷺ کی عدمِ تشدد کی حکمتِ عملی سے یہ معاہدہ تین سال کی مدت بھی پوری نہ کر پایا کیونکہ خود مخالفین کے بڑے سرداروں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس طرح معاندین کی صفوں میں انتشار برپا ہو گیا کیونکہ ابو جہل جیسے سردار اسے ہر صورت قائم رکھنے پر مُصر تھے۔ اس طرح اپنے خاندان کے علاوہ بھی دیگر قریشی سرداروں کی بالواسطہ ہمدردیاں آپ ﷺ کو حاصل ہو گئیں۔ جس سے مخالفین کی معاندانہ سرگرمیاں ماند پڑ گئیں۔

iii۔ اسلامی دعوت کا پھیلاؤ اس کربناک دور میں بھی جاری و ساری رہا۔ بقول محمد حسین ھیکل:

"قریش نے ان کو مکہ کے محلوں اور گلیوں سے نکال دیا تو انہوں نے پہاڑیوں میں رہ کر تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا جس دین کی دعوت کا تک مکہ معظمہ کی بستی تک محدود تھی اب دشت و جبل میں آزادا اس کی آوازیں گونجنے لگیں۔ مکہ کی حدود سے نکل کر وادی بطحا کے گوشہ گوشہ میں بادِ صبا کی طرح اسلام کی تعلیم پھیلنے لگی۔ بادیہ نشین اور آس پاس کی دور و نزدیک بستیوں سے لوگ جوق در جوق آستانہ نبوت میں حاضر ہونے لگے۔۔۔ قریش کے دل میں حسد کی آگ اور بھڑک

Marfat.com

اُٹھی۔ انہیں محسوس ہونے لگا کہ ہمارے بُتوں کی توہین کرنے والوں کا تو سیلاب اُمڈنے ہی والا ہے۔ اب انہیں یہ غم ستانے لگا کہ ان بادیہ نشینیوں کو اسلام قبول کرنے سے کس طرح روکا جائے"۔ ۲۶۶

iv۔ رسولِ رحمت ﷺ و اصحابِ رسول ﷺ کے لیے یہ تین سال سخت آزمائش کے تھے لیکن ایسے سنگین ترین حالات میں بھی آپ ﷺ مایوسی کا شکار نہیں ہوئے چونکہ آپ ﷺ بخوبی آگاہ تھے کہ یہ پُرفتن دور کامیابیوں اور کامرانیوں کو دیباچہ ہے نیز ان تین سالہ پُرمشقت حالات میں آپ ﷺ نے مستقبل کی حکمتِ عملی پر خوب غور و خوض فرمایا کیونکہ اب اس دعوت کو ایک عالمی دعوت بننا تھا لہذا اس میں آپ ﷺ کی خوب تربیت فرمائی گئی تا کہ پیش آمدہ حالات سے آپ ﷺ احسن طریق سے نبرد آزما ہوسکیں چنانچہ آپ ﷺ کو انبیائے سابقین کے قصص کے ذریعے خصوصی ہدایات و تعلیمات سے نوازا گیا تا کہ آپ ﷺ بھی انہی کے اختیار کردہ تجربات سے فائدہ اٹھا سکیں نیز اس دور میں نازل کردہ سورتوں میں آپ ﷺ کو تسلی و تشفی کے ساتھ کامرانی کی بشارت سے بھی نوازا گیا۔

۷۔ رسول اللہ ﷺ معاشرتی مقاطعہ جیسے صدمے سے نکلے ہی تھے کہ اُس سے بڑا صدمہ آ پڑا۔ آپ ﷺ کی سرپرست و مہربان شخصیت جناب ابوطالب اور غمگسار بیوی محترمہ خدیجہؓ خالقِ حقیقی سے جاملیں، لیکن رسول اکرم ﷺ نے ان صدمات کو دعوتِ حق میں رکاوٹ نہیں بننے دیا بلکہ ابوطالب کے دستِ عنایت کے بغیر یقیناً دعوت دینا محال ہو گیا لیکن آپ ﷺ نے جدوجہد ترک نہیں فرمائی اور ذات باری تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ہر اذیت ناک صورت حال میں بھی حق کا پرچار جاری رکھا۔

یہ رنج و محن کی فضا میں جہد تسلسل اس چیز کا بین ثبوت تھا کہ آپ ﷺ کے نزدیک رشتوں اور ناطوں کے انقطاع کی وہ حیثیت نہ تھی جو مالکِ حقیقی سے انسانوں کی قطع تعلقی کی حیثیت تھی لہٰذا آپ ﷺ کی سعی مبارکہ ہر لمحہ جاری و ساری رہی تا کہ انسان اپنے

Marfat.com

خالق سے تعلق و ربط استوار کر لے اور جہالت و گمراہی کو فراموش کر دے چنانچہ انسانوں کی غفلت و لاپروائی پر آپ ﷺ بے حد کڑھتے اور یہ حال قرآن نے بیان کیا کہ شاید اس غم میں اپنے آپ ﷺ کو ہلاک کر دیں گے۔

۸۔ ان اندوہناک حالات میں آپ ﷺ کو معراج کرائی گئی تا کہ آپ ﷺ اپنے پروردگار کی نشانیوں اور عظمتوں کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ فرمالیں اور یقین کر لیں کہ یقیناً بھلائی و خیر آپ ﷺ کے پیغام سے ہی وابستہ ہے۔ معراج اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ ﷺ کی تکریم اور عزیمت و ثابت قدمی کی تجدید کا مظہر تھا نیز اس بات کی واضح دلیل تھی کہ آپ ﷺ کو جو تکالیف پہنچ رہی ہیں وہ اس وجہ سے ہرگز نہیں کہ خالقِ حقیقی نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا ہے بلکہ یہ تو سنت الٰہی ہے کہ وہ جن سے محبت رکھتا ہے اُن کو اپنی راہ میں غموں سے ہلکان کر کے اپنے ہاں سرفراز کر لیتا ہے چنانچہ آپ ﷺ مالکِ حقیقی کے انعامات و اکرامات کا مشاہدہ کر کے راہِ حق میں کٹھن ترین مراحل سے گزرنے کے لیے تازہ دم ہو جاتے ہیں کیونکہ سورہ بنی اسرائیل میں آپ ﷺ پر حقائق آشکارا کر دیئے جاتے ہیں کہ راہِ حق میں کیسا طرزِ عمل باعثِ فلاح ہے اور کس قسم کے طرزِ عمل پر عذاب و گناہ ہے؟

۹۔ طائف کی سخت ترین آزمائش بھی داعی حق کے عزم و استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکی۔ آپ ﷺ نے مکہ اور طائف کے لوگوں کی بے رُخی پر دیگر قبائل پر توجہ مرکوز فرمالی چنانچہ اہل یثرب کے بخت جاگ اُٹھے جنہوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو سنتے ہی ہاتھوں ہاتھ لیا کیونکہ وہ علمائے یہود سے آخری نبی سے متعلق اکثر پیشین گوئیاں سماعت کرتے رہتے تھے۔ اس طرح اہلِ ایمان کی پشتی بانی کے طور پر ایک طاقتور ترین گروہ میدان میں آ گیا۔

۱۰۔ اہل یثرب کا رسول رحمت ﷺ سے شغف ہی نرالا تھا وہ اپنا سب کچھ راہِ خُدا میں لُٹانے پر تُل گئے۔ وہ آپ ﷺ کے تحفظ کے لیے ہر قسم کی ضمانت دینے پر تیار ہو گئے لہٰذا آپ ﷺ نے اصحابؓ کو یثرب چلے جانے کا حکم صادر فرما دیا۔ اسی طرح اسلام کو خطۂ

Marfat.com

عرب میں ایک اہم ترین محفوظ پناہ گاہ میسر آ گئی۔

۱۱۔ معاندین نے جانچ لیا کہ اب اگر محمد ﷺ بچ کر یثرب پہنچ گئے تو وہ اوس و خزرج کی حمایت سے عرب کی طاقتور ترین جماعت بن جائیں گے لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ پھر آپ ﷺ قریش سے اُن بداطواریوں کا بدلہ نہ لیں جن کی بناء پر اہل اسلام گھر سے بے گھر ہونے پر مجبور ہوئے لہذا قریش نے انہی اندیشوں کی بنیاد پر رسول رحمت ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا۔

رسول اکرم ﷺ ان پُر خطر لمحات میں بھی مضطرب و بے چین نہ ہوئے کیونکہ نگہبان اعلیٰ جل جلالہ نے اجازت مرحمت فرمائی تھی کہ آپ ﷺ ہجرت فرمائیں چنانچہ آپ ﷺ اِذنِ الٰہی سے سورہ یٰسین کی تلاوت فرماتے ہوئے دشمنوں کے محاصرہ میں سے بحفاظت نکل کر غار ثور میں پہنچ جاتے ہیں اور اعداء حق خاک چاٹتے رہ جاتے ہیں۔ یہ ذات باری تعالیٰ پر کامل بھروسہ تھا کہ غار ثور کے دہانے پر دشمن کی موجودگی پر "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" ۲۶۷ "کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔ کا مژدہ یار غار کو تسلی وتشفی کے لیے سنایا جاتا ہے۔

۱۲۔ قریش کی بدبختی ملاحظہ ہو کہ انہوں نے محسنِ انسانیت، رحمۃ للعالمین جیسی عظیم الشان شخصیت کو بیت اللہ کی ہمسائیگی سے نکل جانے پر مجبور کر دیا لیکن ربِ کائنات کی جانب سے ایسا اعلیٰ اہتمام کیا گیا کہ اہلِ یثرب کی محبتوں، بے لوث چاہتوں اور حب الٰہی میں غرق اطاعت شعاری نے رسول رحمت ﷺ کے سب غم غلط کر دیئے اور آپ ﷺ کی حفاظت میں اپنا مال، دولت، کنبہ وقبیلہ اور تن من نچھاور کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ جس سے کلمۂ حق چاردانگ عالم میں گونج اُٹھا۔

قریش نے دعوت اسلام کا قلع قمع کرنے کے لیے داعی حق کو قتل کا انتہائی فیصلہ کرنے سے بھی گریز نہ کیا کہ جس سے عرب پھر ایک مرتبہ فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن جاتا لیکن حافظِ عالم نے معاندین کی اس شاطرانہ چال کو بھی ناکامی و نامرادی سے دوچار کر دیا اور رسول رحمت ﷺ اپنی منزل مقصود کی طرف بلاخوف وخطر اپنے مالک سے لو لگائے رواں

Marfat.com

رواں رہے۔

حوالہ جات

۱۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۱/۱۶۸
۲۔ انساب الاشراف، ۱/۱۱۶
۳۔ الرحیق المختوم، ۱۰۸
۴۔ فقہ السیرۃ، ۱۰۰
۵۔ السیرہ النبویۃ لابن ہشام، ۱/۱۶۸
۶۔ MUHAMMAD AT MECCA, p.100
۷۔ الحجر، ۱۵:۹۴
۸۔ شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیۃ للعلامۃ القسطلانی ۱/۱۱۴
۹۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب ''وتبا ما اغنی عنہ مالہ وما کسب'' ۲/۱۰۸۶
۱۰۔ الرحیق المختوم، ۱۱۵
۱۱۔ THE LIFE OF MUHAMMAD, p.118
۱۲۔ MUHAMMAD AT MECCA, p.100
۱۳۔ سیرۃ النبی ﷺ، ۱/۱۴۲
۱۴۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۱/۱۶۹
۱۵۔ السیرۃ النبویۃ، ۲/۴۱
۱۶۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۱/۱۷۰
۱۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۱۷۳
۱۸۔ السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ، ۱/۱۵۸
۱۹۔ سیرت خاتم النبیین، ۱۲۵
۲۰۔ الرحیق المختوم، ۱۱۹
۲۱۔ الرحیق المختوم، ۱۱۹، ۱۲۰
۲۲۔ حیاۃ محمد ﷺ، ۱۶۰
۲۳۔ الکامل فی التاریخ، ۱/۵۹۸
۲۴۔ الحجر، ۱۵:۶
۲۵۔ تفسیر القرآن العظیم، ۲/۵۲۱
۲۶۔ الصافات ۳۷:۳۶
۲۷۔ القلم ۶۸:۵۱
۲۸۔ الفرقان ۲۵: ۸
۲۹۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۱/۱۷۲
۳۰۔ المدثر، ۷۴:۲۴-۲۵
۳۱۔ ص ۳۸:۴
۳۲۔ سبا ۳۴:۸
۳۳۔ الانبیاء، ۲۱:۵
۳۴۔ تفسیر القرآن العظیم، ۳/۲۳۳
۳۵۔ The Encyclopedia Americana: v:15, p:493
۳۶۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۱/۱۸۳

Marfat.com

۳۷۔ السیرۃ النبویہ لابن ھشام، ۱/۱۸۳؛ (الکامل فی التاریخ، ۱/۵۹۸

۳۸۔ السیرۃ النبویہ لابن ھشام، ۲/۳۱؛ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، ۴/۴۶

۳۹۔ الانعام: ۶:۵۲-۵۳

۴۰۔ تفسیر القرآن العظیم، ۲/۱۸۳

۴۱۔ المطففین ۸۳:۲۹-۳۳

۴۲۔ معارف القرآن، ۸/۶۹۹

۴۳۔ تدبرِ قرآن، ۸/۲۶۲

۴۴۔ الحجر ۱۵:۹۴

۴۵۔ شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ، ۱/۴۶۴

۴۶۔ المرجع السابق

۴۷۔ الطور: ۵۲:۲۹-۳۱

۴۸۔ تفسیر الخازن، ۴/۲۰۹

۴۹۔ الاعراف ۷:۱۸۴

۵۰۔ سبا ۳۴:۴۶

۵۱۔ تفہیم القرآن، ۴/۲۱۱

۵۲۔ السیرۃ النبویہ لابن ھشام، ۲/۳۳

۵۳۔ الانعام ۶:۱۰

۵۴۔ الذاریات ۵۱:۵۲-۵۴

۵۵۔ تفسیر القرآن العظیم: ۴/۳۰۴

۵۶۔ تفسیر الطبری: ۷/۹۵

۵۷۔ المدثر ۷۴:۷

۵۸۔ تفسیر الطبری: ۷:۴۵۱

۵۹۔ المزمل ۷۳:۱۰

۶۰۔ تفسیر الطبری: ۷/۴۴۲

۶۱۔ الحجر ۱۵:۹۵

۶۲۔ تفسیر القرآن العظیم: ۲/۲۳۸

۶۳۔ الحجر ۱۵:۹۷-۹۸

۶۴۔ ق ۵۰:۳۹-۴۰

۶۵۔ تدبر قرآن: ۶/۵۶۶-۵۶۷

۶۶۔ المطففین ۸۳:۳۴-۳۶

۶۷۔ تفسیر القرآن العظیم: ۴/۶۲۸

۶۸۔ الاعراف ۷:۱۹۹

۶۹۔ تفسیر الطبری: ۴/۲۰

۷۰۔ تفسیر الطبری: ۴/۲۱

۷۱۔ الاعراف ۷:۱۹۹

۷۲۔ السیرۃ النبویہ لابن ھشام: ۱/۱۸۳

۷۳۔ تفسیر الطبری: ۴/۲۱

۷۴۔ المطففین ۸۳:۳۴-۳۶

۷۵۔ المزمل ۷۳:۱-۱۰

۷۶۔ القلم، ۶۸:۲-۴

۷۷۔ حم السجدۃ، ۴۱:۳۴، ۳۵

۷۸۔ الحجر ۱۵:۹۵

۷۹۔ Muhammad Rasulullah, p. 40,41

۸۰۔ فقہ السیرۃ، ص ۱۱۲

۸۱۔ المفردات القرآن، ص ۱۹۸

۸۲۔ ایضاً

۸۳۔ لسان العرب: ۱/۴۲۲

Marfat.com

۸۴ ایضا

۸۵ الجمعۃ ۶۲:۲

۸۶ الشعراء، ۲۶:۱۸۰

۸۷ سیرۃ النبی ﷺ: ۱/۱۴۳

۸۸ The Life Of Muhammad, 132

۸۹ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۱/۲۲۰

۹۰ حم السجدۃ ۴۱: ۶-۱۳

۹۱ البدایۃ والنہایۃ: ۳/۷۰

۹۲ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۱۸۵

۹۳ الرحیق المختوم، ص ۱۲۱

۹۴ السجدۃ، ۴۱:۱-۵

۹۵ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۱/۱۸۵، ۱۸۶؛ عیون الاثر، ۱/۱۰۵، ۱۰۶؛

۹۶ تفسیر القرآن العظیم: ۴/۱۱۵

۹۷ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۱۸۷

۹۸ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۱۸۷

۹۹ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۱۸۷، ۱۸۸؛ الدر المنثور: ۴/۲۰۲

۱۰۰ عیون الاثر، ۱/۱۳۲؛ التفسیر المنیر: ۱۵/۸۳۸؛ تفسیر الطبری: ۷/۲۰۹

۱۰۱ الکفرون ۱۰۹

۱۰۲ تفسیر القرآن العظیم، ۴/۷۲۶؛ فتح القدیر للشوکانی: ۵/۵۰۸

۱۰۳ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۲/۱۱، ۱۲؛ سبل الہدیٰ فی ہدی خیر العباد: ۲/۴۲۵

۱۰۴ الکفرون ۱۰۹

۱۰۵ تفہیم القرآن: ۶/۱۰۹

۱۰۶ The Life of Muhammad, p.191

۱۰۷ The Life of Muhammad, p.192

۱۰۸ تفسیر الطبری، ۳/۴۱۹

۱۰۹ الانعام ۶:۵۲-۵۳

۱۱۰ تفسیر الطبری: ۳/۴۱۹

۱۱۱ الانعام ۶:۵۲-۵۳

۱۱۲ محسن انسانیت، ص ۱۶۸

۱۱۳ یونس ۱۰:۱۵

۱۱۴ تفسیر القرآن العظیم: ۲/۵۳۹

۱۱۵ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۲/۵۴

۱۱۶ القلم ۶۸:۸-۹

۱۱۷ تفسیر القرآن العظیم: ۴/۵۱۸

۱۱۸ معارف القرآن: ۸/۵۳۳

۱۱۹ تدبر قرآن: ۷/۵۱۶

۱۲۰ تفسیر الطبری: ۷/۲۰۹

۱۲۱ تفہیم القرآن: ۶/۵۰۱

۱۲۲ الرحیق المختوم، ص ۱۲۲

۱۲۳ بنی اسرائیل ۱۷:۷۳-۷۵

۱۲۴ تفسیر القرآن العظیم: ۳/۷۴

۱۲۵ یونس ۱۰:۱۵، ۱۶

Marfat.com

١٢٦ تفسیر القرآن العظیم: ٢/٩٠

١٢٧ الانعام ٦: ٥٢-٥٤

١٢٨ الکہف ١٨: ٢٨

١٢٩ تفسیر القرآن العظیم: ٣/١١١

١٣٠ حم السجدة ٤١: ١-١٣

١٣١ النبذہ فی السیرة النبویہ، ص: ٨٢-٨٣

١٣٢ عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، ١/١٣٣

١٣٣ السیرة النبویة لابن ہشام: ٢/١١، ١٢

١٣٤ الکفرون: ١٠٩

١٣٥ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة قل یاایها الکفرون ٢/١٠٨٣

١٣٦ مکہ کی سرد جنگ، ص ١٦٩

١٣٧ یونس ١٠: ١٠٤، ١٠٥

١٣٨ یونس ١٠: ١٦

١٣٩ صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر باب دعا النبی الی الاسلام والنبوة وان لا یتخذ بعضهم بعضا اربابا من دون اللہ: ٢/١٢٥، ١٢٦

١٤٠ یونس ١٠: ٣٧-٤٠

١٤١ یونس ١٠: ٤١

١٤٢ تفسیر القرآن العظیم: ٢/١٠٣

١٤٣ السیرة النبویة لابن ہشام: ١/١٩٩

١٤٤ سبا ٣٤: ٤٧

١٤٥ القلم ٦٨: ٣٤، ٣٥

١٤٦ المرسلت ٧٧: ٤١-٤٤

١٤٧ السیرة النبویة لابن ہشام: ١/١٨٦

١٤٨ السیرة النبویة لابن ہشام: ١/١٨٨

١٤٩ السیرة النبویة لابن ہشام: ١/١٨٥

١٥٠ البدایة والنہایة: ٢/٤١٣

١٥١ دلائل النبوة للبیہقی: ٢/٢٠٤

١٥٢ عیون الأثر: ١/١٣٢

١٥٣ یونس ١٠: ١٥

١٥٤ المدثر ٧٤: ٥٤-٥٥

١٥٥ القلم ٦٨: ٨، ٩

١٥٦ جوامع السیرة لابن حزم، ص ٦٣

١٥٧ رحمة للعالمین: ١/٦٠؛ السیرة النبویة لابن ہشام: ١/١٧٠؛ مجمع الزوائد: ٦/١٥

١٥٨ محسنِ انسانیت، ص ١٥٢

١٥٩ السیرة النبویة لابن ہشام: ١/١٧٠؛ الکامل فی التاریخ: ١/٥٨٥

١٦٠ السیرة النبویة لابن ہشام: ١/١٧٠؛ البیہقی فی دلائل النبوة ٢/١٨٧

١٦١ التوبة ٩: ٣٣

١٦٢ الروض الانف: ٢/٧؛ سبل الهدی والرشاد: ٢/٣٢٧

Marfat.com

۱۶۳۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۱۷۰ ۱۶۴۔ الطبقات الکبری: ۱/۳۷

۱۶۵۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۱۷۱

۱۶۶۔ The Life of Muhammad, p.120

۱۶۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۲۰۳ ۱۶۸۔ الطبقات الکبری: ۱/۱۳۸

۱۶۹۔ سیرۃ النبی ﷺ: ۱/۱۴۶ ۱۷۰۔ رحمۃ للعالمین: ۱/۵۷

۱۷۱۔ Muhammad at Mecca, p.134 ۱۷۲۔ السیرۃ النبوۃ لابن ہشام، ۱/۱۹۰

۱۷۳۔ السیرۃ النبوۃ لابن ہشام: ۱/۳۴۷؛ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ۱/۵۰۱

۱۷۴۔ Muhammad at Mecca, p117

۱۷۵۔ Muhammad prophet for our Time,p 81

۱۷۶۔ البدایۃ والنہایۃ: ۳/۷۳ ۱۷۷۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۱/۲۰۶

۱۷۸۔ المرجع السابق: ۱/۲۱۷

۱۷۹۔ The Life of Muhammad, p.159

۱۸۰۔ جوامع السیرۃ، ص ۶۴ ۱۸۱۔ البدایۃ والنہایۃ: ۳/۹۳

۱۸۲۔ الطبقات الکبری: ۱/۱۴۲؛ السیرۃ النبویہ لابن ہشام: ۲/۳

۱۸۳۔ شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ: ۲/۱۳

۱۸۴۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۲/۳

۱۸۵۔ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب یوم الفتح: ۲/۶۸۴

۱۸۶۔ حیاۃ محمد ﷺ، ص ۹۶ ۱۸۷۔ البدایۃ والنھایۃ: ۳/۹۷

۱۸۸۔ زاد المعاد، ۳/۲۴؛ جوامع السیرۃ لابن حزم، ۶۴

۱۸۹۔ Muhammad Prophet for Our Time, 84.85

۱۹۰۔ مسند احمد، ۳/۱۲۰، ۲۸۶، رقم الحدیث (۱۱۷۶۷) مسند انس بن مالک

۱۹۱۔ الطبقات الکبری، ۱/۱۴۲، ۱۴۳

۱۹۲۔ Encyclopedia New Age, vol 12, p 194

۱۹۳۔ The Encyclopaedia of Islam, vol vii, p 365

۱۹۴۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۲/۴۹؛ تاریخ الطبری، ۱/۵۵۳

Marfat.com

۱۹۵ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۲/۶۴؛ السیرۃ النبویہ لابن کثیر، ۲/۱۳۱، ۱۳۲

۱۹۶ صحیح مسلم، صفات المنافقین باب قولہ، ''ان الانسان لیطغیٰ''، ۴/۲۱۵۴ رقم الحدیث ۲۷۹۷؛

۱۹۷ صحیح بخاری، ؛ تفسیر سورۃ المومن: ۲/۹۸۷؛ الخصائص الکبریٰ للسویطی: ۱/۱۴۴؛ تاریخ الطبری: ۲/۳۳۲۔۳۳۳

۱۹۸ صحیح بخاری، کتاب التفسیر؛ باب کلا لئن لم ینتہ لنسفعن بالناصیۃ: ۲/۱۰۷۷

۱۹۹ السیرۃ النبویۃ، ۲/۱۳۲

۲۰۰ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۲/۵۱؛ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، ۲/۱۳۳

۲۰۱ الوفا باحوال المصطفیٰ، ۲۱۴

۲۰۲ صحیح مسلم، باب مالقی النبی ﷺ من اذی المشرکین والمنافقین، ۲/۱۰۹

۲۰۳ الطبقات الکبریٰ، ۱/۱۴۴؛ زاد المعاد، ۲/۴۶، ۴۷

۲۰۴ Muhammad Prophet for Our Time, 93

۲۰۵ ضیاء النبی، ۲/۴۵۳

۲۰۶ مسند احمد: ۳/۳۲۲؛ فتح الباری: ۷/۲۲۲؛ مستدرک حاکم: ۲/۶۲۴، ۶۲۵

۲۰۷ تاریخ العلامۃ ابن خلدون، ۲/۳۷

۲۰۸ الانفال، ۸:۳۰

۲۰۹ ھود ۱۱:۱۱۲، ۱۱۳

۲۱۰ تفسیر القرآن العظیم: ۲/۶۰۶

۲۱۱ الشوریٰ ۴۲:۱۵

۲۱۲ تدبر قرآن: ۶/۱۵۵۔۱۵۶

۲۱۳ الاعراف ۷:۱۹۹

۲۱۴ تفسیر القرآن العظیم: ۲/۳۶۸

۲۱۵ الشوریٰ ۴۲:۴۳

۲۱۶ تدبر قرآن: ۶/۱۸۳

۲۱۷ الاحقاف ۴۶:۳۵

۲۱۸ النساء ۴:۷۷

۲۱۹ تفسیر القرآن العظیم: ۱/۶۹۸، ۶۹۹

۲۲۰ العنکبوت ۲۹:۵۶۔۶۰

۲۲۱ تفسیر القرآن العظیم: ۳/۵۵۶

۲۲۲ تفسیر القرآن العظیم: ۳/۵۵۶

۲۲۳ مسند احمد: ۱/۱۶۶

۲۲۴ السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ: ۱/۱۵۹

۲۲۵ تفسیر الطبری: ۵/۱۷۰، ۱۷۱

۲۲۶ الزمر ۳۹:۱۰

۲۲۷ العنکبوت ۲۹:۴۶

۲۲۸ Muhammad Prophet for Our Time, 85

Marfat.com

۲۲۹ ibid

۲۳۰ تفہیم القرآن، ۶/۲۹۴
۲۳۱ البروج ۸۵: ۸۔۱۱

۲۳۲ تدبرِ قرآن، ۸/۲۹۲
۲۳۳ معارف القرآن: ۸/۷۱۱

۲۳۴ العصر ۱۰۳: ۳
۲۳۵ ھود ۱۱: ۱۲۱، ۱۲۲

۲۳۶ تفسیر القرآن العظیم: ۲/۲۵۵

۲۳۷ سیرت قرآنیہ سیدنا رسول عربی ﷺ، ص ۲۶۲، ۲۶۳

۲۳۸ یونس ۱۰: ۱۰۲، ۱۰۳
۲۳۹ السیرة النبویة الصحیحة: ۱/۱۵۹

۲۴۰ Muhammad Rasulullah salla llaha alaihi wasllam, Dr,Muhammad Hamidullah, p45

۲۴۱ الشوریٰ ۴۲: ۱۵
۲۴۲ السیرة النبویة لابن ہشام: ۱/۲۰۵

۲۴۳ النساء ۴: ۷۷
۲۴۴ فتح الباری شرح صحیح بخاری، ۷/۱۶۵، ۶/۶۱۹

۲۴۵ فقہ السیرة النبویة، ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی، ص ۱۷۴

۲۴۶ المرجع السابق
۲۴۷ الروض الانف: ۲/۱۱۱، ۱۱۲

۲۴۸ المرجع السابق، ص ۱۱۲
۲۴۹ البقرة ۲/۱۱۵،

۲۵۰ سیرت سرور عالم ﷺ، ۲/۵۵
۲۵۱ الطبقات الکبریٰ: ۱/۱۰۴

۲۵۲ سیرت قرآنیہ سیدنا رسول عربی ﷺ، ص ۳۰۵
۲۵۳ الکہف ۱۸: ۶، ۷

۲۵۴ المائدہ، ۵: ۶۷
۲۵۵ فقہ السیرة النبویة، ص ۱۷۷

۲۵۶ الطبقات الکبریٰ: ۱/۱۰۴
۲۵۷ الاعراف ۷: ۱۵۸

۲۵۸ السیرة النبویة لابن ہشام: ۱/۲۱۶
۲۵۹ المرجع السابق

۲۶۰ الجاثیة، ۴۵: ۱۷
۲۶۱ تفسیر القرآن العظیم: ۳/۷۱

۲۶۲ القصص ۲۸: ۵۳
۲۶۳ فقہ السیرة النبویة، ص ۱۸۰۔۱۸۱

۲۶۴ صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب عمر بن خطاب: ۲/۴۳۳

۲۶۵ حیاتِ محمد ﷺ، ص ۲۵۷
۲۶۶ حیات محمد ﷺ، ص ۲۵۸

۲۶۷ التوبہ ۹: ۴۰

Marfat.com

باب چہارم

دعوتِ دین کے خلاف پروپیگنڈا مہم

دعوتِ حق کے فروغ کے ساتھ ہی باطل قوتیں اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے بے تاب ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ جب کفر و باطل کے علمبردار مختلف حربوں سے حق کی ترویج و اشاعت کو روکنے میں ناکام و نامراد ہو جاتے ہیں تو وہ بالآخر دعوتِ حق کو پروپیگنڈا مہم کے ذریعے ایسی تحریک کے طور پر پیش کرتے ہیں جو اُن کے آبائی دین کی مخالف، جس کی تعلیمات ناقابلِ عمل، جس کو قبول کرنے والے حقیر و پست اور جس کا نصب العین اُن کی قدیم رسوم و روایات کو بیخ و بُن سے اکھاڑ پھینکنا ہو۔ چونکہ وہ دین حق کی تعلیمات کو اپنے سیاسی و معاشی افکار کے لیے بھی خطرہ گردانتے ہیں اس طرح مذہبی طبقہ کے ساتھ ساتھ اشراف اور امراء کا طبقہ بھی مخالفتِ حق میں پیش پیش دکھائی دیتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ [1]

"وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ جس (راہ) پر ہم اپنے باپ دادا کو پاتے رہے ہیں اس سے ہم کو پھیر دو اور (اس) ملک میں تم دونوں ہی کی سرداری ہو جائے؟ اور ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں"۔

طبقہ اشراف پیغامِ حق کو غیر موثر کرنے کے لیے ہمیشہ سے اسے جادو وغیرہ سے تشبیہ دے کر لوگوں کو اس کے قبول کرنے سے روکتا رہا اور ایسی بھیانک تصویر پیش کرتا کہ جس سے لوگ حق سے متنفر ہو جائیں۔ ارشاد ہے:

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ

Marfat.com

أَرْضِكُم بِسِحْرِهِ ۖ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۝ [1]

"فرعون نے اپنے گرد کے سرداروں سے کہا کہ یہ تو کامل فن جادوگر ہے۔ چاہتا ہے کہ تم کو اپنے جادو (کے زور) سے تمہارے ملک سے نکال دے تو تمہاری کیا رائے ہے؟"

چنانچہ ہر پیغمبر کی قوم اور طبقہ اشراف نے اپنے مفادات کے لیے پیغامِ حق کے خلاف زبردست پروپیگنڈا وار کا سلسلہ جاری رکھا تاکہ حق کی اشاعت و ترویج کے آگے بند باندھا جا سکے۔ اسی قسم کا مذموم پروپیگنڈا پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی دعوت حق کے خلاف بھی بھرپور انداز میں اختیار کیا گیا بلکہ سابقہ اقوام کی نسبت آپ ﷺ کی دعوت حق کیخلاف معاندین کا پروپیگنڈا انتہائی منظم اور ہمہ جہت تھا۔ چنانچہ کبھی دعوت حق کے پیغام کو "إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝" [2] "یہ تو صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں"۔ کہا گیا اور کبھی عوام الناس کو بدظن کرنے کے لیے جادو کا نام دیا۔ "وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝" [3] "اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے"۔

اسی طرح مختلف حربوں سے دعوت حق کے خلاف خواص و عوام کو بددل کرنے کی ہر ممکن سعی کی گئی۔

1۔ پس منظر اور مقاصد:

باطل کی ان تھک کاوشیں حق کی اشاعت و ترویج کو روکنے میں بُری طرح ناکام رہیں بلکہ طاغوت کے اختیار کردہ تمام حربے اسلامی تحریک کو سربلند کرنے کا باعث بنے۔ جس کی وجہ سے قریشی سردار سخت متردد تھے کہ حق کا گلا گھونٹنے کے لیے کون سی ترکیب اختیار کریں کہ جس سے لوگ دیوانہ وار حق کی جانب بھاگنے سے فوراً رک جائیں۔

کفارِ مکہ نے لاکھ کوششیں کیں کہ حضرت محمد ﷺ کو خاندانی حمایت سے محروم کر کے تنہائی کا شکار کر دیا جائے لیکن شفیق و مہربان چچا آپ ﷺ کی پشت پناہی پر مصر رہے بلکہ دیگر خاندان کے لوگ اگرچہ ایمان نہ لائے لیکن نبی کریم ﷺ کی برابر حفاظت

Marfat.com

کے لیے پُرعزم رہے۔۵ اسی طرح اہل ایمان بھی پیغمبر کے اسوہ کے مطابق ہر تکلیف اور اذیت پر دین حق پر مضبوطی سے جمے رہے۔ جس پر طاغوتی طاقتوں کی ہمتیں ٹوٹنے لگیں اور انھوں نے حق کی بربادی کے لیے دیگر منصوبوں اور طریقوں پر غور کرنا شروع کر دیا۔

چونکہ حزب اللہ روز بروز قوی تر ہوتا جا رہا تھا کفار کے شیر بہادر حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ حق کے فداکاروں میں شامل ہو چکے تھے اور باطل کی بستیاں ماتم کدہ بنتی جا رہی تھیں کہ ان کے زن و فرزند آبائی دین سے نفرت و بیزاری کا اعلانیہ پرچار کر رہے تھے اور کسی بھی مصیبت اور رنج والم کو خاطر میں لانے کو تیار نہ تھے اور اب اسلام کی قوت اس قدر ہو گئی کہ اعلانیہ کعبہ میں عبادت کرنے لگے۔۶

رسول رحمت ﷺ کی دعوت اور استقامت نے جو صورت حال پیدا کر دی تھی اس سے نکلنے کا ایک طریقہ تو یہ تھا کہ کفار مکہ اپنے منصب کے حقیقی تقاضوں، اپنے طرزِ عمل اور اخلاقی کمزوریوں کا جائزہ لے کر اصلاح پر آمادہ ہو جاتے۔ لیکن یہ طریقہ کار قریش کے متکبرانہ طرزِ عمل سے میل نہیں کھاتا تھا۔ نیز ان کے مفادات پر کاری ضرب پڑتی تھی اس لیے انھوں نے اس پر سوچنا بھی گوارا نہ کیا۔ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ وہ مخالفت حق کی نئی راہیں تلاش کر کے اپنے آبائی دین، قبائلی و سیاسی نظام اور معاشی برتری کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔ یقیناً یہ راستہ ان کی تمناؤں اور خوابوں کی عمدہ تعبیر تھا۔ جس پر انھوں نے تیزی سے سوچنا شروع کر دیا۔ چنانچہ حالات کے عمیق تجزیہ پر وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ چونکہ نبی رحمت ﷺ قرآن جیسی غیر معمولی تاثیر اور تعلیمات رکھنے والی کتاب سے ان کے نوجوانوں کو اپنا گرویدہ بناتے ہیں جسے آپؐ وحی الٰہی قرار دے کر عوام الناس کو مرعوب کر رہے ہیں۔ اور ان کے بڑے اور چھوٹے سب اس غیبی قوت و طاقت کے اثر سے ہر قسم کی سختیاں خوشی سے جھیلنے پر تیار ہو جاتے ہیں اور اس دعوت کے عوض کسی ترغیب و تحریص کا اثر بھی قبول نہیں کرتے۔ جیسے مصعب بن عمیرؓ انتہائی ناز و نعمت میں پلے بڑھے تھے لیکن اسلام کی خاطر سب راحتوں کو خیرباد کہہ دیا۔ بقول قاضی محمد سلیمان منصور پوری جب ان کو اسلام کی طفیل روحانی عیش حاصل ہوا تب ان جسمانی آرائشوں اور نمائشوں کو انھوں نے بالکل چھوڑ دیا۔۷

Marfat.com

دوسری بات جو بالکل ان کے لیے انوکھی تھی کہ رسول اکرم ﷺ اپنے آپ ﷺ کو نمائندہ رب العالمین کی حیثیت سے پیش کر رہے تھے اور ان کے خاص و عام بغیر ہچکچاہٹ کے اس نمائندگی پر آپ ﷺ کی کامل اتباع کا دم بھر رہے تھے جس کی بنا پر وہ اپنے بڑے بزرگوں اور حکماء کی فریب کاریوں میں آنے کو کسی طرح تیار نہ تھے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے حوالے سے انھوں نے بے شمار افواہیں پھیلانے کا تہیہ کیا۔8

یہ بات بڑی حیرت انگیز ہے کہ مکار باطل قوتوں نے ایک حربہ ناکام ہونے پر اس سے بھی زیادہ زہریلا حربہ اختیار کر کے حق کو دبانے کی بھرپور سعی کی اور ان ہتھکنڈوں کو یکے بعد دیگرے بڑی مہارت سے استعمال کیا۔ اگر آج کی مخالفانہ منصوبہ بندی کا جائزہ لیا جائے تو وہ اس وقت کی معاندانہ تدبیروں کے مقابلے میں فروتر دکھائی دیتی ہیں۔ ''سرد جنگ میں ایک تدبیر سٹاکنگ (Staking) کہلاتی ہے جس کے تحت ایک کام کے لیے مختلف زاویوں پر غور وخوض کر کے کئی کئی حربے یا آپریشن تیار کیے جاتے ہیں تاکہ ایک کے فیل ہو جانے کی صورت میں دوسرا اور دوسرے کے فیل ہو جانے کی صورت میں تیسرا اور پھر چوتھا پانچواں۔ سب حربے اپلائی کرنے پڑیں تو اپلائی کیے جائیں تاکہ متعلقہ آپریشن میں کسی طرح بھی ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ ناکامی تو سرد جنگ میں شکست فاش کا نام ہے۔

گو مشرکین مکہ آج کی سرد جنگ کے تدبر سے واقف نہ تھے، لیکن تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ مکہ میں اسلام کے خلاف جو تدبیریں استعمال کی گئیں، ان تدبیروں کے مقابلہ میں موجودہ سرد جنگ کا تدبر (Tacticts) کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔9

مقاصد:

بلاشبہ باطل گروہ نے حق کو مات دینے کے لیے جتنی منفی سرگرمیوں کا جال بچھایا ان میں حق کے خلاف پروپیگنڈا اور اعتراضات کا پہلو سب سے زہریلا اور مہلک تھا۔ چونکہ معاندین حق دین اسلام کی اشاعت اور وسعت پر سخت برہم تھے لہٰذا ان کا اولین ہدف لوگوں کو حق سے متنفر کرنا تھا تاکہ وہ پیغام حق کی طرف مائل ہونے سے گریز کریں۔ چنانچہ

Marfat.com

مشرکین قرآن کے متعلق کہتے:

وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰى عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا۝ [10]

''اور کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جن کو اس نے جمع کر رکھا ہے اور وہ صبح وشام اس کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں''۔

ایک اور بنیادی ہدف کفار کا یہ تھا کہ دین حق کے متعلق لوگوں میں ایسی تشکیک و تشویش پیدا کی جائے کہ وہ جاھلی دین کو دین حق پر ترجیح دیں۔ چنانچہ کفار نے قرآن کو محض جھوٹ کا پلندا قرار دیا جسے آپ ﷺ نے گھڑ لیا ہے:

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَیْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ [11]

''کہ یہ (قرآن) من گھڑت باتیں ہیں جو اس نے بنالی ہیں اور دوسرے لوگوں نے اس میں اس کی مدد کی ہے''۔

کفار نے دعوت حق سے بھٹکانے کے لیے بالخصوص نوجوان طبقہ کو عیش و عشرت کی راہیں دکھائیں تا کہ یہ پیغام حق پر توجہ نہ دے سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ...... [12]

''اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو بے ہودہ حکایتیں خریدتا ہے تا کہ (لوگوں کو) بے سمجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کرے''۔

چونکہ قریش کی تمام تر منفی سرگرمیوں اور ہتھکنڈوں کے باوجود بڑے بڑے ذی شعور حق کے گرویدہ بن چکے تھے اس لیے معاندین نے ایسی کج بحثی کا آغاز کیا کہ مسلمانوں کو دعوت حق پر غور کرنے کا موقع ہی میسر نہ آ سکے۔ اور وہ ذہنی خلجان میں مبتلا رہیں۔ لہٰذا ان کی کٹ حجتیاں عنداللہ باطل ہیں۔ ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ [13]

''اور جو لوگ (اللہ کے بارے) میں بعد اس کے کہ اسے (مومنوں نے) مان لیا ہو جھگڑتے ہیں ان کے پروردگار کے نزدیک ان کا

Marfat.com

جھگڑا لغو ہے"۔

دعوت حق کی تنقیص کفار نے اس بنا پر کرنے کی کوشش کی تا کہ بیرون مکہ سے آنے والے لوگ اس دعوت سے متاثر نہ ہوسکیں۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُم مَّاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ [14]

"اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا اتارا ہے تو کہتے ہیں کہ (وہ تو) پہلے لوگوں کی حکایتیں ہیں"۔

2۔ پروپیگنڈا کے مختلف انداز:

حق و باطل کی کشمکش کا ایک تعجب ناک پہلو یہ بھی ہے کہ حق کے پرستار باطل پرست قوتوں کے ایمان نہ لانے پر شدید رنج والم سے دوچار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن نے تصریح فرمائی ہے:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ﴿٦﴾ [15]

"(اے پیغمبر) اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں تو شاید تم ان کے پیچھے رنج کر کر کے اپنے تئیں ہلاک کردو گے"۔

جبکہ حزب الشیطان کے نمائندے دعوت حق کی تباہی و بربادی کے لیے توڑ جوڑ میں مصروف رہتے ہیں یقیناً جھوٹ اور فریب پر مبنی پروپیگنڈا سے انسانی نفسیات اور فکر و کردار کے متاثر ہونے کا شدید اندیشہ لاحق ہوتا ہے کیونکہ مخالف کی بات کو اس بدترین انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ وہ اس کو اپنے خسارہ اور بربادی سے تعبیر کریں اور اس شخص اور تحریک سے فوراً اپنا تعلق قطع کرلیں۔ چنانچہ وہ اس جھوٹ اور فریب کی مہم کے ذریعے اہل ایمان کے قدم ڈگمگانے اور حق کی طرف مائل ہونے والوں کو حق سے روک دینے کی بھرپور سعی کرتے ہیں۔

معاندین حق نے دعوت حق کی زوردار تحریک کو دبانے کے لیے حسب ذیل

Marfat.com

ہتھکنڈے اختیار کیے:

ا۔ افسانوں سے قرآن کے مقابلہ کی سعی:

علامہ ابن اسحاق کے مطابق نضر بن حارث قریش کی مسلسل ناکامیوں اور حق کی سربلندی دیکھ کر کہنے لگا اے گروہ قریش تم کو ایسا معاملہ پیش آیا ہے کہ تم لوگ اب تک اس کا توڑ نہیں لا سکے۔ محمد ﷺ تمہارے اندر جب ایک نوعمر لڑکا تھا تو تمہارے سب سے پسندیدہ تھے سب سے زیادہ سچے اور سب سے بڑھ کر امانت دار تھے۔ پھر جب وہ سنِ تمیز کو پہنچے تو وہ تمہارے پاس کچھ باتیں لے کر آئے ہیں تو تم کہتے ہو کہ وہ جادوگر ہیں! نہیں بخدا وہ جادوگر نہیں ہم نے جادوگر دیکھے ہیں ان کی جھاڑ پھونک اور گرہ بندی بھی دیکھی ہے۔ اور تم لوگ کہتے ہو وہ کاہن ہیں۔ نہیں، بخدا وہ کاہن بھی نہیں۔ ہم نے کاہن بھی دیکھے ہیں، ان کی الٹی سیدھی حرکتیں بھی دیکھی ہیں اور ان کی فقرہ بندیاں بھی سنی ہیں۔ تم لوگ کہتے ہو وہ شاعر ہیں، نہیں بخدا وہ شاعر بھی نہیں ہم نے شعر بھی دیکھا ہے اور اس کے اصناف، ہجز، رجز وغیرہ سنے ہیں۔ تم لوگ کہتے ہو وہ پاگل ہیں۔ نہیں، بخدا وہ پاگل بھی نہیں، ہم نے پاگل پن بھی دیکھا ہے۔ یہاں نہ اس طرح کی گھٹن ہے نہ ویسی بہکی بہکی باتیں اور نہ ان کے جیسی فریب کارانہ گفتگو۔ قریش کے لوگو! سوچو، خدا کی قسم تم پر زبردست افتاد آن پڑی ہے۔[16]

نضر بن حارث کی گفتگو سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ دعوت حق کی عظمت کو نہ صرف خوب سمجھتا تھا بلکہ نبی رحمت ﷺ کے اعلیٰ کردار کی رفعتوں سے بھی بخوبی آگاہ تھا۔ لیکن وہ حق شناسی کے باوجود اپنے ضمیر کے برعکس دعوت حق کے عروج کو برداشت کرنے کو تیار نہ تھا۔ اور آپ ﷺ کی ایذادہی اور عداوت میں نہایت کوشش کرتا۔

"وكان النضر بن الحارث من شياطين قريش، و ممن كان يؤذي رسول الله ﷺ و ينصب له العداوة۔"[17]

چنانچہ اس نے حق کو پسپا کرنے کے لیے حیرہ کا سفر کیا اور وہاں سے اسفندیار اور رستم وغیرہ کے قصص جمع کیے اور جب رسول رحمت ﷺ کسی جگہ پر لوگوں کو توحید،

Marfat.com

آخرت کے عذاب الٰہی اور سابقہ اقوام کی روش پر عذاب کا تذکرہ فرما کر تنبیہ کی سعی فرماتے تو آپؐ کے تشریف لے جانے کے بعد نضر بن حارث ان کو مختلف اور عجیب غریب پر لطف قصص کے ذریعے حق کی طرف مائل ہونے سے روکتا اور کہتا کہ محمدؐ کی گفتگو کس بات میں مجھ سے اچھی ہے؟

"وکان قد قدم الحيرة، و تعلم بها أحاديث ملوك الفرس، و أحاديث رستم و اسبنديار، فكان اذا جلس رسول الله ﷺ مجلسا فذكر فيه بالله، و حذر قومه ما اصاب من قبلهم من الامم من نقمة الله، خلفه في مجلسه اذا قام، ثم قال: أنا والله يا معشر قريش، أحسن حديثا منه، فهلم الى، فأنا أحدثكم أحسن من حديثه، ثم يحدثهم عن ملوك فارس و رستم و اسبنديار، ثم يقول: بما ذا محمد احسن حديثا مني؟" [۱۸]

۲۔ قرآن کی مثل لانے کا پروپیگنڈا:

اسی نضر بن حارث نے قرآن کے انقلابی ادب کے مقابلے پر عجم کے تفریحی ادب کا مرکز قائم کیا۔ یہی وہ موذی ہے جو لوگوں کو حق سے پھسلانے کے لیے کہتا کہ میں بھی اس کی مثل نازل کر سکتا ہوں جو خدا نے نازل کیا ہے:

"سأنزل مثل ما انزل الله" [۱۹]

۳۔ "پہلے لوگوں کے قصے" کہہ کر قرآن کا رد کرنا:

نضر بن حارث خود تسلیم کرتا تھا کہ رسول اکرم ﷺ ہر قسم کی شاعری، جادوگری، پاگل پن اور کہانت سے مبرا ہیں لیکن آبائی دین کی محبت اور اپنی بد اخلاقیوں کی بنا پر حق سے نہ صرف خود اعراض برتا بلکہ جب بھی کسی کو دعوت حق سے متاثر دیکھتا تو پروپیگنڈا شروع کر دیتا کہ یہ تو صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٥﴾ [۲۰]

Marfat.com

"جب اس کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں کے افسانے ہیں"۔

علامہ ابن اسحاق بہ روایت ابن عباسؓ نقل فرماتے ہیں یہ آیت نضر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی اور جس آیت میں لفظ "اساطیر" وارد ہے وہ اسی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

"............ و کل ما ذکر فیه من الاساطیر من القرآن۔" [۲۱]

۴۔ غیر اخلاقی سرگرمیوں کا جال بچھانا:

نضر بن حارث جب قصہ گوئی اور افسانوں کے ذریعے بھی عوام الناس میں خاص کشش پیدا نہ کر سکا اور لوگوں کے فکر و کردار کو متاثر نہ کر سکا تو اس نے نوجوان طبقہ کو حق سے دور رکھنے کے لیے چند لونڈیاں خریدیں جیسا کہ علامہ شوکانی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ نضر بن حارث نے چند لونڈیاں خرید رکھی تھیں اور جب وہ کسی آدمی کے متعلق سنتا کہ وہ نبیؐ کی طرف مائل ہے تو اس پر ایک لونڈی مسلط کر دیتا۔ جو اسے کھلاتی پلاتی اور گانے سناتی۔ یہاں تک کہ اسلام کی طرف اس کا جھکاؤ باقی نہ رہ جاتا۔ اسی سلسلے میں یہ فرمان باری تعالیٰ نازل ہوا۔[۲۲]

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ [۲۳]

"اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو بے ہودہ حکایتیں خریدتا ہے تاکہ (لوگوں کو) بے سمجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کرے اور اس سے استہزاء کرے یہی لوگ ہیں جن کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا"۔

یقیناً یہ بڑا زوردار حربہ تھا جو دعوت حق کو زک پہنچانے کے لیے اختیار کیا گیا۔ لیکن قرآنی تعمیری و اصلاحی پیغام اور ایک منفرد و با مقصد فلاحی تحریک کے مقابلے میں یہ غیر شائستہ و غیر اخلاقی سرگرمیاں بھی کوئی خاص اثرات مرتب نہ کر سکیں۔

Marfat.com

۵۔ قریشی سرداروں کی بے بسی اور یہود سے مشاورت:

چنانچہ جب نضر بن حارث نے قرآن کی تاثیر اور چاشنی سے سرشار اہل ایمان کے بلند اخلاق و کردار کا مشاہدہ کیا تو اپنے ان گھٹیا ہتھکنڈوں کو ترک کر کے نئے سرے سے حق کو زیر کرنے کے منصوبوں پر غور و فکر شروع کر دیا۔ چنانچہ خوب غور و خوض کے بعد اکابر کفار نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو اہل کتاب یہود کے پاس بھیجنے کی تجویز پر اتفاق کیا تا کہ کوئی ایسی بات مل جائے جس سے دین حق کے خلاف موثر پروپیگنڈا کیا جا سکے۔ کیونکہ قرآن حکیم قریش کے عقائد و عبادات اور رسوم و رواج کے باطل ہونے کا رد بڑے عمدہ پیرائے میں کر رہا تھا جس کا جواب قریش کے پاس نہ تھا۔

علمائے یہود نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو تین سوالات بتلائے اور کہا کہ ان کے جوابات صحیح ملیں تو جان لینا کہ وہ نبی مرسل ہیں اور ان کی اتباع کرنا۔ بصورت دیگر سمجھ لینا کہ ایک فریبی شخص ہے جو اپنی باتوں سے لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

"...... سلوہ عن ثلاث نامر کم بھن، فان اخبر کم بھن فھو نبی مرسل، و ان لم یفعل فالرجل متقول، فروا فیہ رایکم سلوہ عن فتیۃ ذھبوا فی الدھر الاول ما کان امرھم، فانہ قد کان لھم حدیث عجب، و سلوہ عن رجل طواف قد بلغ مشارق الارض و مغاربھا ما کان نبؤہ، و سلوہ عن الروح ماھی؟ فاذا اخبر کم بذلک فاتبعوہ، فانہ نبی، و ان لم یفعل، فھو رجل متقول، فاصنعوا فی أمرہ ما بدالکم۔" [۲۲]

یہی سوالات انہوں نے حتمی فیصلہ کے طور پر آپ ﷺ کے سامنے رکھے جس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل تمہارے ان سوالوں کے جوابات دوں گا۔ لیکن ان شاء اللہ فرمانا بھول گئے۔ جس پر پندرہ دن وحی نہ آئی اور اہل مکہ انتہائی خوش تھے کہ ہم نے ان سوالات کی بنا پر آپ ﷺ کو عاجز کر دیا ہے اور اب آپ اپنی دعوت سے ضرور رک

Marfat.com

جائیں گے چنانچہ قریش نے اس کی خوب تشہیر کی کہ کل کا وعدہ تھا اور آج پندرہ دن ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ اس کیفیت سے سخت پریشان اور رنجیدہ ہوئے۔ آخر جبرائیل علیہ السلام سورہ کہف لے کر حاضر خدمت ہوئے جس میں ان تینوں سوالات کے جوابات تھے۔ ۲۵

معاندین حق نے حقائق سے آگاہ ہونے کے باوجود اپنی اسلام دشمنی ترک نہیں کی جبکہ علمائے یہود نے ان کو تاکید کی تھی کہ اگر جوابات درست دیں تو نبی برحق مان کر ان کی اتباع کریں۔

۶۔ فضول بحثوں میں الجھانے کی کوشش:

مشرکین مکہ نے دعوت حق کے خلاف پروپیگنڈا کے متعدد حربوں میں ناکامی کے بعد بحث و تکرار اور جھگڑا کا راستہ اختیار کیا۔ تاکہ اہل ایمان کو غیر موزوں بحثوں میں الجھا کر راہ حق سے بہکا دیں۔ علامہ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ولید بن مغیرہ کے ساتھ مسجد الحرام میں تشریف رکھتے تھے کہ اتنے میں نضر بن حارث بھی آیا اور مجلس میں بیٹھ گیا۔ اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے قریش وہاں بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ نے گفتگو شروع فرمائی۔ نضر بن حارث نے خلل اندازی کرنی چاہی رسول اکرم ﷺ نے اسے سخت تنبیہ فرمائی اور یہ آیت پڑھی۔ ۲۶

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ﴿۹۸﴾
لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَا وَرَدُوهَا ط وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيهَا
زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿۱۰۰﴾ ۲۷

"تم اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہوں گے (اور) تم اس میں داخل ہو کر رہو گے۔ اگر یہ لوگ (درحقیقت) معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے سب اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔ وہاں ان کو چلانا ہوگا اور اس میں (کچھ) نہ سن سکیں گے"۔

Marfat.com

نضر لاجواب ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد عبداللہ بن زبعری کو جب اس گفتگو کا حال معلوم ہوا تو وہ کہنے لگا اگر محمدؐ مجھ سے ملیں تو میں ان سے بحث کروں اور کہوں کہ ہم تو فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں، یہودی عزیرؑ کی اور نصاریٰ عیسیٰ کو خدا مانتے ہیں۔ تو یہ سب معبود بھی جہنمی ہوئے۔ عبداللہ بن زبعری کی یہ بات سن کر ولید بن مغیرہ اور تمام قریش نہایت خوش ہوئے اور سمجھے کہ عبداللہ نے یہ ایک معقول حجت نکالی ہے۔ ۲۸ جب اس کا تذکرہ کسی نے رسول ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا جو خدا کے سوا معبود بننا چاہتا ہے وہ جہنم کا ایندھن اور اس کے ماننے والے بھی ساتھ ہوں گے اور یہ لوگ شیاطین کی عبادت کرتے ہیں کہ شیاطین ہی غیراللہ کی پرستش کا حکم کرتے ہیں اور یہ ان کا حکم مانتے ہیں اور جن لوگوں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ ان کو معبود بنایا جائے۔

"ان کل من احب ان یعبد من دون اله فهو مع من عبده، انهم انما یعبدون الشیاطین و من امرتهم بعبادته" فانزل الله تعالیٰ علیه فی ذلك"۔ ۲۹

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ ۳۰

"جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے پہلے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے۔ (یہاں تک کہ) اس کی آواز بھی نہیں سنیں گے۔ اور جو کچھ ان کا جی چاہے گا اس میں (یعنی ہر طرح کے عیش اور لطف میں) ہمیشہ رہیں گے"۔

یعنی جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے پہلے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے یہاں تک کہ اس کی آواز بھی تو نہیں سنیں گے اور جو ان کا جی چاہے اس میں (یعنی ہر طرح کے عیش اور لطف میں) ہمیشہ رہیں گے۔

ان لوگوں سے مراد عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام ہیں اور وہ علماء اور بزرگان بھی جن کے انتقال کے بعد لوگ ان کی پرستش کرنے لگے:

Marfat.com

"ان عیسی ابن مریم و عزیراً، و من عبدوا من الاحبار و الرهبان الذین مضوا علی طاعة الله، فاتخذهم من یعبدون من اهل الضلالة ارباباً من دون الله۔" ۳۱

علامہ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معبود ٹھہرانے اور ولید بن مغیرہ وغیرہ کفار کے اس ناواجب اعتراض پر خوش ہونے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۲

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۞ ۳۳

"اور جب مریمؑ کے بیٹے (عیسیٰؑ) کا حال بیان کیا گیا تو تمہاری قوم کے لوگ اس سے چلا اٹھے"۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"ابن زبعری کی جرات کو دیکھیے خطاب اہل مکہ سے ہے اور ان کی ان تصویروں اور پتھروں کے لیے کہا گیا جنہیں وہ سوائے اللہ کے پوجا کرتے تھے نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ پاک نفس کے لیے جو غیر اللہ کی عبادت سے روکتے تھے۔" ۳۴

قریش کے علم میں تھا کہ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں اور یہ بھی جانتے تھے کہ محمد ﷺ کیا کہتے ہیں۔

"فقد قال لهم رسول الله ﷺ: "یا معشر قریش، انه لیس احد یعبد من دون الله فیه خیر۔ و قد علمت قریش ان النصاری تعبد عیسی بن مریم و ما یقول محمد۔" ۳۵

قریش عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جانتے تھے کہ عیسائی ان کی پرستش کرتے ہیں اور یہ بھی جانتے تھے کہ محمد ﷺ ان کی پرستش کو غلط سمجھتے ہیں۔ ۳۶ علامہ ابن جریر طبری فرماتے ہیں لفظ ما جو یہاں ہے وہ عرب میں ان کے لیے آتا ہے جو بے جان اور بے عقل ہوں۔ ۳۷

Marfat.com

یقیناً کفار ہر بات پر بے دلیل جھگڑتے اور قرآنی آیات کو غلط مفہوم پہنا کر پروپیگنڈا کرتے کہ عوام ان کی فضول بحثوں میں الجھ کر رہ جائیں اور دعوت حق کے متعلق شکوک وشبہات میں پڑ جائیں۔

علامہ ابن جریر طبری نے ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ مشرکین نے اپنے معبودوں کا جہنمی ہونا حضور ﷺ کی زبانی سن کر کہا کہ پھر آپ ﷺ ابن مریم کی نسبت کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؑ ہیں۔ جب کوئی جواب ان کے پاس نہ رہا تو کہنے لگے واللہ یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو اللہ مان لیا ہے ہم بھی انہیں رب مان لیں۔ ۳۸

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے کھسیانے ہو کر بے تکی باتیں کرنے لگے ہیں۔ ۳۹ مزید لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ ان کا مناظرہ نہیں بلکہ مجادلہ اور مکابرہ ہے یعنی بے دلیل جھگڑا اور بے وجہ حجت بازی ہے خود یہ جانتے ہیں کہ نہ یہ مطلب ہے نہ ہمارا یہ اعتراض اس پر وارد ہوتا ہے ...... پس یہ جدل ہے یعنی وہ بات کہتے ہیں جس کے غیر صحیح ہونے کو ان کے اپنے دل کو بھی یقین ہے۔" ۴۰

قرآن حکیم سے بھی اس کی تصریح ہوتی ہے کہ یہ لوگ خواہ مخواہ بحث وتکرار کے لیے طول دے رہے ہیں:

وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝ ۴۱

"اور کہنے لگے کہ بھلا ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ (عیسیٰ علیہ السلام ؟) انہوں نے جو اس (عیسیٰ علیہ السلام) کی مثال تم سے بیان کی ہے تو صرف جھگڑے کو، حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو"۔

یقیناً یہ قریش کے شریروں کی دعوت حق کے خلاف منظم فتنہ انگیز مہم تھی جس سے

Marfat.com

لوگوں کو باور کرانا مقصود تھا کہ قرآن تمہارے معبودوں کا تذکرہ بدترین انداز میں کرتا ہے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف وتوصیف کر رہا ہے اس طرح قرآن تمہارے آبائی معبودوں کی عقیدت ختم کر کے اس کی جگہ مسیح کی الوہیت کا عقیدہ راسخ کر رہا ہے۔اس طرح محمد ﷺ تم پر عیسائیت مسلط کرنا چاہتے ہیں:

"یہ اُتخلہ انھوں نے محض بحث وجدال کے لیے چھوڑا ہے...... یہ سب جانتے ہوئے انھوں نے محض اس لیے یہ فتنہ اٹھایا ہے کہ قرآن اور نبی کی مخالفت کے لیے کوئی بہانہ ان کو ملے اور وہ لوگوں کو بھڑکا سکیں کہ یہ شخص ہمارے آبائی دین کو مٹا کر ہمارے اوپر مسیحیت کو مسلط کرنا چاہتا ہے۔فرمایا کہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو، یہ شاخسانہ انھوں نے اتفاق سے نہیں کھڑا کیا ہے بلکہ فتنہ پردازی وشرانگیزی ان کے قومی مزاج کی خصوصیت بن چکی ہے۔"[۴۲]

اسی قسم کا فتنہ کفار مکہ نے اسم "رحمان" کی آڑ لے کر اٹھانے کی کوشش کی تھی حالانکہ قریش اسم رحمان سے ناواقف نہ تھے چونکہ نصاریٰ کے ہاں یہ نام کثرت سے لیا جاتا، اس لیے مخالفین نے اس پر بھی بھرپور طریقے سے لوگوں کو بہکانے کی سعی کی کہ آپؐ دوسروں کے عقائد ونظریات ان پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ ....[۴۳]

"کہہ دو کہ تم (اللہ کو) اللہ (کے نام سے) پکارو یا رحمٰن (کے نام سے) جس نام سے پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں"۔

علامہ ابن قیمؒ نے اس آیت کے شان نزول میں ابن عباس کا قول لکھا ہے کہ ایک مشرک نے حضور ﷺ سے سجدے کی حالت میں یا رحمٰن یا رحیم سن کر کہا کہ لیجیے یہ موحد ہیں دو معبودوں کو پکارتے ہیں۔اس پر یہ آیت اتری۔

"قال ابن عباس: سمع المشركون النبي ﷺ يدعو في

Marfat.com

سجودہ یا رحمن یا رحیم فقالوا ھذا یزعم انه یدعوا واحدا وھو یدعو مثنی مثنی فانزل الله ھذه الآیة"۔ ۴۴

علامہ محمد بن احمد القرطبی کہتے ہیں کہ وہ ابو جہل تھا جس نے آپ ﷺ سے یا اللہ یا رحمٰن سن کر کہا کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے روکتا ہے اور خود دو معبودوں کو پکارتا ہے:

"سمع ابوجهل رسول الله ﷺ یدعو فی الحجر و یقول: "یا الله یا رحمن" فقال: کان محمد ینهانا عن عبادة الآلهة وهو یدعو الهین، فنزلت هذه الآیة۔" ۴۵

کفار نے عداوت اسلام میں خالق کائنات کے اسم مبارک کے حوالے سے بھی پروپیگنڈا کرنے سے احتراز نہ کیا اور کہا کہ ہم کو خبر ملی ہے کہ آپ کو یمامہ کا کوئی شخص رحمٰن تعلیم دیتا ہے جس پر یہ آیت اتری۔ ۴۶

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝ ۴۷

"(جس طرح ہم اور پیغمبر بھیجتے رہے ہیں) اسی طرح ہم نے تم کو اس امت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں بھیجا ہے تاکہ تم ان کو وہ (کتاب) جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے پڑھ کر سنا دو۔ اور یہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے۔ کہہ دو وہی تو میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر بھروسا رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں"۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر سہیل بن عمرو نے کہا کہ ہم یمامہ کے رحمٰن کے سوا کسی کو نہیں جانتے۔ لہٰذا باسمك اللهم لکھیں علامہ قرطبی نے مقاتل اور ابن جریج کا قول نقل کیا ہے:

"نزلت فی صلح الحدیبیه حین ان یکتبوا کتاب الصلح،

Marfat.com

فقال النبی ﷺ لعلی: اکتب بسم الله الرحمن الرحیم، فقال سهیل بن عمرو والمشرکون: ما نعرف الرحمن الا صاحب الیمامة ...... اکتب باسمك اللهم، و هذا کان أهل الجاهلیة یکتبون۔" ۴۸

کفار نے صرف صفت رحمٰن سے ہی انکار کی روش اختیار نہیں کی بلکہ الٰہ واحد ہونے پر بھی بحث وتکرار کی، یہ کتنا عجب معاملہ ہے کہ مخلوق کے سبھی گروہ ایک خدا کا یقین رکھنے کے باوجود الٰہ واحد کی نفی میں سرگرم عمل رہیں۔ جب کہ نوح علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کی تعلیم ایک ہی رہی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۴۹

"اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو"۔

حتیٰ کہ خود قریش بھی اللہ تعالیٰ کے منکر نہ تھے۔ لیکن اسلام دشمنی اور مفادات کے تحفظ کے لیے معاندین حق نے دعوت حق کی تعلیمات کو مسخ کرنے کی بھرپور سعی کی۔ حتیٰ کہ ذات باری تعالیٰ کے متعلق اہل ایمان کو شک وشبہ میں ڈالنے کے لیے بھی کٹ حجتی سے بھی گریز نہ کیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۵۰

"اور جو لوگ اللہ کے بارے میں بعد اس کے کہ اسے (مومنوں نے) مان لیا ہو جھگڑتے ہیں ان کے پروردگار کے نزدیک ان کا جھگڑا لغو ہے اور ان پر (اللہ کا) غضب اور ان کے لیے سخت عذاب ہے"۔

دراصل یہ اہل ایمان کو راہ حق سے بھٹکانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ڈراتا ہے

Marfat.com

جو دین خداوندی میں اختلاف پیدا کرنے کی سعی میں لگے ہیں ان کی حجت باطل ہے۔ مسلمانوں میں پھر دوبارہ جاہلیت کی خُو بُو آنا محال ہے اسی طرح یہود و نصاریٰ کا جادو بھی نہیں چلنے دے گا۔ ناممکن ہے کہ مسلمان ان کے موجودہ دین کو اپنے سچے اچھے اصل اور کھرے دین پر ترجیح دیں اور اس دین کو لیں جس میں جھوٹ ملا ہوا ہے جو محرف و مبدل ہے۔ ۵۱

۷۔ تلاوت قرآن پر کفار کی سخت برہمی:

بلاشبہ باطل کی بدحواسی کا اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حق کو مغلوب کرنے کے لیے انھوں نے کیسے اوچھے ہتھکنڈے اختیار کیے۔ حتیٰ کہ عداوت حق میں اس قدر اندھے ہو گئے کہ بلند آواز میں قرآن سنتے ہی خالق کائنات، صاحب قرآن اور جبرائیل امین علیہ السلام کے متعلق انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کرنے سے بھی گریز نہ کرتے جس پر آپ ﷺ کو نماز میں اپنی آواز معتدل رکھنے کا حکم دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا وَٱبۡتَغِ بَيۡنَ ذَٰلِكَ سَبِيلٗا ۝ ۵۲

"اور نماز نہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ آہستہ بلکہ اس کے بیچ کا طریقہ اختیار کرو۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اس وقت اتری جب آپ ﷺ مکہ میں کافروں کے ڈر سے چھپے رہتے۔ آپ ﷺ جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے وقت بلند آواز سے قرأت فرماتے جس پر مشرک قرآن نازل کرنے والے، قرآن لانے والے اور پیغمبر ﷺ کی توہین کرتے۔

"---- نزلت و رسول اللہ ﷺ مختف بمكة كان اذا صلى باصحابه رفع صوته بالقرآن فاذا سمع المشركون سبوا القرآن و من انزله و من جاء به فقال الله تعالى لنبيه ﷺ ولا تجهر بصلاتك اى بقراءتك فيسمع المشركون فيسبوا القرآن و لا تخافت بها عن اصحابك فلا تسمعهم وابتغ بين ذلك

Marfat.com

سبیلا۔"۵۳

یقیناً مشرکین نے اس قسم کا گھٹیا طرزِ عمل لوگوں کو قرآن سے متنفر کرنے کے لیے اختیار کیا جس پر آپ ﷺ کو معتدل آواز میں قرآن پڑھنے کی اجازت دی گئی تاکہ وہ لوگ جو کلام الٰہی سن کر بگڑتے ہیں ان سے بھی بچاؤ ممکن ہو اور دیگر لوگوں تک بھی جو آس پاس بیٹھے کان لگائے ہوئے ہیں پیغام حق پہنچ جائے۔ علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

"...... ولا تجهر بقراءتك فى صلاتك و دعائك فيها ربك، فيؤذيك المشركون بذلك، ولا تخافت بها فلا يسمعها أصحابك، والتمس بين الجهر والمخافتة طريقا، الى ان تسمع اصحابك، ولا تسمع المشركين۔" ۵۴

۸۔ قرآن پڑھنے پر کفار کا شور و غل کرنا:

کفار کے قرآن حکیم پر شدید اعتراضات بھی بے سود ثابت ہوئے کیونکہ معاندین دعوت حق سے متعلق عوام الناس کو گمراہ کرنے سے نہ صرف قاصر رہے بلکہ ان کے مخالفانہ پروپیگنڈے کی بنا پر بہت سے لوگ حق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ جس پر باطل مشتعل ہوگیا۔ وہ قرآن کی اثر آفرینی اور صاحب قرآن کے اعلیٰ اخلاق و کردار کے سامنے بے بس ہو چکے تھے۔ وہ جان گئے کہ جو شخص بھی نبی رحمت کی زبان اقدس سے اس دل کش انداز میں اس معجز کلام کو سنے گا اپنے آبائی دین پر ہرگز قائم نہ رہے گا۔ لہٰذا انھوں نے حق کو مغلوب کرنے کے لیے نیا ہتھکنڈہ اختیار کیا کہ اس اعلیٰ وارفع کلام کو نہ خود سنو، نہ کسی کو سننے دو۔ چنانچہ جب بھی آپ ﷺ اسے سنانے کی کوشش کریں، شور و غل مچا دو، آوازے کسو، اعتراضات کی بوچھاڑ کر دو تاکہ لوگ اس کلام کے سننے سے محروم رہیں۔ ارشاد ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ۝ ۵۵

Marfat.com

''اور کافر کہنے لگے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور (جب پڑھنے لگیں تو) شور مچادیا کرو تا کہ تم غالب رہو''۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

''کفار نے آپس میں مشورہ کر کے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ وہ کلام الٰہی کو نہیں مانیں گے نہ ہی اسکے احکام کی پیروی کریں گے۔ بلکہ ایک دوسرے سے کہہ رکھا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو شوروغل کرو اور اسے نہ سنو۔ تالیاں بجاؤ، سیٹیاں بجاؤ، آوازیں نکالو۔ چنانچہ قریشی یہی کرتے تھے۔ عیب جوئی کرتے تھے انکار کرتے تھے، دشمنی کرتے تھے اور اسے اپنے غلبہ کا باعث جانتے تھے۔ یہی حال ہر جاہل کافر کا ہے کہ اسے قرآن کا سننا اچھا نہیں لگتا۔''[۵۶]

علامہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے قرآنی آیات قریش کو سنائیں اور انھوں نے اس کو حق جان لیا اور آپ ﷺ کی نبوت کی ان کو تحقیق ہوگئی کیونکہ غیب کی خبریں ان کو دیں اور ان کے تمام سوالات کے جوابات دیے تب رسول اللہ ﷺ کے اتباع سے ان کا حسد ان کو مانع ہوا اور آپ ﷺ کی تصدیق سے باز رہ کر خدا سے سرکشی پر آمادہ ہوئے۔ چنانچہ کسی نے کہا[۵۷]: ''لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ''۔

۹۔ امراء کو بھٹکانے کے لیے قرآن حکیم کے خلاف پروپیگنڈا:

معاندین حق کی ہر قسم کی منفی سرگرمیاں دعوت حق کے لیے باعث خیر ثابت ہوئیں۔ باطل کی منظم پروپیگنڈا مہم حق کو زبردست زِک پہنچانے کے لیے شروع کی گئی لیکن رحمت الٰہی سے کفار کے اس طرز عمل سے عرب کے زائرین دعوت حق سے متعارف ہو کر اپنے علاقوں میں پہنچے جہاں انھوں نے دعوت حق کا تذکرہ کیا اور اس طرح دعوت حق کا پیغام عرب کے گوشے گوشے تک جا پہنچا۔

Marfat.com

علامہ ابن اسحاق فرماتے ہیں قریش کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر ایک مکہ آنے والے کو حضور ﷺ کی طرف سے اس قدر بہکاتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ آتا اور نہ آپ ﷺ کا کلام سنتا۔

"وجعلت قریش حین منعه الله منهم، یحذرونه الناس و من قدم علیهم من العرب۔"[۵۸]

مخالفین کے زبردست پروپیگنڈا کے باوجود بہت سی عظیم المرتبت شخصیات نے دعوت حق پر لبیک کہا اور معاندین دیکھتے ہی رہ گئے۔ ان میں سے ایک نیک طینت ہستی جناب طفیل رضی اللہ عنہ بن عمرو دوسی کی ہے۔ خود فرماتے ہیں: "ان لوگوں نے مجھ کو اس قدر رسول اللہ ﷺ سے ڈرایا کہ میں نے اپنے کانوں میں روئی رکھ لی۔ اس خوف سے کہ شاید کہیں آپ ﷺ مل جائیں تو میں آپ ﷺ کی کوئی بات نہ سنوں۔"[۵۹]

چنانچہ جب رسول اکرم ﷺ سے قرآن سنا تو اس قدر متاثر ہوئے کہ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ جب واپس قبیلہ میں پہنچے تو اپنے والد اور بیوی کو بھی مسلمان کر لیا لیکن ان کے قبیلہ نے قبول اسلام سے اجتناب کیا۔[۶۰]

لیکن کچھ لوگ بدنصیبی سے کفار کے پروپیگنڈا کا شکار ہو کر دولت ایمان سے محروم رہ گئے۔ جن میں اعشیٰ بن قیس جو دعوت حق کو قبول کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ قریش کے معلوم کرنے پر صاف بتا دیا کہ اسلام قبول کرنے آیا ہوں۔ جس پر مشرکین نے خوب پروپیگنڈا کیا اور کہا کہ ابو بصیر محمد ﷺ تو زنا کو حرام کہتے ہیں۔ اعشیٰ نے کہا مجھ کو زنا کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ محمدؐ شراب کو بھی حرام کہتے ہیں۔ اعشیٰ نے کہا واللہ اس کی دل میں ہوس ہے مگر اب میں واپس چلا جاتا ہوں۔ سال بھر خوب شراب پی کر سیر ہو جاؤں گا تو آئندہ سال آ کر مسلمان ہوں گا۔ پھر اسی سال میں اعشیٰ کا انتقال ہو گیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں نہ آ سکا۔[۶۱]

کفار مکہ نے دعوت حق کے خلاف ایسا زہر پھیلا دیا کہ بعض لوگ معجزات دیکھ کر بھی حق کی طرف مائل نہ ہوئے جیسا کہ رکانہ بن عبد یزید جو سخت دشمن اسلام تھا۔ ایک دن

Marfat.com

ملاقات پر آپ ﷺ نے فرمایا خدا سے ڈرتے ہوئے میری دعوت کو قبول کر لو۔ اس نے کہا اگر مجھ کو ثابت ہو جائے کہ تم جو کچھ کہتے ہو وہ حق ہے تو میں تمہاری دعوت قبول کر لوں۔ جس پر آپ ﷺ نے بحکم خداوندی اسے مرض صرع میں گرفتار کر کے پھر صحت مند فرمایا نیز درخت کو بلایا اور واپس بھیجا لیکن یہ سب دیکھ کر قوم سے کہنے لگا:

".... That their tribesman could compete with any sorcerer in the world , for he had never seen such sorcery in his life....."[٦٢]

۱۰۔ قرآن کے متعلق شکوک پیدا کرنے کی کوشش:

علاوہ ازیں آپ ﷺ اکثر مروہ میں ابن حضرمی کے غلام جبر کے پاس تشریف رکھتے! یہ غلام نصرانی تھا۔ قریش کہنے لگے قسم ہے خدا کی اس میں کچھ بھید ہے کہ محمد (ﷺ) ابن حضرمی کے غلام جبر نصرانی کے پاس اس قدر کیوں بیٹھتے ہیں؟ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں:[٦٣]

اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝[٦٤]

"کہ اس (پیغمبر ﷺ) کو ایک شخص سکھا جاتا ہے۔ مگر جس کی طرف (تعلیم کی) نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے"۔

۹۔ یہود کا قرآن حکیم کے متعلق پروپیگنڈا:

دعوت حق کے خلاف کفار مکہ کی اس پروپیگنڈا مہم میں یہود نے بھی بھرپور حصہ لیا کیونکہ نبوت و رسالت کی عربوں میں خبر سے انہیں رسالت کا تاج بنی اسرائیل سے چھنتا صاف دکھائی دے رہا تھا تاہم یہود نے اعلانیہ مخالفت تو نہ کی بلکہ پس پردہ رہ کر قریش کو دعوت حق کی مخالفت پر اکساتے رہے اور مشرکین کو دعوت حق اور نبی رحمت ﷺ کے متعلق

Marfat.com

بدگمان کرنے کی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ چونکہ مشرکین جہلا تھا اور وہ یہود کو اہل علم و فضل سمجھ کر حقیقت حال جاننے کے لیے آتے جب کہ اہل کتاب یہود قریش کی جہالت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں حق سے متنفر کرنے کے لیے کہتے کہ جو بھی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اس پر کچھ نازل کیا ہے وہ دروغ گوئی سے کام لیتا ہے۔ جس پر قرآن حکیم نے ان کی اس شرارت کو بے نقاب کیا اور جواب دیا کہ ان سے پوچھیں کہ موسیٰ پر نور و ہدایت والی کتاب، جسے تم نے پارہ پارہ کر رکھا ہے، کچھ دکھاتے کچھ چھپاتے ہو، اور جس کے ذریعے سے تمہیں وہ علم دیا گیا جو نہ تمھیں حاصل تھا نہ تمہارے باپ دادا کو، آخر اس کا نازل کرنے والا کون تھا؟ ارشاد ہے:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَاۗءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَاۗؤُكُمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ؀ [1] ۶۵

''اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر جیسے جانی چاہیے تھی نہ جانی جب انہوں نے کہا کہ اللہ نے انسان پر کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ کہو جو کتاب موسیٰ لیکر آئے تھے اس کو کس نے نازل کیا تھا؟ جو لوگوں کے لیے نور اور ہدایت تھی اور جسے تم نے علیحدہ علیحدہ اوراق پر نقل کر رکھا ہے۔ ان کے کچھ حصے کو تو ظاہر کرتے ہو اور اکثر کو چھپاتے ہو اور تم کو وہ باتیں سکھائی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارا باپ دادا۔ کہہ دو (اس کتاب کو) اللہ ہی نے (نازل کیا تھا) پھر ان کو چھوڑ دو کہ وہ اپنی بے ہودہ بکواس میں کھیلتے رہیں۔''

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

''پچھلے سلسلہ بیان اور بعد کی جوابی تقریر سے صاف مترشح ہوتا ہے

Marfat.com

کہ یہ قول یہودیوں کا تھا۔ چونکہ نبی ﷺ کا دعویٰ یہ تھا کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر کتاب نازل ہوئی ہے اس لیے قدرتی طور پر کفار قریش اور دوسرے مشرکین عرب اس دعوے کی تحقیق کے لیے یہود و نصاریٰ کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان سے پوچھتے تھے کہ تم بھی اہل کتاب ہو، پیغمبروں کو مانتے ہو، بتاؤ کیا واقعی اس شخص پر اللہ کا کلام نازل ہوا ہے؟ پھر جو کچھ جواب وہ دیتے اسے نبی ﷺ کے سرگرم مخالفین جگہ جگہ بیان کر کے لوگوں کو برگشتہ کرتے پھرتے تھے۔ اس لیے یہاں یہودیوں کے اس قول کو، جسے مخالفین اسلام نے حجت بنا رکھا تھا، نقل کر کے اس کا جواب دیا جا رہا ہے۔" [۶۶]

یقیناً اہل کتاب کا یہ پروپیگنڈا خالق حقیقی کی ناقدری کرنے کے برابر ہے کہ وحی والہام سے شناسا ہونے کے باوجود حق کی مخالفت میں یہ قدم اٹھانا انہیں کسی صورت زیب نہ دیتا تھا۔ کتاب تورات جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ان کے باطل قول کی تردید کے لیے کافی ہے۔ کہ کسی بشر پر کلام الٰہی کا نازل ہونا محال ہو۔

یہ جواب چونکہ یہودیوں کو دیا جا رہا ہے اس لیے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ کے نزول کو دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے، کیوں کہ وہ خود اس کے قائل تھے۔ ظاہر ہے ان کا یہ تسلیم کرنا کہ حضرت موسیٰ پر توراۃ نازل ہوئی تھی، ان کے اس قول کی آپ سے آپ تردید کر دیتا ہے کہ خدا نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا۔ نیز اس سے کم از کم اتنی بات تو ثابت ہو جاتی ہے کہ بشر پر خدا کا کلام نازل ہو سکتا ہے اور ہو چکا ہے۔ [۶۷]

کفار کا دعوت دین کے خلاف مذموم پروپیگنڈا بفضل الٰہی بے سود ثابت ہوا۔ کیونکہ ان اعتراضات کی حقیقت سے وہ خود اچھی طرح آگاہ تھے۔ چونکہ مخالفین کا وطیرہ ہی یہ ہوتا ہے کہ سچ کو جھوٹ اور دن کو رات بنا کر پیش کیا جائے۔ جیسا کہ آج بھی مخالفین اسلام شب و روز قرآن اور صاحب قرآن کے خلاف مسلسل زہر اگلنے میں مصروف ہیں۔ قرآن کی حقانیت کو مسخ کرنے کی سر توڑ کاوشیں جاری ہیں حتی کہ باطل قوتیں بائبل اور

Marfat.com

قرآن کا ملغوبہ بنا کر یہ تشہیر کر رہی ہیں کہ یہ اصل قرآن ہے۔

باطل، جب عوام الناس کو اس پروپیگنڈا مہم کے ذریعے قائل نہ کر سکا تو کبھی قرآن حکیم کو جلانے کے اعلانات کیے گئے اور کبھی حزب الشیطان کے پرستاروں نے قرآن حکیم کو پاؤں تلے روند کر اپنا غصہ ٹھنڈا کیا۔ لیکن بفضل تعالی جتنا قرآن کے خلاف پروپیگنڈا کیا گیا اسی قدر قرآن کی عظمت میں اضافہ ہوا۔ حتی کہ خود یورپ میں قرآن کے مطالعہ سے لوگ جوق در جوق مسلمان ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ کفار مکہ کے پروپیگنڈا کے نتائج ان کی توقعات کے برعکس ظاہر ہوئے۔ اسی طرح آج بھی معاندین کی تمناؤں کے برعکس ان کے جگر گوشے اسلام کی آغوش میں کھچے چلے آ رہے ہیں۔

3۔ قرآن حکیم کی ہدایات:

اہل ایمان کو اس مرحلے کے لیے مالک حقیقی نے باطل کی پراپیگنڈا مہم کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے خصوصی ہدایات و تعلیمات سے نوازا۔ یقیناً یہ ہدایات و تعلیمات قیامت تک آنے والے اہل ایمان کے لیے مینارۂ نور ہیں جن سے رہنمائی حاصل کر کے ہر عہد میں کفر و باطل کی دینِ حق کے خلاف پروپیگنڈا جنگ کو نہ صرف غیر موثر کرنے میں مدد ملتی ہے بلکہ یہ تعلیمات معاندانہ حالات کے اندر حق کی اشاعت و ترویج میں بھی ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔

ا۔ فنونِ لطیفہ کا محاذ اور قرآنی تعلیمات:

ایسی صورت حال میں جب کہ اہل ایمان کمزور اور قلیل تعداد میں تھے اور اہل کفر اور باطل نے حق کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ سے خوف زدہ ہو کر دعوت حق کے خلاف شدید پروپیگنڈا مہم کا آغاز کیا تا کہ لوگوں کو قبول حق سے دور رکھا جا سکے جیسا کہ قرآن نے ان کی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں پیش فرمایا ہے:

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۝ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ

Marfat.com

يُهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ ٦٨

''یہاں تک کہ جب تمہارے پاس تم سے بحث کرنے کو آتے ہیں تو جو کافر کہتے ہیں یہ (قرآن) اور کچھ بھی نہیں صرف پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں وہ اس سے (اوروں کو بھی) روکتے ہیں اور خود بھی پرے رہتے ہیں۔ مگر (ان باتوں سے) اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہیں اور (اس سے) بے خبر ہیں''۔

قرآن حکیم نے اہل ایمان کی رہنمائی فرماتے ہوئے کفار کے اس طرزِ عمل کی اصل وجہ یہ بتائی کہ یہ حق سے تکبر کی بنا پر منہ موڑتے ہیں اور اسی بنا پر یہ قرآن کے حوالے سے بے پر کی اڑاتے ہیں کہ یہ تو صرف اگلے لوگوں کے قصے ہیں۔ ارشاد ہے:

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ ٦٩

''تمہارا معبود تو اکیلا اللہ ہے۔ تو جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل انکار کر رہے ہیں اور وہ سرکش ہو رہے ہیں۔ یہ یہ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے اللہ ضرور اس کو جانتا ہے۔ وہ (اللہ) سرکشوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اور جب ان (کافرو) سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا اتارا ہے تو کہتے ہیں کہ (وہ تو) پہلے لوگوں کی حکایتیں ہیں''۔

اہل ایمان کو تسلی دی گئی کہ باطل کے اس معاندانہ طرزِ عمل پر پریشان نہ ہوں کیونکہ مکر و فریب کا یہ سلسلہ تو ہر پیغمبر اور رسولِ خدا کے ساتھ روا رکھا گیا اور اس پر باطل کی جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی نیز روزِ قیامت حق سے اعراض برتنے والے اور اس کے خلاف پراپیگنڈا کرنے والوں کا عبرت ناک انجام ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ ۷۰

''ان سے پہلے لوگوں نے بھی (ایسی ہی) مکاریاں کی تھیں تو اللہ کا حکم ان کی عمارت کے ستونوں پر آ پہنچا اور چھت ان پر ان کے اوپر سے گر پڑی۔ اور (ایسی طرف سے) ان پر عذاب آ واقع ہوا۔ جہاں سے ان کو خیال بھی نہ تھا۔ پھر وہ ان کو قیامت کے دن بھی ذلیل کرے گا اور کہے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم جھگڑا کرتے تھے؟ جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ آج کافروں کی رسوائی اور برائی ہے''۔

چونکہ کفار جھوٹے پروپیگنڈا اور ''لھوالحدیث'' کے ذریعے لوگوں کو بہکانے کی سعی میں مصروف کار ہوتے ہیں لہٰذا ان کے گھٹیا حیلوں، بہانوں اور پُرفریب داؤں پر صبر واستقامت اختیار کرنا اور ان کی مذموم چالوں سے ہرگز تنگ دل نہ ہونا کیونکہ درحقیقت وہ اہل ایمان کو بددل کرنے کے لیے ہی یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ ارشاد ہے:

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ ۷۱

''اور صبر ہی کرو اور تمہارا صبر بھی اللہ ہی کی مدد سے ہے اور ان کے بارے میں غم نہ کرو اور جو یہ بد اندیشی کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو۔ کچھ شک نہیں کہ جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکوکار ہیں اللہ ان کے ساتھ ہے''۔

دعوت حق انسانیت کی فوز وفلاح کا عظیم ترین منصوبہ ہے جو دھوکہ فریب اور

Marfat.com

نفسانی خواہشات کے تابع نہیں۔ ان حالات میں کفر کی چالبازیوں سے بے پروا ہو کر حق کی نشر و اشاعت کا فریضہ سرانجام دیتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے:

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ [2]

"(اے پیغمبر ﷺ) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے مناظرہ کرو"۔

اہل ایمان کو تبلیغ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اخلاق و کردار اپنانے کی تاکید فرمائی گئی تاکہ کفار کے منفی ہتھکنڈوں کو غیر موثر کیا جا سکے۔ لہٰذا نماز میں خشیت اپنانے، لغویات سے اعراض اور عفت و عصمت کی نگہبانی کی بالخصوص تاکید فرمائی گئی:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿٢﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ﴿٣﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ﴿٤﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿٥﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿٦﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ﴿٧﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿٨﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٩﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١١﴾ [3]

"بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑتے رہتے ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں سے یا (کنیزوں سے) جو ان کے ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے مباشرت کرنے سے) انہیں ملامت نہیں اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے نکل جانے

Marfat.com

والے ہیں اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اور جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں یہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں (یعنی) جو بہشت کی میراث حاصل کریں گے۔ اور اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

یقیناً حق پر کاربند رہنے والوں اور لغو ولھو سے پرہیز کرنے والوں کے لیے نعمتوں بھری جنت کی خوشخبری دی گئی جو خالق حقیقی کا وعدہ حق ہے۔ ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ [4]

"جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے نعمت کے باغ ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے"۔

نضر بن حارث دشمن حق بطور استہزاء کہتا کہ لوگوں یہ کلام جو محمدؐ پر نازل ہو رہا ہے میں بھی ایسا نازل کر سکتا ہوں۔ جس پر صرف کفار ہی نہیں بلکہ جن وانس کو چیلنج دیا گیا کہ وہ ایسا کلام بنانے کی استطاعت ہی نہیں رکھتے:

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ [5]

"کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں اور ہم نے قرآن میں سب باتیں طرح طرح سے بیان کر دی ہیں مگر اکثر لوگوں نے انکار کرنے کے سوا قبول نہ کیا"۔

قرآن کے اس چیلنج نے فصیح اللسان عربوں کو ورطہء حیرت میں ڈال دیا۔ بلاشبہ وہ سب عاجز آ گئے جس سے ان کے جھوٹے دعووں کی قلعی کھل گئی۔ اور قرآن کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت ہو گئی کہ یہ صرف اور صرف کلام الٰہی ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا حماقت کے

Marfat.com

سوا کچھ نہیں۔ آج پھر مستشرقین جو نضر بن حارث کی معنوی اولا ہیں اسی ڈگر پر چل نکلے ہیں۔ یقیناً یہ سراسر اسلام اور پیغمبر اسلام سے تعصب کا منہ بولتا ثبوت ہے لہٰذا ان کا انجام بھی دنیا کے سامنے ہے کہ کوئی بھی مسلمان ان کی افترا پردازیوں کو قبول کرنے کو تیار نہیں۔

۲۔ اہل کتاب سے پوچھے گئے آزمائشی سوالات اور اہل حق کے لیے رہنمائی:

دراصل اہل کتاب نے قریشی سرداروں کو نبی ﷺ کو زچ کرنے اور آپ ﷺ کے دعوائے نبوت کو پرکھنے کے لیے یہ تین سوالات دیے جن کا علم اکابر علمائے یہود رکھتے تھے اور کسی بھی امّی اور دیگر افراد کے لیے یہ کڑی آزمائش تھے لیکن یہ سوالات اہل ایمان کی تعلیم و تربیت اور قریش مکہ کے لیے عبرت ناک انجام کی پیش گوئی کا باعث بن گئے۔

اصحاب کہف کا سبق آموز واقعہ بیان کر کے قرآن نے توحید خالص کے لیے قربانیاں دینے والوں کی شان و شوکت کا تذکرہ کیا کہ کس طرح توحید پرستوں کے خون کی پیاسی قوم ان کی خواب گاہ کو بھی یادگار بنانے کے لیے مسجد کی تعمیر کا اظہار کرتی ہے جو اس سے قبل شرک کے مظاہر پر جان چھڑکتی تھی۔

اس طرح اصحاب کہف کی تاریخ کا یہ باب مکہ میں باطل کے ہاتھوں سخت مصائب سے دوچار اہل حق کے لیے بے حد امید افزا تھا۔ چونکہ یہ حقیقت ان پر آشکارا ہو گئی کہ یقیناً ان کی مخلصانہ کاوشوں کے نتائج عظیم الشان ہوں گے البتہ عزیمت کے پرخار راستہ سے انہیں ضرور گزرنا ہے۔ اس طرح قرآن نے اہل حق کی تاریخ کے ایک گم شدہ باب کو پھر روشن کر دیا تا کہ ان کے قافلہ کے نئے راہ رو اس سے سبق حاصل کر سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿١٣﴾ وَّرَبَطْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴿١٤﴾ ۷۶

"ہم ان کے حالات تم سے صحیح صحیح بیان کرتے ہیں وہ کئی جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے۔ اور ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی تھی اور ان کے دلوں کو مربوط (یعنی مضبوط) کر دیا جب وہ (اٹھ) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا مالک ہے ہم اس کے سوا کسی کو معبود (سمجھ کر) نہ پکاریں گے (اگر ایسا کیا) تو اس وقت ہم نے بعید از عقل بات کہی"۔

علامہ ابن اسحاق اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اے قریش جیسے تم میرے ساتھ شرک کرتے ہو اصحاب کہف ایسے مشرک نہ تھے۔

"ای لم یشرکوا بی کما اشرکتم بی ما لیس لکم به علم۔" ۷۷

ابن ہشام کے مطابق شطط اس بات کو کہتے ہیں جو حق سے متجاوز ہو۔

والشطط: 'الغلو مجاوزة الحق" ۷۸

اس طرح قصہ اصحاب کہف مشرکین مکہ کے عقائد پر کاری ضرب تھی جب کہ داعیان حق کے لیے باعث تقویت تھا۔ جناب ذوالقرنین کے واقعہ کے اندر بھی اہل حق کے لیے خوشخبری تھی کہ وہ وقت قریب نہیں جب دعوتِ حق کا پرچم دنیا کے چاروں اطراف میں بلند ہوگا اور رسول رحمت ﷺ کی رسالت کے اقرار کو عرب و عجم کے لوگ اپنی سعادت گردانیں گے اور جس طرح حضرت ذوالقرنین دنیا کے بیشتر حصہ پر ہمہ مقتدر حکمران ہونے کے باوجود ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کی دولت سے مالا مال تھے۔ تکبر اور ظلم و تعدی کے بجائے رعایا کے ہمدرد و غمگسار تھے بالکل اسی طرز پر غلامان محمد ﷺ کا بھی اعلیٰ اخلاق و کردار دنیا میں غلبۂ اسلام کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ اور باطل قوتیں سرنگوں ہو کر اطاعت و فرماں بردار بن جائیں گی۔

لہٰذا اہل حق کو غلبہ حق کے لیے بھرپور کاوشیں کرنا ہیں۔ جیسا کہ ذوالقرنین کی تگ و دو کا قرآن نے تذکرہ کیا ہے:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ؕ اِنَّا

Marfat.com

مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۙ﴿﴾ ۷۹

"اور تم سے ذوالقرنین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ اس کا کسی قدر حال تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں ہم نے اس کو زمین میں بڑی دسترس دی تھی اور ہر طرح کا سامان عطا کیا تھا"۔

روح کے متعلق سوال پر آپ ﷺ کو یہ تعلیم فرمائی گئی ۸۰

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿﴾ ۸۱

"اور تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ وہ میرے پروردگار کی ایک شان ہے اور تم لوگوں کو (بہت ہی) کم علم دیا گیا ہے"۔

یقیناً اس جواب میں نہ صرف مشرکین مکہ کے لیے عبرت تھی جو اپنے آباء واجداد کے جاہلانہ ومشرکانہ اور باطل نظام کو سینے سے لگائے پھرتے تھے کہ صرف انہی کا علم معتبر اور کامل تھا جبکہ (نعوذ باللہ) آپ ﷺ فرضی داستانیں بیان کر رہے ہیں۔ بلکہ اہل کتاب بھی جو اپنے علم پر بڑے نازاں وفرحاں تھے سخت مضطرب ہوئے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کا علم قلیل قرار دیا جائے۔ چنانچہ ہجرت مدینہ کے بعد یہود نے اس پر سوال کیا کہ قرآن کے مطابق تورات میں ہر چیز کا بیان ہے پھر آپ ﷺ ہمارے علم کو قلیل کیسے قرار دیتے ہیں؟ جس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"انها فی علم الله قليل، و عندکم فی ذلك ما يكفيكم لو اقمتموه۔" ۸۲

اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿﴾ ۸۳

"اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم

Marfat.com

ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) سیاہی ہو (اور) اس کے بعد سات
سمندر اور (سیاہی ہو جائیں) تو اللہ کی باتیں (یعنی اس کی صفتیں)
ختم نہ ہوں۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے"۔

یعنی تورات کا علم، علم الٰہی کے مقابلہ میں نہایت قلیل ہے۔[۸۴]

سورہ الکھف کے اختتام پر اہل باطل کو ان کی مذموم کاروائیوں پر سخت سرزنش کی جا رہی ہے کہ جو کام وہ حق کی مخالفت میں اچھے سمجھ کر کر رہے تھے سب اکارت جائیں گے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گی کیونکہ انہوں نے دنیا میں حق سے روگردانی کی اور آیات اللہ اور رسولوں کو استہزاء کا نشانہ بنایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝ [۸۵]

"کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں۔ وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی۔ اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کے سامنے جانے سے انکار کیا۔ تو ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان کے لیے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔ یہ ان کی سزا ہے (یعنی) جہنم۔ اس لیے کہ انہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور ہمارے پیغمبروں کی ہنسی اڑائی"۔

اہل ایمان کے لیے یہ بھی صراحت فرما دی گئی کہ حق کا ساتھ دینے اور باطل کی تحقیر برداشت کرنے پر انہیں جنت الفردوس عطا فرمائی جائے گی۔ اس لیے وہ رغبت سے

Marfat.com

احکام الٰہی کی پیروی کریں کیونکہ یہ اکرام ان کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَہُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡہَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ ۸۶

"اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے ان کے لیے بہشت کے باغ مہمانی ہوں گے ہمیشہ ان میں رہیں گے اور وہاں سے مکان بدلنا نہ چاہیں گے"۔

اہل کفر و باطل کو رسالت محمدی ﷺ کی حقیقت اور توحید برحق کی عظمت و شان سے آگاہ کر کے ایمان کی رغبت دلائی جارہی ہے تا کہ حجت باقی نہ رہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ۸۷

"کہہ دو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں (البتہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے۔ تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے چاہیے کہ عمل نیک کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے"۔

عصر حاضر میں حق و باطل کی کشمکش پھر عروج پر ہے اور مخالفین اسلام مکی دور کی طرح اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور اہل اسلام کے حوالے سے مختلف اعتراضات اٹھا رہے ہیں لہٰذا مسلم سکالرز کا ایک ایسا بورڈ تشکیل دیا جائے جس میں مختلف علوم وفنون پر دسترس رکھنے والے جید علمائے کرام، دانشور اور محققین شامل ہوں جو ان کے اعتراضات کا جائزہ لے کر دنیا کے سامنے مدلل جواب پیش کریں تا کہ مخالفین اسلام، عوام الناس کو گمراہ نہ کر سکیں۔

علاوہ ازیں قرآن نے مختلف باطل اقوام کے اعتراضات کا منہ توڑ جواب دیا ہے جس پر غور وخوض کر کے عصری صورتحال کے حوالے سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے اور ان

Marfat.com

کی نشر و اشاعت سے آج بھی مخالفین کے جھوٹے پروپیگنڈا کا مسکت جواب دیا جاسکتا ہے۔

۳۔ عقائد باطلہ کے رد میں قرآنی ہدایات:

کفار نے جب رسول اکرم ﷺ سے اپنے جھوٹے خود ساختہ معبودوں اور ان کی پرستش کرنے والوں کا بدترین انجام سماعت کیا تو ناحق بحث و تمحیص کا سلسلہ شروع کر دیا کہ وہ تو فرشتوں کی بھی پوجا کرتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی پوجا نصاریٰ اور عزیر علیہ السلام کی پوجا یہود کرتے ہیں۔ اس طرح تو یہ نیک ہستیاں بھی جہنم میں ہوں گی۔ جس پر قرآن حکیم نے کفار کی فرشتوں کی پرستش کرنے اور ان کو خدا کی بیٹیاں کہنے پر یہ تعلیم دی۔ ۸۸

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۞ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۞ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۞ ۸۹

"اور کہتے ہیں کہ اللہ بیٹا رکھتا ہے۔ وہ پاک ہے بلکہ وہ اس کے عزت والے بندے ہیں۔ اس کے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے۔ اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ جو کچھ ان کے آگے ہو چکا ہے اور جو پیچھے ہوگا وہ سب سے واقف ہے اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے اللہ خوش ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ اللہ کے سوا میں معبود ہوں تو اسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں"۔

یقیناً ملائکہ اور انبیائے کرام کی پرستش اور انہیں خدا کی اولاد بنانے جیسے نظریات کا

Marfat.com

ان برگزیدہ ہستیوں سے کچھ بھی ناطہ و واسطہ نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ، حضرت عزیر علیہما السلام اور ان کے علاوہ جن احبار و رھبان کی یہ پرستش کرتے ہیں وہ تو خود اللہ کی اطاعت پر قائم رہے اور شرک سے بیزار تھے اور اس سے روکنے والے تھے۔ درحقیقت ان کی یہ مثالیں محض جھگڑا و فساد کی خاطر ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے ان پر ہدایات آئیں۔ ۹۰

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ ۹۱

"وہ تو ہمارے ایسے بندے تھے جن پر ہم نے فضل کیا اور بنی اسرائیل کے لیے ان کو (اپنی قدرت کا) نمونہ بنا دیا اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے بنا دیتے جو تمہاری جگہ زمین میں رہتے اور وہ (عیسیٰؑ) قیامت کی نشانی ہیں۔ تو (کہہ دو کہ لوگو) اس میں شک نہ کرو اور میرے پیچھے چلو۔ یہی سیدھا رستہ ہے"۔

باطل پرستوں نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے ایسی جھوٹی افواہوں کا سہارا لیا کہ جس سے رسول اکرم ﷺ کے مرکزی عقیدہ توحید کے متعلق عوام الناس کو گمراہ کرنے کی بدترین سعی کی گئی کہ ہمیں ایک خدا کی دعوت دیتے ہیں اور خود دونوں "رحمٰن اور اللہ" کو پکارتے ہیں۔ ابی السعود لکھتے ہیں:

"ان اباجھل سمع النبی ﷺ: یقول یا اللہ یا رحمٰن فرجع الی المشرکین فقال ان محمداً یدعوا الھین۔" ۹۲

کفار کے صفت رحمٰن سے انکار اور دعوت حق کے خلاف پروپیگنڈا پر اہل ایمان کو دو ہدایات دی گئیں:

۱۔ اپنے مالک حقیقی کو اس کے اسمائے حسنیٰ سے پکارو اور کفار کے اعتراضات پر کان نہ دھرو:

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ

Marfat.com

الْحُسْنٰى ۚ ۹۳

''کہہ دو کہ تم (اللہ کو) اللہ (کے نام سے) پکارو یا رحمٰن (کے نام سے) جس نام سے پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں''۔

۲۔ نمازوں اور دعاؤں میں اپنی آوازوں کو نہ بلند کرو اور نہ پست بلکہ درمیانی آواز رکھو تا کہ کفار آیات الٰہی کے مفہوم کو بگاڑ کر پیش نہ کر سکیں:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ ۹۴

''اور نماز نہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ آہستہ بلکہ اس کے بیچ کا طریقہ اختیار کرو''۔

کفار، دین حق سے بچلانے کے لیے ذات خداوندی کو بھی متنازعہ بنا کر بے پر کی اڑاتے رہے اور خود کو حق پر ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کرتے رہے جو نہ ابراہیم علیہ السلام کا راستہ تھا اور نہ کسی اور رسول اور پیغمبر کا۔ لہٰذا اہل ایمان کو ان کی کج بحثیوں کے حوالے سے صاف بتا دیا گیا کہ آپ ﷺ کسی نئے دین اور راستے کی طرف نہیں بلا رہے بلکہ یہ تو اولین رسول جناب نوح علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک جس طریقہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرتے رہے اسی پر گامزن ہیں۔ لہٰذا اسی دین کی دعوت دو اور اس پر ثابت قدم رہو جیسا کہ حکم دیا گیا ہے اور ان کفار کی خواہشات کو رد کر کے کتب الٰہی پر ایمان کا اظہار کرو اور واضح کر دو کہ تمہارا اور ہمارا رب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں اور ہمارے لیے توحید خالص پر مبنی عقائد ہیں اس جھگڑے کا فیصلہ قیامت کو ضرور ہو گا۔ ارشاد ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى

Marfat.com

أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِن
بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١٤﴾ فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ ۖ وَاسْتَقِمْ كَمَا
أُمِرْتَ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ ۖ
وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ
لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾ 95

"اور اس نے تمہارے لیے دین کا وہی رستہ مقرر کیا ہے جس کا نوحؑ کو حکم دیا تھا۔ اور جس کی ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیمؑ اور موسٰیؑ اور عیسٰیؑ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے۔ اور یہ لوگ جو الگ الگ ہوئے ہیں تو علم (حق) آچکنے کے بعد آپس میں ضد سے (ہوئے ہیں) اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک کے لیے بات نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور جو لوگ ان کے بعد (اللہ کی) کتاب کے وارث ہوئے وہ اس کی طرف سے شبہہ کی الجھن میں (پھنسے ہوئے) ہیں۔ تو (اے پیغمبرؐ) اسی دین کی طرف لوگوں کو بلاتے رہنا اور جیسا تم کو حکم ہوا ہے اسی پر قائم رہنا۔ اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔ اور کہہ دو کہ جو کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے میں اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ تم میں انصاف کروں۔ اللہ ہی ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے ہم کو ہمارے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال، ہم میں اور تم میں کچھ بحث و تکرار نہیں۔ اللہ ہم (سب) کو اکٹھا کرے گا۔ اور اسی کی طرف

Marfat.com

لوٹ کر جانا ہے"۔

یقیناً ان حالات میں یہ اہل ایمان پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بھی قسم کے پروپیگنڈا کی پرواہ کیے بغیر اپنے دین کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیں اور ہر قسم کی پریشان کن صورت حال میں استقامت اور پامردی کا مظاہرہ دکھائیں تا کہ باطل کسی بدگمانی کا شکار نہ ہو اور کفر پر اہل حق کا پیغام واضح ہو جائے۔

آج کی مخدوش صورتحال کا یہ تقاضا ہے کہ دین اسلام کی تعلیمات کو ہدف تنقید بنانے والوں کے مذموم مقاصد سے نہ صرف دنیا کو آگاہ کیا جائے بلکہ پورے جوش وخروش سے عقائد اسلام کی ترویج واشاعت کا اہتمام بھی کیا جائے۔ نیز باطل کے مکروہ پروپیگنڈہ سے دل برداشتہ ہونے کی بجائے اسلامی تعلیمات کو زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا کر حق پر ڈٹ جانے کا عندیہ دیا جائے۔

۴۔تلاوت قرآن سے متعلق کفار کے رویے پر قرآنی ہدایات:

باطل نے حق کی وسیع تر اشاعت کا سلسلہ روکنے کے لیے انتہائی گھٹیا طرزِ عمل اختیار کیا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو عوام الناس تک اس پُر تاثیر کلام کے الفاظ اور پیغام کو شوروغل کے ذریعے ناقابل سماعت بنا دیا جائے۔ شاید قرآن سے دور رہ کر وہ آبائی دین پر قائم رہیں اور شاید اس طرح وہ حق پر غلبہ پا سکیں۔ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو خاموش رہنے کا حکم فرمایا۔ ۹۶

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝ ۹۷

"اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے"۔

۵۔قرآن مجید پر قریش کے اعتراضات کا جواب:

ا۔ کفار مکہ قرآن حکیم کے پاکیزہ اور اعلیٰ کلام کے آگے بے بسی کی تصویر بنے بیٹھے تھے کیونکہ آپ ﷺ جس کے سامنے بھی اس بے نظیر کلام کو پیش فرماتے وہ اس کلام کی غیر

Marfat.com

معمولی تاثیر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ جس پر کفار مستقبل کے حوالے سے اپنے زن و فرزند اور عوام الناس کو اسلام کے پرچم تلے متحد ہوتا دیکھ رہے تھے اور وہ سخت مضطرب تھے کو حق کو زیر کرنے کا کوئی طریقہ بھی کارگر ثابت نہیں ہو رہا۔ چنانچہ باطل نے کلام الٰہی کو شدید اعتراضات کا نشانہ بنانے کا فیصلہ کیا اور اس کے خلاف مختلف جھوٹی افواہوں کا نیا سلسلہ شروع کر دیا کہ یہ تو شاعری اور کہانت ہے۔ بعض کہتے یہ کلام، محمد کی ذہنی اختراع ہے۔ بعض کہتے کہ یہ نصرانی غلام سے سیکھتے ہیں اور بعض سحر قرار دے کر قرآن کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کرتے۔ اس بدترین صورت حال میں قرآن حکیم میں اہل ایمان کو تسلی دی گئی کہ باطل کی کلام الٰہی کے خلاف پروپیگنڈا مہم کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہر نبی اور رسول سے یہی کہا گیا جبکہ یہ کلام حکیم وحمید مالک کا نازل کردہ ہے جس کے ساتھ باطل کا آنا محال ہے۔ ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ 98

"جن لوگوں نے نصیحت کو نہ مانا جب وہ ان کے پاس آئی۔ اور یہ تو ایک عالی رتبہ کتاب ہے۔ اس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے نہ پیچھے سے (اور) دانا (اور) خوبیوں والے (اللہ) کی اتاری ہوئی ہے، تم سے وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تم سے پہلے اور پیغمبروں سے کہی گئی تھیں"۔

مالک کائنات نے کفار کے منفی ردعمل پر انہیں غور وفکر کی دعوت دی ہے کہ یہ معجز کلام کسی شاعر و کاہن کی بجائے خود رب العلمین کی طرف سے انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے تاکہ حق پسند طبیعتیں تعصب سے نکلیں اور رسول اللہ کی دعوت کے غیر معمولی کلام پر کان دھریں جو کہ خالق حقیقی نے اپنے مقرب ترین فرشتہ جبریل امینؑ کے

Marfat.com

ذریعہ نبی خاتم ﷺ پر نازل فرمایا۔ ارشاد ہے:

فَلَآ أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ۙ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ ۙ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۙ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ۙ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۗ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ ٩٩

''کہ یہ (قرآن) فرشتہ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ مگر تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو۔ اور نہ کسی کاہن کے مزخرفات ہیں لیکن تم لوگ بہت ہی کم فکر کرتے ہو۔ (یہ تو) پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے''۔

قریش علمائے بنی اسرائیل کو بے حد قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اپنے مشکل فیصلوں میں انہی سے رہنمائی لیتے اور ان کے علم پر اعتماد رکھتے۔ جس پر بطور دلیل علماء بنی اسرائیل کا حوالہ دیا جا رہا ہے کہ پہلی کتابوں میں قرآن کا تذکرہ موجود ہے جس کو علمائے بنی اسرائیل خوب جانتے ہیں۔ لہٰذا یہ نشانی قرآن کی حقانیت پر کیا کم دلیل ہے؟ ارشاد ہے:

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۙ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۙ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۚ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ۝ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۚ ١٠٠

''اور تمہارے پروردگار تو غالب اور مہربان ہے اور یہ (قرآن) پروردگار عالم کا اُتارا ہوا ہے۔ اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اُترا ہے (یعنی اس میں) تمہارے دل پر (القا کیا ہے) تاکہ لوگوں کو نصیحت کرتے رہو اور القا بھی فصیح عربی میں (کیا ہے) اور اس کی خبر پہلے پیغمبروں کی کتابوں میں (لکھی ہوئی ہے) کیا ان کے لیے یہ سند نہیں ہے کہ علمائے بنی اسرائیل اس (بات) کو جانتے ہیں''۔

۲۔ قرآن کو رسول اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرنا یا یہ کہنا کہ بعض عجمی لوگ اور کچھ اہل کتاب اس سلسلے میں آپ ﷺ کی معاونت کرتے ہیں جو سراسر کفار کا پروپیگنڈا

Marfat.com

تھا۔ قرآن حکیم میں ان تمام شبہات کا رد کیا گیا ہے۔ جیسے کہ یہ لاریب کتاب رب العالمین کی نازل کردہ ہے جب کہ یہ کہتے ہیں کہ اسے آپ ﷺ نے گھڑ لیا ہے بلکہ یہ تو تمہارے رب کی طرف سے حق ہے تا کہ اہل عرب کو جن کے پاس پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا، انہیں آپ قرآن کے ذریعے ڈرا کر راہ راست پر لائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ ۱۰۱

''اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کتاب کا نازل کیا جانا تمام جہان کے پروردگار کی طرف سے ہے کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبرؑ نے اس کو از خود بنا لیا ہے (نہیں) بلکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے تا کہ تم ان لوگوں کو ہدایت کرو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں آیا تا کہ یہ سیدھے رستے پر چلیں''۔

بلاشبہ کفار رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے بخوبی آگاہ تھے اور ''الصادق'' اور ''الامین'' کہہ کر پکارتے لیکن دعویٰ رسالت پر آپ ﷺ سے کہنا کہ یہ قرآن محمدؐ کا گھڑا ہوا جھوٹ ہے جس پر اور لوگوں نے بھی اس کی ہمت افزائی کی ہے صریحاً کفار کی ناانصافی اور تعصب و بغض کا شاخسانہ تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ اِفْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝ ۱۰۲

''اور کافر کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) من گھڑت باتیں ہیں جو اس نے بنا لی ہیں اور دوسرے لوگوں نے اس میں اس کی مدد کی ہے۔ یہ لوگ ظلم اور جھوٹ پر (اتر) آئے ہیں''۔

حافظ ابن کثیر نے اس حوالے سے انتہائی عمدہ گفتگو کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''وہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو تو اس نے اوروں کی مدد سے خود ہی

Marfat.com

جھوٹ موٹ گھڑ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ ان کا ظلم اور جھوٹ ہے جس کے باطل ہونے کا خود انہیں بھی علم ہے۔ جو کچھ کہتے ہیں خود اپنی معلومات کے خلاف کہتے ہیں۔ صرف اہل مکہ ہی نہیں بلکہ دنیا جانتی ہے کہ ہمارے نبی امّی تھے نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا۔ چالیس سال کی نبوت سے پہلے کی زندگی آپؐ نے انہیں لوگوں میں گزاری تھی اور وہ اس طرح کی اتنی مدت میں ایک واقعہ بھی آپ کی زندگی کا یا ایک لمحہ بھی ایسا نہ تھا جس پر کوئی انگلی اٹھا سکے۔" ۱۰۳

مزید لکھتے ہیں:

"ایک ایک وصف آپ ﷺ کا وہ تھا جس پر زمانہ شیدا تھا جس پر اہل مکہ رشک کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی عام مقبولیت اور محبوبیت بلند اخلاقی اور خوش معاملگی اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ ہر ایک دل میں آپ ﷺ کے لیے جگہ تھی۔ عام زبانیں آپ ﷺ کو محمد ﷺ امین کے پیارے خطاب سے پکارتی تھیں۔ دنیا آپ کے قدموں تلے آنکھیں بچھاتی تھی۔ کون سا دل تھا جو محمد ﷺ کا گھر نہ ہو؟ کون سی آنکھ تھی جس میں احمد ﷺ کی عزت نہ ہو؟ کون سا مجمع تھا جس میں آپؐ کا ذکر خیر نہ ہو؟ کون وہ شخص تھا جو آپ ﷺ کی بزرگی، صداقت، امانت، نیکی اور بھلائی کا قائل نہ ہو؟ پھر جب کہ اللہ کی بلند ترین عزت سے آپ ﷺ معزز کیے گئے۔ آسمانی وحی کے امین بنائے گئے تو صرف باپ دادوں کی روش کو پامال ہوتے دیکھ کر یہ بے وقوف بے پیندے لوٹے کی طرح لڑھک گئے۔ تھالی کے بینگن کی طرح ادھر سے ادھر ہو گئے، لگے باتیں بنانے اور عیب جوئی کرنے لیکن جھوٹ کے پاؤں کہاں۔" ۱۰۴

خالق حقیقی نے کلام الٰہی کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کرنے پر معاندین حق

Marfat.com

کی جھوٹی افواہوں پر ایسے جامع اور اکمل دلائل عطا فرمائے جس سے قیامت تک آنے والے معترضین کے شکوک وشبہات کا بھی ازالہ فرما دیا۔ اور رسول اکرم ﷺ کی عظمت و توقیر بھی بیان فرما دی کہ انھوں نے کلام الٰہی میں اپنی طرف سے ایک شوشہ کا بھی اضافہ نہیں فرمایا کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو ہم اس کی شہ رگ کاٹ دیتے اور تم میں سے کوئی بھی روکنے والا نہ تھا بلکہ قرآن تو نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ۱۰۵

''اگر یہ پیغمبر ﷺ ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنا لاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوا اور یہ (کتاب) تو پرہیزگاروں کے لیے نصیحت ہے''۔

۳۔ قرآن حکیم کو گھڑا ہوا کہنے والوں کے لیے یہ بہت بڑی دلیل تھی کہ وہ اپنی ہٹ دھرمی چھوڑ کر رسول اکرم ﷺ پر ایمان لاتے لیکن کفار نے نہ ماننے کی روش اپنا رکھی تھی جس پر انھیں واضح چیلنج دیا گیا کہ اگر تم کہتے ہو کہ یہ محمد ﷺ نے خود گھڑ لیا ہے تو تم بھی اسی طرح کی دس سورتیں گھڑ لاؤ اور اپنی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کو چاہو مدد کے لیے بلا لو اگر تم سچے ہو لیکن اگر تم ایسا نہ کر سکے تو جان لینا یہ مالک کائنات کا سچا اور سُچا کلام ہے بس کیا تم اسلام قبول کرو گے؟ ارشاد ہوتا ہے:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ۱۰۶

''یہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنا لیا ہے۔ کہہ دو کہ اگر تم

Marfat.com

سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہو بلا بھی لو۔ اگر وہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ وہ اللہ کے علم سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تمہیں بھی اسلام لے آنا چاہیے"۔

تاریخ شاہد ہے کہ کفار اس جیسا قرآن کیا لاتے؟ دس سورتیں بنانے سے بھی عاجز رہے حالانکہ انھیں دعوت دی گئی کہ سوائے خالق حقیقی کے وہ ہر کسی کو مدد کے لیے بلا سکتے تھے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ یقیناً قیامت تک کوئی گروہ انسانی بھی ایسا کلام نہ لا سکے گا۔ لہٰذا اپنی درماندگی کا اظہار کرتے ہوئے معاندین کو اطاعت الٰہی پر کاربند ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن انھوں نے قبول حق کی بجائے مخالفت قرآن کے لیے نئے پینترے اختیار کر کے عوام الناس کو بھٹکانے کی کوئی کسر نہ چھوڑی۔

۴۔ چنانچہ کفار نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ محمد ابن حضرمی کے غلام جبر کے پاس بڑا بیٹھتے ہیں خدا کی قسم اس میں کچھ بھید ضرور ہے۔[۱۰۷]

اس پر انہیں سخت سرزنش کی گئی کہ عقل کے ناخن لو، کیا عجمی شخص اس قدر اعلیٰ و ارفع عربی کلام کہہ سکتا ہے اس کی زبان عجمی ہے جبکہ قرآن صاف عربی زبان میں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ ۗ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ۝ [۱۰۸]

"اور ہمیں معلوم ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر ﷺ) کو ایک شخص سکھا جاتا ہے مگر جس کی طرف (تعلیم کی) نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے"۔

۵۔ پھر جب باطل سے کچھ بات نہ بنی تو قرآن کو سحر کہہ کر اس کی شان اور عظمت کو کم کرنے کی مذموم سعی میں مصروف کار ہو گئے۔ ارشاد ہے:

Marfat.com

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ
عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ [109]

"اور جب ان کو ہماری روشن آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں یہ ایک (ایسا) شخص ہے جو چاہتا ہے کہ جن چیزوں کی تمہارے باپ دادا پرستش کیا کرتے تھے ان سے تم کو روک دے اور (یہ بھی) کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) محض جھوٹ ہے جو (اپنی طرف سے) بنالیا گیا ہے۔ اور کافروں کے پاس جب حق آیا تو اس کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے"۔

۶۔ کفار دعوت حق کی وسعت پر بے حد مضطرب تھے کیونکہ ان کی تمام جھوٹی افواہیں بھی حق کی اشاعت کو غیر مؤثر نہ کر سکیں تو مختلف اعتراضات کے ذریعے لوگوں کو بدگمان کرنا چاہا چنانچہ قرآن کے متعلق کہنے لگے یہ سارا قرآن یکبارگی کیوں نہ اترا؟ یہ تھوڑا تھوڑا اس لیے آرہا ہے کیونکہ محمد ﷺ سوچ سمجھ کر خود تصنیف کر رہے ہیں۔ [110]

قرآن نے کفار کے قول کو یوں نقل کیا ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ [111]

"اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں اُتارا گیا"۔

قریش کا یہ اعتراض اور پروپیگنڈا بھی بے جان تھا کیونکہ مالک حقیقی کے آہستہ آہستہ نازل کرنے کی کئی وجوہ تھیں:

۱۔ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ [112] "اس لئے (اتارا گیا) کہ اس سے تمہارے دل کو قائم رکھیں"۔ یعنی آپ کے دل کو مضبوط رکھنے کے لیے اور

۲۔ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا [113] "اور (اسی واسطے) ہم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے رہے ہیں"۔

۳۔ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۭ [114]

"اور یہ لوگ تمہارے پاس جو (اعتراض کی) بات لاتے ہیں ہم تمہارے پاس

Marfat.com

اس کا بہترین تفسیری جواب بھیج دیتے ہیں"۔

اور یہ لوگ آپ ﷺ کے پاس جو (اعتراض) کی بات لاتے ہیں اس کا معقول اور خوب مشرح جواب بھیج دیتے ہیں۔

سورہ بنی اسرائیل میں کفار کے اس اعتراض پر فرمایا گیا کہ یہ آہستہ آہستہ یا جزو جزو اس لیے نازل کیا گیا تا کہ آپ ﷺ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سنائیں۔ارشاد ہے:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا۝ ۱۱۵

"اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کر کے نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اُتارا ہے"۔

یقیناً نزول قرآن کا یہ طریقہ کار نبی کریم ﷺ اور اہل ایمان کی دل جمعی کا باعث ہونے کے ساتھ کفار کے لیے سخت تکلیف دہ تھا کیونکہ ہر موقع و محل کی مناسبت سے قرآنی ہدایات کا آنا اور آپ ﷺ کا اس کے مطابق حکمت عملی اختیار کر کے دعوت حق کو سربلند کرنا باطل کے لیے سوہان روح بن گیا تھا۔

۷۔ اہل کتاب کے پاس بھی جب حق پہنچا تو کہنے لگے ان کو موسیٰ علیہ السلام کی مثل کیوں نہ دیا گیا جس پر انہیں تنبیہ کی گئی کہ جو موسیٰ کو دیا گیا ان لوگوں نے اس سے کیوں کفر اختیار کیا اور صاف کہہ دیا کہ یہ دونوں جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور ہم ان سب کے منکر ہیں۔ آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ ان سے فرما دیں اگر سچے ہو تو تم بھی اللہ کے پاس سے کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو میں اس کی پیروی کروں گا پھر اگر یہ آپ ﷺ کی بات نہ مانیں تو جان لیں کہ یہ صرف اپنی خواہشات کے اسیر ہیں۔ارشاد ہوتا ہے:

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ط اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۣ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ۝ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا

Marfat.com

يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ١١٦

"پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آ پہنچا تو کہنے لگے کہ جیسی (نشانیاں) موسیٰؑ کو ملی تھیں ویسی اس کو کیوں نہیں ملیں۔ کیا جو (نشانیاں) پہلے موسیٰؑ کو دی گئی تھیں انہوں نے ان سے کفر نہیں کیا؟ کہنے لگے کہ دونوں جادوگر ہیں ایک دوسرے کے موافق اور بولے کہ ہم سب سے منکر ہیں۔ کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو تم اللہ کے پاس سے کوئی اور کتاب لے آؤ جو ان دونوں (کتابوں) سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہو تا کہ میں بھی اسی کی پیروی کروں۔ پھر اگر یہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ یہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے چلے بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

حافظ ابن کثیر نے حضرت مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے قریش سے کہا کہ تم یہ اعتراض حضور سے کرو۔ انہوں نے کیا اور جواب پا کر خاموش ہو رہے۔ ١١٧

علامہ قرطبی کہتے ہیں ان کا کہنا تھا کہ عصا اور ید بیضا جیسے معجزات آپ ﷺ نہیں دکھلاتے اور یہ قرآن توریت کی طرح ایک ہی مرتبہ پورے کا پورا ان پر کیوں نہیں اتارا گیا۔ ١١٨

چنانچہ قرآن نے اپنے معترضین کو لاجواب کرنے کے لیے کھلا چیلنج دیا کہ اس قرآن جیسی ایک سورت ہی بنا لو جس سے چاہے سوا اللہ مدد مانگ لو۔ ارشاد ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ

Marfat.com

لِلْكٰفِرِيْنَ۝ ۱۱۹

"اور اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ عربی) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔ لیکن اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور جو) کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے"۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"مکہ اور مدینہ میں بارہا اس کا اعادہ کیا گیا اور وہ لوگ جن کی مادری زبان عربی تھی جنہیں اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز تھا جو لوگ آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے دین کی دشمنی پر خار کھائے بیٹھے تھے وہ درحقیقت اس سے عاجز آ گئے نہ پورے قرآن کا جواب دے سکے نہ دس سورتوں کا، نہ ایک سورت کا۔ پس ایک معجزہ تو یہ ہے کہ اس جیسی ایک چھوٹی سی سورت بھی وہ نہ بنا سکے۔ دوسرا معجزہ یہ ہے کہ پیشینگوئی سچ ثابت ہوئی کہ یہ ہرگز اس جیسا نہیں بنا سکتے چاہے سب جمع ہو جائیں اور قیامت تک محنت کریں۔" ۱۲۰

عصر حاضر اور عہد رسالت ﷺ میں مخالفین اسلام کا قرآن کے متعلق نقطہ نظر کم وبیش ایک جیسا ہے آج بھی متعدد مستشرقین قرآن کو نعوذ باللہ "کلام محمد" قرار دینے پر مُصر ہیں۔ جس طرح مکی دور میں قرآن کی تاثیر سے باطل کے زن و فرزند اسلام کی آغوش میں آ پہنچے۔ اسی طرح آج پھر قرآن کے خلاف پروپیگنڈہ کے نتیجہ میں مغرب کے لاکھوں افراد کے قلوب و اذہان پر قرآن کی حقانیت نقش ہوتی جا رہی ہے اور وہ اسلام میں دیوانہ وار داخل ہو رہے ہیں۔ لہٰذا مخالفین کے منفی طرز عمل سے گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ جس طرح ماضی میں مخالفین کی معاندانہ روش حق کے لیے باعث

Marfat.com

رحمت ثابت ہوئی ان شاء اللہ آج بھی باعث رحمت ثابت ہوگی۔

4۔ نبی رحمت ﷺ کا اسوہ حسنہ:

اہل کفر و باطل دعوت دین کے خلاف منظم انداز میں منفی پروپیگنڈا کر کے اس تحریک کو بے جان کر دینے کے درپے تھے۔ لیکن داعی حق ﷺ جنہیں انسانیت کو ظلمت و جہالت سے چھٹکارا دلا کر دنیوی و اخروی فوز و فلاح سے ہم کنار کرنے کا مشن سونپا گیا تھا، خالق حقیقی کی ہدایات و تعلیمات کے مطابق باطل کی جھوٹی افواہوں اور بے جا تنقید پر بھی حوصلہ مندی اور جرأت و بے باکی سے انہیں مطعون کرنے کی بجائے دلائل و براہین سے قائل کرنے کی ازحد کاوش فرماتے رہے۔ لیکن چونکہ باطل کا نصب العین ہدایت کے حصول کی بجائے شمع حق کو ہر ممکن طریقے سے گل کرنا تھا اس لیے معاندین حق کے لیے ہر دلیل اور حجت بے کار ثابت ہوئی۔ رسول اکرم ﷺ کی حکمت عملی کے نمایاں پہلو حسب ذیل ہیں:

ا۔ مخالفین کی منفی سرگرمیوں پر کان نہ دھرنا:

رسول اکرم ﷺ نے اہل کفر کے ثقافتی و فنون لطیفہ کے محاذ پر پروپیگنڈا مہم کا قطعاً نہ صرف کوئی جواب نہیں دیا بلکہ ان کی ان منفی سرگرمیوں میں کوئی خلل اندازی کی بھی سعی نہیں فرمائی۔ چونکہ یہ حق و باطل کی کشمکش تھی جس میں عوام الناس کو دونوں جانب کی کاوشوں سے خود نتیجہ اخذ کر کے ایک فریق کا ساتھ دینا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حکم الٰہی کے مطابق دعوتی حکمت عملی کا سلسلہ حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ جاری و ساری رکھا۔ ارشاد الٰہی ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ [121]

"(اے پیغمبر ﷺ) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے مناظرہ کرو"۔

Marfat.com

۲۔ اہل ایمان کے لیے جنت کی بشارات:

کفار کی ثقافتی اور فنون لطیفہ کے حوالے سے منفی سرگرمیوں پر رسول اکرم ﷺ نے نازل شدہ قرآنی تعلیمات و ہدایات کے مطابق اہل ایمان کو دنیوی عیش و عشرت ترک کرنے کے عوض، آخرت کی اعلیٰ نعمتوں کے حصول کے لیے اعلیٰ اخلاق و کردار اپنانے کی تلقین فرمائی اور انہیں اعمال صالحہ کے نتیجہ میں نعمتوں بھری جنت کی خوشخبریاں دیں جہاں نعمتوں کو زوال نہیں آئے گا اور ان کے لیے مالک حقیقی کی طرف یہ وعدہ برحق ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ [۱۲۲]

”جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کے لئے نعمت کے باغ ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے“۔

۳۔ صحابہ کرامؓ کی وحی الٰہی کے مطابق تعلیم و تربیت کرنا:

ان حالات میں آپ ﷺ نے نازل ہونے والی قرآنی آیات کی روشنی میں اہل ایمان کی تعلیم و تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی تا کہ وہ دولت ایمانی پر دنیوی اغراض کو مقدم کرنے کی سوچوں سے بھی دور ہو جائیں۔ چنانچہ سورہ لقمان میں ان کی اپنے بیٹے کو وعظ و نصیحت درحقیقت اہل ایمان کے لیے سبق تھا کہ وہ شرک کے قریب بھی نہ پھٹکیں اور والدین کا بھی اس سلسلہ میں کہا نہ مانیں، نماز قائم کرنا، بھلائی کا حکم اور منکر سے منع کرنا اور رنج و غم پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ اور ہر ممکن تکبر سے بچنا کیونکہ متکبر انسان خالق حقیقی کو سخت ناپسند ہے۔ چنانچہ جو حق قبول کرے گا یقیناً وہی نیکوکار اور عروۃ الوثقیٰ کا تھامنے والا ہے۔ نیز کافروں کے کفر سے رنجیدہ نہ ہوں انہیں اپنے مالک کی طرف لوٹنا ہے جہاں ان کے کرتوتوں سے انھیں آگاہ کر کے بدترین عذاب دیا جائے گا۔

Marfat.com

۴۔ مخالفین کی بے بسی پر مطعون نہ کرنا:

باطل نے علمی محاذ پر بھی اہل کتاب کی مدد سے دعوت حق کو ہزیمت سے دوچار کرنے کی بھرپور سعی کی لیکن جب انہیں ان کے کیے گئے سوالات کے جامع جوابات دیے گئے تو ایمان لانے کی بجائے حق سے اعراض برتا تو آپ ﷺ نے ان کو مطعون نہیں فرمایا بلکہ واضح کیا کہ آپ ﷺ کا مشن لوگوں تک حق پہنچانا ہے وہ داروغہ بنا کر نہیں بھیجے گئے۔ یقیناً آپؐ کی یہ تدبیر قرآن کی عملی تفسیر تھی۔ جیسا کہ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ [۱۲۳]

"پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو ہم نے تم کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ تمہارا کام تو صرف (احکام کا) پہنچا دینا ہے"۔

۵۔ مخالفین کے لیے جذبۂ ہمدردی:

ایک داعی کا یہی اسوہ ہونا چاہیے کیونکہ اس کا مقصد مخالف کی ذلت وخواری نہیں بلکہ اسے صراط مستقیم کی طرف مائل کرنا ہوتا ہے۔ اور وہ مخالف کو مخالف نہیں سمجھتا بلکہ ان کا حق سے اعراض بھی داعی حق کے لیے جان لیوا بن جاتا ہے کیونکہ ان کی حماقت انہیں مالک حقیقی سے دور کر دیتی ہے جس پر داعی سخت رنجیدہ ہوتے ہیں اور انہیں تسلی دی جاتی ہے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۞ [۱۲۴]

"(اے پیغمبر ﷺ) اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں تو شاید تم ان کے پیچھے رنج کر کر کے اپنے تئیں ہلاک کر دو گے۔"

نیز آپ ﷺ نے باطل کو اپنی حیثیت اور منصب سے بھی پھر آگاہ فرمایا تاکہ وہ آپ ﷺ کے پیغام کی حقیقت کو سمجھ سکیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۞ [۱۲۵]

Marfat.com

''کہہ دو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں (البتہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے۔ تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے چاہے کہ عمل نیک کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے''۔

۶۔ باطل عقائد کا شدت سے رد کرنا:

چونکہ کفار کی بحث و تمحیص حق کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لیے تھی اس لیے آپ نے ان کے عقائد کا نہ صرف سختی سے رد فرمایا بلکہ باطل کے پرستاروں کو ان کے جھوٹے معبودوں اور ان کی پرستش کرنے والوں کے بدترین انجام سے بھی آگاہ فرما دیا۔ یقیناً یہ تنبیہ کی سخت شکل تھی جس سے ان متکبرین اور بدکردار لوگوں کو خبردار کرنا ضروری ہو چکا تھا۔

علامہ شبلی لکھتے ہیں:

''ممکن تھا کہ وعظ و پند کا نرم طریقہ اختیار کیا جاتا لیکن مدت کی عربی نخوت، دولت و اقتدار کا فخر، ریاست کا زعم، ان چیزوں کے ہوتے ہوئے جب تک ضرب نہایت سخت نہ ہوگی وہ خبردار نہ ہوتے۔''[۱۲۶]

چنانچہ ایسے حالات میں جب کہ باطل کج بحثی سے باز نہ آئے تو احسن طریقے سے سخت لب و لہجہ اختیار کر کے نہ صرف ان کے عقائد باطلہ کا رد کیا جائے بلکہ حق کا واشگاف پرچار بھی کیا جائے جیسے کہ آپ ﷺ نے حکم الٰہی سے کیا:

قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ[۱۲۷]

''کہہ دو کہ مجھ پر یہ وحی آئی ہے کہ تم سب کا معبود اللہ واحد ہے۔ تو تم کو چاہیے کہ فرمانبردار ہو جاؤ''۔

۷۔ دعوت حق کی بے باکی سے تبلیغ کرنا:

کفار نے خدائے واحد کی صفت رحمٰن کے حوالے سے بھی عجیب و غریب افواہیں

Marfat.com

پھیلا کر اہل حق اور عوام الناس کو گمراہ کرنا چاہا۔ یقیناً کفار و باطل نے عداوت حق میں تمام اصول اور آداب ترک کر دیے جبکہ خالق حقیقی نے اپنا پورا تعارف سورہ رحمٰن میں اپنی مخلوق کے لیے بیان فرمایا لیکن کفار نے بیت اللہ میں سورہ رحمٰن کی تلاوت پر عبداللہ بن مسعودؓ کو سخت زدوکوب کیا اور تعارف الٰہی جیسی سورہ کو کعبۃ اللہ کی توہین گردانا گیا اور سننے کی زحمت بھی گوارا نہ کی۔ ۱۲۸

یقیناً اہل حق کے ساتھ ہمیشہ اسی قسم کا طرزِ عمل اختیار کیا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کڑے حالات میں توحید خالص کی دعوت بھرپور انداز میں جاری رکھی اور اپنا موقف اور عقیدہ برملا کفار کی مجالس میں بیان کر کے انھیں اپنے عقائد کی اصلاح کی دعوت دی۔ ارشاد ہے:

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝ ۱۲۹

"(جس طرح ہم اور پیغمبر بھیجتے رہے ہیں) اسی طرح (اے پیغمبر ﷺ) ہم نے تم کو اس امت میں جس سے پہلے بہت سی اُمتیں گزر چکی ہیں بھیجا ہے تاکہ تم ان کو وہ (کتاب) جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے پڑھ کر سنا دو اور یہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے۔ کہہ دو وہی تو میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اسی پر بھروسا رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں"۔

۸۔ قرآن کی تضحیک پر حکمت عملی:

باطل کے قرآن حکیم کی تلاوت پر مشتعل ہونے اور شور و غوغا پر حضور اکرم ﷺ نے اپنی صوتِ مبارک کو معتدل بنا لیا تاکہ کفار بلند قرأت پر کلام الٰہی کی توہین و اہانت پر آمادہ نہ ہوں۔ چنانچہ ان حالات میں اہل حق کو تلاوت کلام الٰہی کے وقت احترام اور ادب

Marfat.com

کے لیے خاموش رہنے کا بھی حکم دیا گیا۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ١٣٠

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

اس طرح شیاطین قریش کی شرارتوں اور پروپیگنڈا سے نہ صرف اہل ایمان محفوظ و مامون ہو گئے بلکہ دعوت حق کے لیے تڑپ رکھنے والے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر خوب قرآن سے متمتع ہوتے جیسے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کی واضح مثالیں موجود ہیں۔

۹۔ نبی رحمت ﷺ کی زندگی بطور دلیل و حجت:

قرآن حکیم کے متعلق کفار کی جھوٹی افواہوں اور پروپیگنڈا کے حوالے سے رسولِ کائنات ﷺ باطل کے سامنے اپنی قبل از نبوت زندگی کو پیش کرتے اور عقل سے کام لینے کی دعوت دیتے ہیں کہ یہ مالک حقیقی کی رضا کے لیے تمہیں سنا رہا ہوں ورنہ شاید تمہیں خدائے واحد کی طرف سے خبردار بھی نہ کیا جاتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ١٣١

''(یہ بھی) کہہ دو کہ اگر اللہ چاہتا تو (نہ تو) میں ہی یہ (کتاب) تم کو پڑھ کر سناتا اور نہ وہی تمہیں اس سے واقف کرتا۔ میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر رہا ہوں (اور کبھی ایک کلمہ بھی اس طرح کا نہیں کہا) بھلا تم سمجھتے نہیں''۔

۱۰۔ اتباع وحی کی تاکید:

کفار کو ان کی احمقانہ فکر پر توجہ دلائی جا رہی ہے کہ آپ ﷺ تو خود بھی قرآن کے اتباع پر مامور ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس بات کی صاف صراحت کی گئی:

Marfat.com

وَاِذَا لَمۡ تَاۡتِهِمۡ بِاٰيَةٍ قَالُوۡا لَوۡلَا اجۡتَبَيۡتَهَا‌ؕ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا يُوۡحٰۤى اِلَىَّ
مِنۡ رَّبِّىۡ‌ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّكُمۡ وَهُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ۝ ۱۳۲

"اور جب تم ان کے پاس (کچھ دنوں تک) کوئی آیت نہیں لاتے تو کہتے ہیں کہ تم نے (اپنی طرف سے) کیوں نہیں بنالی۔ کہہ دو کہ میں تو اسی حکم کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پروردگار کی طرف سے میرے پاس آتا ہے۔ یہ (قرآن) تمہارے پروردگار کی جانب سے دانش و بصیرت اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے"۔

دوسرے مقام پر آپ ﷺ کو اتباع وحی الٰہی اور بندگی الٰہی کے ساتھ مشرکین سے اعراض کا حکم دیا گیا۔ ارشاد ہے:

اِتَّبِعۡ مَاۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ‌ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ۚ وَاَعۡرِضۡ عَنِ
الۡمُشۡرِكِيۡنَ۝ ۱۳۳

"اور جو حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس آتا ہے اس کی پیروی کرو اس (پروردگار) کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے کنارہ کرلو"۔

نیز اپنے منصب نبوت کا مقصود بھی بیان فرمادیا:

اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰۤى اِلَىَّ وَمَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ۝ ۱۳۴

"میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی آئی ہے اور میرا کام تو علانیہ ہدایت کرنا ہے"۔

۹۔ مخالفین کو دلائل سے قائل کرنا:

اسوۂ رسول رحمت ﷺ سے عیاں ہے کہ آپ ﷺ نے کفار کے قرآن کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈا کا مختلف طریقوں سے بھرپور جواب دیا ہے تاکہ عوام الناس اور خود اہل حق کہیں شکوک وشبہات کا شکار نہ ہو جائیں۔ چنانچہ کفار کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ اگر میں

Marfat.com

نے خود قرآن گھڑ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مجھے کون بچائے گا اور وہ تمہاری باتوں کو خوب جانتا ہے جو تم بنا رہے ہو۔ لہٰذا تمہارے اور میرے درمیان اللہ ہی گواہ ہے۔ اور میں کوئی نیا رسول نہیں اور میں صرف وحی الٰہی کی پیروی کرتا ہوں اور نذیر مبین ہوں تم نے تو کفر کیا جبکہ بنی اسرائیل میں سے ایک اس قرآن کی گواہی دے چکا اور تم تکبر میں پڑے ہو۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَاۤ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ وَمَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ۱۳۵

”کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے اس کو از خود بنا لیا ہے۔ کہہ دو کہ اگر میں نے اس کو اپنی طرف سے بنایا ہو تو تم اللہ کے سامنے میرے (بچاؤ کے) لئے کچھ اختیار نہیں رکھتے وہ اس گفتگو کو خوب جانتا ہے جو تم اس کے بارے میں کرتے ہو۔ وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے۔ اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دو کہ میں نیا پیغمبر نہیں آیا۔ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا (کیا جائے گا) میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی آئی ہے اور میرا کام تو علانیہ ہدایت کرنا ہے۔ کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس سے انکار کیا اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ اسی طرح کی ایک (کتاب) کی گواہی دے چکا اور ایمان لے آیا اور تم نے سرکشی کی (تو تمہارے ظالم ہونے میں کیا شک ہے)۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا“۔

Marfat.com

بلاشبہ آج بھی مخالفین قرآن، اسلام اور اہل اسلام کے خلاف اسی طرز کے اعتراضات اٹھا کر زبردست پروپیگنڈا محاذ کھولے ہوئے ہیں۔ جب کہ اس صورت حال میں امت مسلمہ کی پالیسی کسی صورت بھی نبوی حکمت عملی سے مطابقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ رسول رحمت ﷺ نے تو دعوت اسلام اور قرآن پر شدید الزامات کی بوچھاڑ میں مخالفین اسلام سے کلیتاً اعراض برتا۔ تاکہ لوگ خود حق و باطل کی پہچان کر سکیں۔ چنانچہ اہل ایمان کو اعلیٰ اخلاق کا درس دیا، مخالفین کو مطعون نہیں کیا بلکہ ان کو باور کرایا کہ ہم تمہارے حقیقی خیر خواہ ہیں۔ نیز وحی الٰہی کی اتباع کو حرزِ جان بنائے رکھا جس سے کفار کا منفی پروپیگنڈا خاک میں مل کر رہ گیا۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم دعوت اسلام کی ترویج و اشاعت کی حساسیت کو سمجھیں اور اپنی خواہشات اور جذبات کو نبوی ﷺ حکمت عملی کے تابع کر دیں۔ کیونکہ اس کے بغیر کامیابی و کامرانی کا تصور محال ہے۔

5۔ نتائج و اثرات:

دعوت حق کے خلاف کفار باطل کی منظم پروپیگنڈا مہم بدترین انجام سے دوچار ہوئی اور اس کے حسب ذیل نتائج و اثرات مرتب ہوئے:

ا۔ کفار نے قرآن مجید کی پُر حکمت، نصیحت آمیز، عبرت ناک اور پر کشش تعلیمات اور قصص کو ''اساطیر الاولین'' کہہ کر رد کر دیا اور اس کے مقابلے میں رستم و اسفند یار کے غیر سنجیدہ، عبر و نصائح سے خالی اور عرب کے معروف تاریخی پس منظر سے نابلد واقعات کو دلچسپ بنا کر پیش کرنے کی بھرپور تگ و دو کی تاکہ لوگ نبی کریمؐ کی تعلیمات کی طرف توجہ نہ دے سکیں۔ لیکن قریش کا یہ جھوٹا پروپیگنڈا انتہائی غیر موثر ثابت ہوا۔ بلکہ لوگوں کے اندر حق و باطل کی تمیز واضح ہو گئی۔ چنانچہ آج بھی قرآن سے شغف اور تعلق سے باطل کے تفریحی ادب کو مات دی جا سکتی ہے۔

۲۔ نضر بن حارث نے قصہ گوئی کی ناکامی پر فنون لطیفہ کے ذریعے حق کو زیر کرنے

Marfat.com

کی ہر ممکن کاوشیں کیں لیکن قرآنی تعلیمات کے جامع حصار میں اہل حق کے لیے یہ دنیوی کھیل تماشا سے بڑھ کر حیثیت نہ رکھتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کا پاکیزہ کردار اور قرآن کی صالحین کے لیے جنت کی نعمتوں کی بشارات کے مقابلہ میں اس ناچ گانا اور تفریح کی کچھ حیثیت نہ تھی۔ چنانچہ کفار کے فنون لطیفہ کے شعبدے بھی نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئے بلکہ اہل حق تقویٰ کی دولت سے باوقار اور باکردار حیثیت سے سرفراز ہوئے اور ایک بھی شخص باطل کے جھانسے میں نہ آیا۔

آج بھی کفر و باطل فنون لطیفہ کے ذریعے اہل حق کو اپنے دین سے دور کر دینے کی پوری تگ و دو کر رہے ہیں یقیناً تقویٰ اور اعلیٰ اخلاق و کردار سے آج بھی اہل حق اس محاذ پر فتح مندی کے جھنڈے گاڑ سکتے ہیں۔

۳۔ فنون لطیفہ کے محاذ پر عبرتناک ہزیمت پر کفار نے دعوت حق کے آگے بند باندھنے کے لیے ٹھوس قدم اٹھانے کے لیے مشاورت کی اور طے پایا کہ یہود کے سامنے یہ معاملہ رکھا جائے یقیناً وہ اس کا پائیدار حل نکال لیں گے۔ چنانچہ یہود کے سوالات نے کفار کی ہمت بندھائی کہ یقیناً محمدؐ اب لاجواب رہیں گے لیکن اپنے سوالات کے مسکت جوابات سے کفار کو سانپ سونگھ گیا جبکہ دعوت اور داعی حق کی صداقت روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی۔

آج بھی کفر و باطل مختلف ہتھکنڈوں سے اہل حق کو مختلف مباحث میں الجھا کر انہیں زیر کرنے کے درپے ہے۔ لہٰذا اہل علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ باطل کے مکر و فریب پر مبنی مغالطوں کو قرآن وسنت کی روشنی میں اہل ایمان کے سامنے کھول کر بیان کریں۔ بالخصوص سیرت طیبہ ﷺ جو کہ نہ صرف قرآن حکیم کی عملی تفسیر ہے بلکہ باطل قوتوں کی دسیسہ کاریوں کے آگے آہنی دیوار کی حیثیت رکھتی ہے، سے رہنمائی لے کر عصر جدید کے مخالفین اسلام کی پروپیگنڈا جنگ کو ناکام بنایا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱ یونس ۱۰:۷۸

۲ الشعراء ۲۶:۳۴-۳۵

۳ المومنون ۲۳:۸۳

۴ الصّٰفّٰت ۳۷:۱۵

۵ سیرت ابن ہشام: ۱/۱۷۱

۶ مستدرک حاکم: ۳/۸۳-۸۴

۷ رحمۃ للعالمین: ۱/۷۷

۸ البدایۃ والنہایۃ: ۳/۷۹

۹ مکہ کی سرد جنگ، ص ۱۷۴

۱۰ الفرقان ۲۵:۵

۱۱ الفرقان ۲۵:۴

۱۲ لقمٰن ۳۱:۶

۱۳ الشوریٰ ۴۲:۱۶

۱۴ النحل ۱۶:۲۴

۱۵ الکہف ۱۸:۶

۱۶ ابن ہشام: ۱/۱۹۰

۱۷ ابن ہشام: ۱/۱۹۰

۱۸ السیرۃ النبویۃ لابن کثیر: ۲/۴۲، ابن ہشام: ۱/۱۹۰، الروض الانف ۲/۱۱۵

۱۹ ابن ہشام: ۱/۱۹۰

۲۰ القلم ۶۸:۱۵

۲۱ ابن ہشام: ۱/۱۹۱

۲۲ فتح القدیر: ۴/۲۳۶

۲۳ لقمٰن ۳۱:۶

۲۴ ابن ہشام: ۱/۱۹۱، تفسیر الطبری: ۵/۱۳۳

۲۵ ابن ہشام: ۱/۱۹۱-۱۹۲، تفسیر الطبری: ۵/۱۳۴

۲۶ ایضاً: ۲/۹

۲۷ الانبیاء ۲۱:۹۸-۱۰۰

۲۸ ابن ہشام: ۲/۹، الدر المنثور فی التفسیر الماثور: ۴/۱۰۷

۲۹ تفسیر الطبری: ۵/۳۹۲

۳۰ الانبیاء ۲۱:۱۰۱-۱۰۲

۳۱ مسند احمد: ۱/۳۱۷، مستدرک حاکم: ۳/۲۸۴-۲۸۵

۳۲ ابن ہشام: ۲/۱۰

۳۳ الزخرف ۴۳:۵۷

۳۴ تفسیر القرآن العظیم: ۴/۱۶۷

۳۵ السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ: ۱/۱۶۳

۳۶ مجمع الزوائد، ۷/۱۰۴

۳۷ تفسیر الطبری: ۵/۳۹۰

۳۸ تفسیر الطبری: ۶/۶۰۵

۳۹ تفسیر القرآن العظیم: ۴/۱۶۷

۴۰ ایضاً

۴۱ الزخرف ۴۳:۵۸

Marfat.com

۴۲ تدبر قرآن: ۶/۲۴۱-۲۴۲

۴۳ بنی اسرائیل ۱۷:۱۱۰

۴۴ بدائع التفسیر: ۳/۱۱۱

۴۵ جامع الاحکام القرآن: ۵/۳۱۸

۴۶ ابن ہشام: ۱/ ۱۹۸

۴۷ الرعد ۱۳:۳۰

۴۸ جامع الاحکام القرآن: ۵/ ۳۱۸ ، فتح القدیر: ۳/۸۳

۴۹ الانبیاء ۲۱:۲۵

۵۰ الشوریٰ ۴۲:۱۶

۵۱ تفسیر القرآن العظیم: ۴/۱۴۰

۵۲ بنی اسرائیل ۱۷:۱۱۰

۵۳ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، اب ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها: ۲/ ۹۰۸

۵۴ تفسیر الطبری: ۵/ ۱۳۱

۵۵ حم السجدۃ ۴۱:۲۶

۵۶ تفسیر القرآن العظیم: ۴/ ۱۲۵

۵۷ The Life of Muhammad. p. 140-141

۵۸ ابن ہشام: ۲/۲۳

۵۹ الاستیعاب ۲/۳۱۱ ، ابن ہشام: ۲/۲۴

۶۰ ایضاً: ۲/۲۵

۶۱ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۲/۲۸

۶۲ The Life of Muhammad, p. 179

۶۳ ابن ہشام: ۲/۳۱

۶۴ النحل ۱۶:۱۰۳

۶۵ الانعام ۶: ۹۱

۶۶ تفہیم القرآن: ۱/۵۶۲

۶۷ تفہیم القرآن: ۱/۵۶۳

۶۸ الانعام ۶:۲۵-۲۶

۶۹ النحل ۱۶:۲۲-۲۴

۷۰ النحل ۱۶:۲۶-۲۷

۷۱ ایضاً: ۱۲۷-۱۲۸

۷۲ النحل ۱۶:۱۲۵

۷۳ المومنون ۲۳:۱-۱۱

۷۴ لقمان ۳۱:۸-۹

۷۵ بنی اسرائیل ۱۷:۸۸-۸۹

۷۶ الکھف ۱۸:۱۳-۱۴

۷۷ ابن ہشام: ۱/۱۹۴

۷۸ ایضاً

۷۹ الکھف ۱۸:۸۳-۸۴

۸۰ عیون الاثر: ۱/۱۳۶، صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب و یسئلونك عن الروح: ۲/ ۹۰۸

۸۱ بنی اسرائیل ۱۷:۸۵

۸۲ ابن ہشام: ۱/۱۹۶

۸۳ لقمان ۳۱: ۲۷

۸۴ تفسیر الطبری: ۴/۱۱۷

۸۵ الکھف ۱۸:۱۰۳-۱۰۶

۸۶ الکھف ۱۸:۱۰۷-۱۰۸

Marfat.com

۸۷ الکہف ۱۸:۱۱۰
۸۸ ابن ہشام:۲/۱۰
۸۹ الانبیاء ۲۱:۲۶_۲۹
۹۰ ابن ہشام:۲/۱۰
۹۱ الزخرف ۴۳:۵۹_۶۱
۹۲ تفسیر ابی السعود:۳/۲۱
۹۳ بنی اسرائیل ۱۷:۱۱۰
۹۴ ایضاً
۹۵ الشوری ۴۲:۱۳_۱۵
۹۶ تفسیر القرآن العظیم:۳/۲۷۸
۹۷ الاعراف ۷:۲۰۴
۹۸ حم السجدہ ۴۱:۴۱_۴۳
۹۹ الحاقہ ۶۹:۴۰_۴۳
۱۰۰ الشعرآء ۲۶:۱۹۲_۱۹۷
۱۰۱ الم السجدہ ۳۲:۲_۳
۱۰۲ الفرقان ۲۵:۴
۱۰۳ تفسیر القرآن العظیم:۳/۲۹
۱۰۴ تفسیر القرآن العظیم:۳/۲۹
۱۰۵ الحاقہ ۶۹: ۴۴_۴۸
۱۰۶ ھود ۱۱: ۱۳_۱۴
۱۰۷ ابن ہشام:۲/۳۱
۱۰۸ النحل ۱۶:۱۰۳
۱۰۹ سبا ۳۴:۴۳
۱۱۰ فتح القدیر :۴/۳۳۳
۱۱۱ الفرقان ۲۵:۳۲
۱۱۲ ایضاً
۱۱۳ ایضاً
۱۱۴ الفرقان ۲۵:۳۳
۱۱۵ بنی اسرائیل ۱۷:۱۰۶
۱۱۶ القصص ۲۸: ۴۸_۵۰
۱۱۷ تفسیر القرآن العظیم:۳/۱۵۵
۱۱۸ جامع الاحکام القرآن:۷/۲۹۳_۲۹۴
۱۱۹ البقرہ ۲:۲۳_۲۴
۱۲۰ تفسیر القرآن العظیم:۱/۴۸
۱۲۱ النحل ۱۶:۱۲۵
۱۲۲ لقمان ۳۱:۸_۹
۱۲۳ الشوری ۴۲:۴۸
۱۲۴ الکہف ۱۸:۶
۱۲۵ الکہف ۱۸:۱۱۰
۱۲۶ سیرۃ النبی ﷺ:۱/۱۴۱
۱۲۷ الانبیاء ۲۱:۱۰۸
۱۲۸ ابن ہشام :۱/۲۰۱
۱۲۹ الرعد ۱۳:۳۰
۱۳۰ الاعراف ۷:۲۰۴
۱۳۱ یونس ۱۰:۱۶
۱۳۲ الاعراف ۷:۲۰۳
۱۳۳ الانعام ۶: ۱۰۶
۱۳۴ الاحقاف ۴۶:۹
۱۳۵ الاحقاف ۴۶:۸_۱۰

Marfat.com

باب پنجم

داعی حق کے خلاف پروپیگنڈا مہم

دعوت حق میں اثبات توحید کے بعد ایمان بالرسالت ہے یعنی نبی خاتم ﷺ کو بطور رسول اور رہنما تسلیم کرنا اور بلا چوں چرا زندگی کے ہر شعبہ میں آپ ﷺ کی مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کا دم بھرنا۔ بلاشبہ اس کے بغیر عملاً دین قائم نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ نبی اور رسول کی اطاعت درحقیقت مالک حقیقی کے اذن سے ہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ [1]

''اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے''۔

نیز خالق حقیقی کی طرف سے رسول ﷺ کی اطاعت کو خود اپنی اطاعت قرار دیا گیا ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ [2]

''جو شخص رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی''۔

لیکن قریش مکہ کے لیے جس طرح الہ واحد کی بندگی کو مان لینا ناممکن تھا اس سے بھی زیادہ دشوار امر رسالت محمدی ﷺ کا اقرار تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ ایک عام باکردار انسان کی طرح ان کے اندر رہ رہے تھے اور اب آپ ﷺ کے دعوی پر کہ مجھ پر ایمان لاؤ اور ہر چھوٹی بڑی بات میں میری اتباع کرو۔ عوام الناس کے ساتھ بالخصوص طبقہ اشراف اپنے قبائل اور جتھوں کے سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ مذہبی پیشوا و رہنما جو شرک کے مراکز

Marfat.com

سے بھرپور متمتع ہو رہے تھے، یقیناً ان سب کے لیے ایمان بالرسالت کھلا کھلا پیام موت تھا جسے قبول کرنا تو درکنار، ٹھنڈے دل سے سننا بھی ان کے لیے ممکن نہ تھا۔ چنانچہ کفار نے اپنے ہی جیسے آدمی کی پیروی کو خسارہ قرار دیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ؀ [3]

''اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے آدمی کا کہا مان لیا تو گھاٹے میں پڑ گئے''۔

اس طرح وہ لوگ جنہیں آپ ﷺ کی نبوت و رسالت سے سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا، آپ ﷺ کے خلاف سرگرم عمل ہو گئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر آپ ﷺ کی دعوت اسی سرعت سے پھیلتی رہی اور عوام الناس ایک مامور من اللہ رہنما کی پیروی پر کاربند ہو گئے تو انہیں بھی بالآخر مطاع کی بجائے مطیع بن کر رہنا پڑے گا۔ جو انہیں کسی صورت قبول نہ تھا۔ چنانچہ باطل نے جہاں دعوت حق اور قرآن کی حیثیت کو مشکوک قرار دینے کے لیے زبردست پروپیگنڈا مہم جاری رکھی وہی نبی آخر الزماں ﷺ کے رسول اللہ ہونے کی حیثیت کو بھی مشتبہ ثابت کرنے کے لیے منظم پروپیگنڈا کیا۔

درحقیقت تکذیب و ایذا رسانی اور منفی پروپیگنڈا کا بدترین حربہ داعی اسلام کو پیغام حق سے روکنے کی ایک مذموم سازش تھی کیونکہ اس ناپاک مہم کی غرض و غایت یہ تھی کہ نبی ﷺ کی ذات اقدس پر تابڑ توڑ حملے کیے جائیں اور انہیں طرح طرح کی الزام تراشیوں سے زچ کر دیا جائے تاکہ وہ کفار کے گھٹیا طرز عمل کے نتیجے میں بے حوصلہ ہو کر اپنے مشن کو خیر باد کہہ دیں۔ نیز ان کی کردار کشی سے ان کے پیروکار متنفر ہو جائیں اور دعوت حق کو الوداع کہتے ہوئے پھر دین جاہلی میں لوٹ آئیں۔

1۔ پروپیگنڈا کے مختلف طریقے

رسول اللہ ﷺ کی دعوت مکہ مکرمہ کے عوام و خواص میں بے حد مقبول ہو رہی تھی حتیٰ کہ جو شخص بھی نبی رحمت ﷺ کی صحبت مبارکہ میں چند گھڑیاں بیٹھنے کی سعادت

Marfat.com

حاصل کر لیتا، کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نہ صرف نجات حاصل کر لیتا بلکہ نور ہدایت سے بھی اپنے قلب و نظر کو منور کر لیتا۔ اشراف قریش رسول اکرم ﷺ کی تبلیغی مساعی پر سخت دل برداشتہ تھے کہ ان کے زیر اثر افراد اور ان کے اپنے زن و فرزند بڑی رغبت سے قبول اسلام کی طرف مائل تھے۔

چونکہ قریش آپ ﷺ کو دعوت حق سے روکنے کے لیے کئی حربے اختیار کر چکے تھے لیکن آپ ﷺ کسی صورت حق کی نشر و اشاعت ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ بلکہ پوری شد و مد سے اپنے مشن کی بجا آوری کا عہد فرمایا:

"یا عم لو وضعوا الشمس فی یمینی و القمر فی شمالی علی ان اترک ھذا الامر حتی یظھرہ اللہ أو أھلك فی ماترکتہ۔"[1]

اشراف مکہ نبی کریم ﷺ کی استقامت پر آپ ﷺ کے خلاف پروپیگنڈا محاذ قائم کر کے مختلف جہتوں سے حملہ آور ہوئے۔ تاکہ لوگوں کی نگاہوں میں آپ ﷺ کو بے وقعت بنا دیا جائے۔ کفر و باطل کی طرف سے اختیار کیے گئے مخالفانہ پروپیگنڈا کے مختلف طریقے حسب ذیل ہیں:

2۔ مشرکین کے چند جھوٹے الزامات (نعوذ باللہ)

ا۔ شاعر، کاہن، مجنون اور ساحر ہونے کا الزام:

درحقیقت معاندین حق کے پاس رسول معظم ﷺ کے اخلاق و کردار پر حرف رکھنے کی کوئی گنجائش نہ تھی اور نہ ہی وہ دلائل سے آپ ﷺ کے خلاف کسی کو قائل کر سکتے تھے اسی لیے انھوں نے آپ ﷺ کے خلاف منفی پروپیگنڈا کا محاذ گرم کر کے عوام الناس کو آپ ﷺ سے دور رکھنے کی سعی کی۔ اس گھٹیا طرز عمل کے لیے قریش نے باقاعدہ ولید بن مغیرہ کی سرکردگی میں باہم مشاورت کی جس کا تذکرہ ابن جوزی نے حضرت سعید بن جبیرؓ کی

Marfat.com

روایت سے کیا ہے:

موسم حج قریب آنے پر ولید بن مغیرہ کے پاس قریشی سرداروں کی جماعت آپ ﷺ کی دعوت کے حوالے سے مشاورت کے لیے پہنچی جس پر ولید بن مغیرہ نے حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے قریش کو مشورہ دیا کہ آپ ﷺ کے متعلق ایک بات پر اتفاق کرلو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ایک دوسرے کی تکذیب کر کے معاملہ بگاڑ دو۔ چنانچہ کسی نے کہا کہ ہم اسے کاہن کہیں گے جس کی ولید نے تردید کی۔ انھوں نے کہا پھر ہم کہیں گے کہ یہ مجنون ہیں، ولید نے اسے بھی تسلیم نہ کیا۔ پھر انھوں نے کہا تو ہم کہیں گے کہ یہ شاعر ہیں۔ ولید نے اس قول کا بھی سختی سے رد کیا۔ پھر ساحر کہنے کی بات ہوئی تو ولید نے کہا یقیناً یہ بھی خلاف حقیقت ہے۔ ان عیوب میں سے جو بھی ان کی طرف منسوب کرو گے ہر کوئی سمجھے گا کہ یہ بہتان اور جھوٹ ہے۔ البتہ اگر کوئی بات قدرے قابل قبول ہو سکتی ہے تو یہ ہے کہ تم کہو یہ جادوگر ہیں، باپ بیٹے میں جدائی پیدا کرتے ہیں۔ بھائی کو بھائی سے الگ کرتے ہیں۔ خاوند کو بیوی سے جدا کرتے ہیں۔ اہل قبیلہ کو قبیلہ اور برادری سے دور کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس رائے پر متفق ہو کر وہاں سے چل دیئے۔

"وما انتم بقائلين من هذا شيئا الا عرف انه باطل، و ان اقرب القول فيه أن تقولوا: هذا ساحر، يفرق بن المرء و ابنه، و بين المرء و أخيه، و بين المرء و زوجته، و بين المرء و عشيرته فتفرقوا عن بذلك۔" 5

درحقیقت یہ نبی رحمت ﷺ کی کردارکشی کی منظم مہم تھی جس کے لیے باقاعدہ لوگوں کی مختلف مقامات پر تعیناتی کر کے آنے جانے والے کو آپ ﷺ کے متعلق بدگمان کیا جاتا جیسا کہ علامہ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ولید کا کلام سن کر لوگ ہر گلی کوچہ اور گزرگاہ پر بیٹھ گئے اور لوگوں کو حضور ﷺ کی طرف سے بہکانے اور بدگمان کرنے لگے:

"…. At this point they left him, and began to sit on the paths which men take when they come

Marfat.com

to the fair. They warned everyone who passed them about Muhammad's doings." ؎٦

اس سلسلے میں قاضی محمد سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں:

"ایک کمیٹی بنائی گئی جس کا میر مجلس ابولہب تھا اور مکہ کے ۲۵ سردار اس کے ممبر تھے ...... تا کہ وہ لوگ آپ ﷺ کی باتوں میں نہ پھنسیں اور آپ ﷺ کی عظمت کے قائل نہ ہوں۔" ؎٧

امام ابن حزم کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی علی الاعلان مخالفت کرتے اور آپ ﷺ کو ایذا پہنچاتے تھے ان میں سب سے زیادہ مخالف آپ کا چچا ابولہب تھا اس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب تھا۔

"وكان المجاهرون لرسول الله ﷺ بالاذى والعداوة، أولهم و اشدهم من قومه: عمه أبولهب، و اسمه عبدالعزى بن عبدالمطلب۔" ؎٨

باطل کے حواریوں نے رسول اکرم ﷺ کے خلاف پروپیگنڈا مہم کے ذریعے ایسی بدترین فضا قائم کی کہ ہر کوئی آپ کو شاعر، کاہن اور ساحر جیسے دل آزار القابات سے پکارتا۔ نیز اہل مکہ باہر سے آنے والے تاجروں اور زائرین حج کو آپ ﷺ سے بچنے کی بطور خاص تاکید کرتے، چنانچہ وہ لوگ جو آپ سے کسی طرح کلام الٰہی سننے کی سعادت حاصل کر لیتے وہ حقیقت حال جان جاتے کہ یہ پروپیگنڈا محض قریش کی عداوت کا شاخسانہ ہے۔

چنانچہ اسی قسم کا ایک واقعہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے کہ جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے رسول ہونے کی خبر سنی تو اپنے بھائی انیس رضی اللہ عنہ کو حقیقت دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ چند روز مکہ میں قیام کے بعد انیس نے خبر دی کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اور مکارم اخلاق اپنانے کی تلقین کرتا ہے۔ اور لوگ اسے شاعر، کاہن اور ساحر کہتے ہیں۔ خدا کی قسم وہ سچا ہے اور قریش جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔

Marfat.com

"قال: یقولون: انه شاعر و ساحر و کاهن، و کان انیس احد الشعرا۔ فقال لقد قول الکھنة، فما ھو بقولھم، ولقد وضعت قوله علی اقراء الشعر، فما یلتئم علی لسان احد بعدی انه شعر، وواللّٰہ انه لصادق، و انھم لکاذبون۔" ۹

جس پر ابوذر رضی اللہ عنہ خود مکہ پہنچ کر حقیقت معلوم کرتے ہیں اور اسلام قبول کرنے کا اعلانیہ اظہار کرتے ہیں:

"...... لما بلغ ابا ذر مبعث النبی ﷺ قال لاخیه ارکب الی ھذا الوادی فاعلم لی علم ھذا الرجل الذی یزعم انه نبی یاتیه الخبر من السماء ......فقال له رایته یامر بمکارم الاخلاق و کلاما ما ھو بالشعر فقال ما شفیتنی مما اردت فتزود و حمل شنة له فیھا ماء حتی قدم مکة ...... فسمع من قوله و اسلم مکانه فقال النبی ﷺ ارجع الی قومك فاخبرھم حتی یاتیك امری ......" ۱۰

رسول اکرم ﷺ کے خلاف قریش کا جھوٹا پروپیگنڈا جاری تھا۔ انہیں ایام میں ضماد مکہ پہنچے تو مکہ کے احمقوں سے سنا کہ وہ آپ ﷺ کو مجنون کہتے۔ چونکہ یہ جھاڑ پھونک کرتے تھے۔ چنانچہ جب ان کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی تو کہنے لگے کہ میں انہیں جلد صحت یاب کر دوں گا۔ ضماد کی زبان سے یہ سن کر آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے:

"ان الحمد للّٰہ نحمده و نستعینه من یھده اللّٰہ فلا مضل له و من یضلل فلا ھادی له۔ اشھد ان لا اله الا اللّٰہ وحده لا شریك له۔"

یہ الفاظ سن کر ضماد رضی اللہ عنہ حیرت سے بولے: "بخدا میں نے کاہنوں اور جادوگروں کی باتیں سنی ہیں لیکن ایسا کلام کسی سے نہیں سنا۔" اس پر ضماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

Marfat.com

''آپ ﷺ اپنا ہاتھ بڑھائیں میں اسلام کے لیے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔''[11]

۲۔ ''ابتر'' کہہ کر تحقیر کرنا:

کفار آپ ﷺ کی تحقیر کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے اور آپ ﷺ کو ہر پہلو سے اذیت دیتے چنانچہ عاص بن وائل سہمی کا معمول تھا کہ جب آنحضرت ﷺ کا تذکرہ ہوتا تو وہ کہتا: ''اس کو چھوڑو، یہ ابتر ہے۔ یہ بے اولاد ہے بس اس کے مرنے کی دیر ہے اس کا نام مٹ جائے گا اور تم آرام پا لو گے۔''[12] اس پر یہ سورہ نازل ہوئی:

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ۝[13]

''(اے پیغمبر ﷺ) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے''۔

حافظ ابن کثیر نے حضرت عطاؒ کا قول نقل کیا ہے کہ ابولہب کے بارے میں یہ آیت اتری چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو یہ بدنصیب مشرکین سے کہنے لگا کہ آج رات محمدؐ کی نسل کٹ گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن عباسؓ سے بھی یہی منقول ہے۔[14]

۳۔ صابی اور کاذب کہہ کر بدنام کرنا:

کفار مکہ نے رسول اکرم ﷺ کا سایے کی طرح پیچھا جاری رکھا اور جن قبائل اور افراد کو آپ ﷺ پیغام حق پہنچانے پہنچتے، مختلف سردار بھی پیچھے پیچھے پہنچ جاتے اور لوگوں کے سامنے آپ کی کردار کشی کرتے اور بدترین القابات کہہ کر عوام الناس کو پیغام حق کو تسلیم کرنے سے روکتے۔ ربیعہ بن عباد دیلی قبل از اسلام کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوق ذی المجاز میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے اور لوگوں کا ہجوم آپ کے گرد تھا کہ آپ ﷺ کے پیچھے ایک کانا دو گیسوں والا، خوبرو شخص کہہ رہا تھا کہ یہ صابی اور کاذب ہے اس کی اتباع نہ کرنا۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا یہ آپ ﷺ کا چچا ابولہب ہے۔

''...... ربیعة بن عباد من بنی الدیل، و کان جاھلیا فأسلم،

قال: رأیت رسول الله ﷺ فی الجاھلیة فی سوق ذی المجاز و ھو یقول: "یا أیھا الناس قولوا لا الٰه الا الله تفلحوا" والناس مجتمعون علیه، و وراءہ رجل وضئ الوجه احول ذو غدیرتین یقول: انه صابیء کاذب۔ یتبعه حیث ذھب، فسألت عنه فقالوا: ھذا عمه أبولھب۔" [15]

یقیناً یہ حق سے روکنے کا مکارانہ پروپیگنڈا تھا کہ خود آپ ﷺ کا چچا آپ ﷺ کو صابی کاذب جیسے زہریلے الفاظ سے مخاطب کر رہا تھا۔ درحقیقت صابی ہونے کا فتویٰ دین عبدالمطلب سے علیحدگی کی بنا پر تھا جس سے سخت دیگر کلمات نہ ہو سکتے تھے اور مشرکانہ سوسائٹی میں ایک بدنام اور ناپسندیدہ مسلک تصور کیا جاتا اس لیے کسی کا نام صابی رکھ دینا ویسی ہی گالی تھا جیسے آج کسی مسلمان کو یہودی یا خارجی یا نیچری وغیرہ کہہ دیا جائے۔

بلاشبہ باطل ہمیشہ دلائل سے عاری رہا ہے چنانچہ وہ منفی سرگرمیوں اور ہنگاموں سے کام لیتا رہا ہے۔ ان کی حق کے خلاف پروپیگنڈا مہم کا ایک ہتھیار ہمیشہ اس طرز کے گھٹیا اور بے وقار القابات، ناموں اور اصطلاحوں کو چسپاں کرنا ہوتا ہے۔ کوچہ کوچہ، قریہ قریہ باطل کے پرستار ڈھنڈورا پیٹنے لگے کہ آپؐ باپ دادا کے دین سے پھر گئے ہیں اور نئے نئے نظریات و تصورات سے آبائی دین کو بیخ و بن سے اکھاڑ دینے کے درپے ہیں۔ لہٰذا ان کی بات پر ہرگز کان نہ دھرنا۔

۴۔ خاندانی روایات سے انحراف کا الزام:

یقیناً داعی حق ﷺ کو یہ ہتھکنڈے بے حوصلہ نہ کر سکے کیونکہ آپ ﷺ کی ذمہ داری کائنات کے تمام جن و انس تک اس عظیم الشان پیغام کو پہنچانے کی تھی۔ چنانچہ آپ ہر سال موسم حج میں عکاظ، مجنہ اور ذی المجاز میں ایک ایک قبیلہ کے پاس جاتے اور انھیں قبول حق پر عرب و عجم کے مالک بن جانے اور آخرت میں جنت کی خوشخبریاں دیتے۔ جبکہ ابولہب و دیگر آپ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے کہ یہ صابی، کاذب ہیں اور کہتے کہ ہم

Marfat.com

اس سے خوب واقف ہیں کہ ان کے اہل وعیال اور کنبہ والے ہوتے ہوئے بھی ایمان نہیں لائے۔ لہٰذا ان سے دور رہو۔ جس پر آپ ﷺ فرماتے کہ اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ اس طرح نہ کرتے:

"حتی انه یسأل عن القبائل و منازلها قبیلة قبیلة و یقول: یا ایها الناس قولوا لا اله الا الله تفلحوا و تملکوا بها العرب و تذل لکم العجم و اذا آمنتم کنتم ملوکا فی الجنة، و ابولهب وراءه یقول: لا تطیعوه فانه صابی، کاذب، فیردون علی رسول الله، ﷺ، اقبح الرد، و یؤذونه و یقولون: أسرتك و عشیرتك أعلم بك حیث لم یتبعوك، و یکلمونه و یجادلونه و یکلمهم و یدعوهم الی الله و یقول: اللهم لو شئت لم یکونوا هکذا۔" ١٦

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے خلاف ابولہب نے پروپیگنڈا کا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا۔ یعنی لوگوں کو اپنے خاندان کا حوالہ دے کر آپؐ سے اعراض کرنے کا نفسیاتی حربہ بھی استعمال کیا کہ جب ان کے خاندان والے ان پر ایمان نہیں لائے تو ضرور یہ جھوٹے ٹھہریں گے۔

۵۔ آبائی دین سے انحراف کا الزام:

بیہقی کی ایک روایت اس طرح ہے کہ ابولھب لوگوں کو یہ کہہ کر آپ ﷺ کے خلاف ابھارتا کہ یہ تمہیں تمہارے دین اور تمہارے آباء کے دین میں دھوکہ نہ ڈال دے:

"ایها الناس لا یغرنکم هذا عن دینکم و دین ابائکم۔" ١٧

اسی قسم کی ایک روایت میں ابوجہل کے بھی یہی الفاظ ہیں جس میں یہ اضافہ ہے کہ تمہیں لات وعزیٰ کی عبادت سے بھٹکا نہ دے۔

"...... و اذا رجل خلفه یسفی علیه التراب، فاذا هو ابوجهل، و

Marfat.com

هو يقول: يا ايها الناس لا يغرنكم هذا من دينكم فانما يريد أن تتركوا عبادة اللات والعزى۔" [18]

حافظ ابن کثیر اس روایت میں ابوجہل کے متعلق کہتے ہیں کہ ان کا نام وہم کی بنا پر ہو سکتا ہے نیز یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ تردید کبھی ابولہب کرتا ہو اور کبھی ابوجہل اور یہ دونوں شخص باری باری رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچاتے تھے:

"كذا قال في هذا السياق ابوجهل۔ و قد يكون و هما و يحتمل أن يكون تارة يكون ذا، و تارة يكون ذاوانهما كانا يتناوبان على اذائه ﷺ۔" [19]

۶۔ جسمانی ایذارسانی اور جھوٹا کہہ کر بدنام کرنا:

ابولہب نے رسول کریم ﷺ کے خلاف بدترین پروپیگنڈا کے ساتھ جسمانی ایذارسانی سے بھی اجتناب نہیں برتا۔ چنانچہ طارق بن عبداللہ محاربی کے بقول ابولہب نے پتھر مار مار کر آپ کی ایڑیاں اور ٹخنے شدید زخمی کر دیے جن سے خون بہتا اور ابولہب لوگوں سے کہتا کہ اس کی پیروی نہ کرنا یہ جھوٹے ہیں:

"...... رأيت رسول الله ﷺ مرتين: مرة بسوق المجاز و انا في بياعة لي فمر و عليه حلة حمراء و هو ينادي بأعلى صوته:

"ياايها الناس قولوا: لا اله الا الله تفلحوا۔"

ورجل يتبعه بالحجارة قدادمى كعبيه و عرقوبيه و هو يقول:

ياايها الناس لا تطيعوه فانه كذاب....." [20]

۷۔ باہر سے آنے والے امراء اور سرداروں کو بہکانا:

کفارِ مکہ جب دیکھتے کہ کسی بڑی شخصیت کی مکہ مکرمہ میں آمد آمد ہے تو رئیسانِ قریش اجتماعی طور پر اسے آپ ﷺ کے خلاف خوب بہکاتے اور رسول اللہ ﷺ سے دور رکھنے کے بے حد جتن کرتے لیکن کفار کے یہ تمام حربے ناکام اور غیر موثر ثابت ہوتے۔

Marfat.com

جیسا کہ جناب طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ علامہ ابن اسحٰق نے ان کا واقعہ یوں نقل فرمایا ہے:

"انہ قدم مکة و رسول اللّٰہ ﷺ بھا، فمشی الیہ رجال من قریش ، و کان الطفیل رجلا شریفا شاعرا بسیا، فقالوا لہ: یا طفیل، انک قدمت بلادنا، و ھذا الرجل الذی بین اظھر ناقد أعضل بنا، و قد فرق جماعتنا، و شتت أمرنا، و انما قولہ کالسحر یفرق بین الرجل و بین أبیہ، و بین الرجل و بین اخیہ، و بین الرجل و بین زوجتہ، و انا نخشی علیک و علی قومک ما قد دخل علینا، فلا تکلمنہ ولا تسمعن منہ شیئا۔ قال: فواللّٰہ ما زالوا بی حتی اجمعت أن لا اسمع منہ شیأ ولا اکلمہ، حتی حشوت فی أذنی حین غدوت الی المسجد کرسفا فرقا من ان یبلغنی شئ من قولہ، و أنا لا أرید أن أسمعہ۔" [1]

(طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش کے بہت سے لوگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے طفیل تم ہمارے شہر میں آئے ہو اور یہاں یہ ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جس نے ہم کو پریشان کر دیا ہے۔ ہماری جماعت متفرق کر دی ہے اور اس کی باتیں جادو کی سی ہیں۔ جن سے یہ آدمی اور اُس کے ماں باپ اور اُس کے بھائی اور بیوی میں تفرقہ ڈال دیتا ہے۔ ہم کو تمہاری اور تمہاری قوم کی نسبت اندیشہ ہے کہ کہیں تم میں تفرقہ نہ ڈال دے۔ اس وجہ سے تم کو فہمائش کرتے ہیں کہ تم اُس کی باتیں نہ سننا کہ کہیں اُس کے جال میں پھنس جاؤ۔ طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اُن لوگوں نے مجھ کو اس قدر رسول اللہ ﷺ سے ڈرایا کہ میں نے اپنے کانوں میں روئی رکھ لی۔ اس خوف سے شاید

Marfat.com

کہیں حضور ﷺ مل جائیں اور میں آپ کی کوئی بات نہ سنوں۔)

یقیناً قریشی سردار رئیس دوس کو آپ ﷺ کے خلاف اکسانے میں بظاہر کامیاب دکھائی دیتے ہیں لیکن جونہی طفیل رضی اللہ عنہ کے کانوں میں طواف کعبہ کے دوران کلام الٰہی کی آواز پہنچی تو دل میں کہا میں بھی ایک صاحب عقل وتمیز شاعر ہوں، اچھی بری مجھ سے مخفی نہیں رہتی۔ اگر واقعی اس ہستی کا کلام عمدہ ہوا تو قبول کرلوں گا بصورت دیگر اپنا راستہ لوں گا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے احکام اسلام پیش کیے اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے بہتر کلام میں نے کبھی نہ سنا تھا اور نہ اس سے زیادہ عدل وانصاف کی بات معلوم ہوئی تھی۔ اس طرح اسلام قبول کر کے حق کی گواہی دی:

"……فعرض علیّ رسول اللّٰہ ﷺ، و تلا علیّ القرآن، فلا واللہ ما سمعت قولاً قط احسن منه ولا امرا اعدل منه، قال: فاسلمت و شھدت شھادۃ الحق۔" [۲۲]

۸۔ نومسلموں کو داعیِ حق ﷺ سے بدظن کرنے کی سعی:

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ باہر سے آنے والے لوگ جب رسول اکرم ﷺ پر ایمان لا چکتے اور کفار کو خبر ملتی تو اسلام لانے کے بعد بھی ان اہل ایمان کو بہکانے اور آپ ﷺ کی اتباع ترک کرنے کے لیے بھرپور پروپیگنڈا کرتے۔

علامہ ابن اسحٰق کے مطابق حبشہ یا نجران سے بیس افراد اہل نصاریٰ میں آپ ﷺ کی خبر سن کر آپ ﷺ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور چند سوالات کیے۔ قریش بھی مسجد حرام میں بیٹھے یہ سب دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعوت اسلام دی اور قرآن کریم سنایا تو نصاریٰ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ پر ایمان لے آئے۔ کیوں کہ انھوں نے اپنی کتاب کے مطابق آپ ﷺ کے اوصاف پائے۔ جب وہ اہل ایمان جانے لگے تو ابوجہل اور قریش کے لوگوں نے گمراہ کرنے کی ہر ممکن سعی کی لیکن

Marfat.com

ناکام رہے اور انھوں نے سلام کہہ کر راہ لی۔

"…. When they heard the Quran their eyes flowed with tears, and they accepted God's call, believed in him, and declared his truth. They recognized in him the things which had been said of him in their scriptures. When they got up to go away Abu Jahl with a number of Quraysh intercepted them, saying, God, what a wretched band you are! Your people at home sent you to bring them information about the fellow, and as soon as you sat with him you renounced your religion and believed what he said. We don't know a more asinine band than you, or words to that effect. They answered: 'peace be upon you. We will not engage in foolish controversy with you…" ۲۳

۹۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرنا:

کفار نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف پروپیگنڈا کے لیے ہجو کا حربہ بھی اختیار کیا تاکہ لوگ آپ ﷺ سے بدظن ہو کر آپ ﷺ کے قریب بھی نہ پھٹکیں۔ چونکہ شعرا کا جاہلی سوسائٹی پر بہت زیادہ اثر تھا۔ اس لیے شعرا کو اس کام پر مامور کیا گیا کہ وہ آپ ﷺ کی تنقیص سے لوگوں کے دلوں میں آپ ﷺ کے لیے نفرت کے بیج بو دیں۔

چنانچہ ابوسفیان بن حارث، عمرو بن عاص اور عبداللہ بن زبعری اس مہم پر مامور کیے گئے کہ وہ آپ ﷺ کے خلاف غلیظ ہجویہ نظمیں کہیں اور لوگوں میں ان کو عام کریں۔ ۲۴ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بدترین سلوک کی بنا پر جب سورہ لہب نازل ہوئی تو ام جمیل پتھر لے کر آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی اور کعبہ میں پہنچ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی کہ تمہارے صاحب نے میری ہجو کی ہے اگر مجھے مل جائیں تو یہ کنکر ان کے منہ

Marfat.com

پر باروں۔ واللہ میں بھی شاعرہ ہوں اور اس کی ہجو میں شعر کہتی ہوں۔ [۲۵]

مذمّما عصينا و امره ابينا ودينه قلينا

پھر یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے آپ ﷺ کو دیکھا یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کی نظر پکڑ لی جس کی وجہ سے وہ مجھے دیکھ نہ سکی:

"ما راتني، لقد اخذ الله ببصرها عني" [۲۶]

علامہ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ قریش آنحضرت ﷺ کو "مذمّم" کہتے تھے پھر آپ ﷺ کو گالیاں دیتے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے مجھے قریش کی اذیتوں سے اس طرح محفوظ رکھا ہے کہ وہ مزمم کو گالیاں دیتے ہیں جبکہ میں "محمد" ہوں:

"الا تعجبون لما يصرف الله عني من اذى قريش، يسبون مذمما و انا محمد" [۲۷]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مفہوم کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انظروا قريشا كيف يصرف الله عني شتمهم و لعنهم، يشتمون مذمما و يلعنون مذمما، و انا محمد۔" [۲۸]

اس طرح کفار مکہ نے مختلف طریقوں سے آپ ﷺ کے خلاف بھرپور پروپیگنڈا مہم جاری رکھی حتیٰ کہ اذن الٰہی سے آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی لیکن یہاں بھی یہود اور منافقین نے آپ ﷺ کے خلاف زبردست پروپیگنڈا محاذ قائم کیا تاکہ عوام الناس کو گمراہ کر کے اپنی مذہبی اور سیاسی اجارہ داری قائم رکھ سکیں۔

آج مغرب اور کفار نے بھی کفار مکہ کی روش کو اپناتے ہوئے نبی رحمت ﷺ کو بدترین القابات کے ذریعے سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے لیکن مالک حقیقی نے اپنے پیغمبر ﷺ کو ان تہمتوں سے محفوظ فرمایا کیونکہ آپ کا اسم گرامی "محمد ﷺ" ہے نہ کہ کچھ اور۔

رسول رحمت ﷺ کے خلاف پروپیگنڈا کا یہ سلسلہ آج بھی پوری شدومد سے جاری ہے۔ کفار اور مستشرقین مختلف حیلوں بہانوں سے آپ ﷺ کی معصوم ذات اقدس

Marfat.com

کو ہدف تنقید بنا کر آپ ﷺ کی مخالفت میں پیش پیش دکھائی دیتے ہیں۔ بلاشبہ آج پروپیگنڈا کا محاذ اسی لیے کھولا گیا کہ کہیں عوام الناس پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات طیبہ سے متاثر ہو کر اہل ایمان کی صف میں شامل نہ ہو جائیں۔ چنانچہ مختلف حربوں سے باطل قوتیں عوام الناس کو داعی اعظم ﷺ سے بدظن کرنے کی منفی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

3۔ داعی حق ﷺ کے خلاف مہم میں اہل حق کے لیے ہدایات:

رسول رحمت ﷺ کے خلاف معاندین حق کی پروپیگنڈا مہم پر اہل حق کو وحی الٰہی کے ذریعے خصوصی ہدایات و تعلیمات سے نوازا گیا تا کہ اہل حق بددل اور بے حوصلہ نہ ہوں۔ نیز دعوت حق کی اشاعت و ترویج میں کسی قسم کی سستی اور غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔ کیونکہ معاندین اسلام کی اس قسم کی گھٹیا کردار کشی کا یہی مقصد تھا کہ ایک طرف پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے بلند حوصلوں پر کاری ضرب لگا کر انہیں پست حوصلہ کیا جائے اور دوسری طرف عوام الناس کو گمراہ کر کے انہیں پیغام حق سننے اور قبول کرنے سے روکا جائے۔

چنانچہ موقع بہ موقع قرآن حکیم کے ذریعے اہل حق کو دی جانے والی ہدایات کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

ا۔ اہلِ ایمان کو تسلی و تشفی:

چونکہ باطل قوتیں دعوت حق کی شاندار کامیابی پر سخت مضطرب تھیں اس لیے دعوت اسلام کی تحریک کے آغاز میں ہی انہوں نے پروپیگنڈا کے ذریعے آپ ﷺ کی کردار کشی کی منظم مہم شروع کر دی۔ جس پر ایک طرف خود مالک حقیقی نے کفار کے سرغنہ ولید بن مغیرہ کے اس فعل کی مذمت فرمائی اور اس کے بدترین انجام کی خبر بھی دے دی کہ عنقریب یہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔ [29] جیسا کہ ارشاد ہے:

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًاۙ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًاۙ
وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًاۙ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًاۙ ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَۗ
كَلَّاؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًاؕ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًاؕ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَۙ

Marfat.com

فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ۝ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ۝ [30]

"ہمیں اس شخص سے سمجھ لینے دو جس کو ہم نے اکیلا پیدا کیا اور مال کثیر دیا اور (ہر وقت اس کے پاس) حاضر رہنے والے بیٹے (دیئے) اور ہر طرح کے سامان میں وسعت دی ابھی خواہش رکھتا ہے کہ اور زیادہ دیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ یہ ہماری آیتوں کا دشمن رہا ہے۔ ہم اسے صعود پر چڑھائیں گے۔ اس نے فکر کیا اور تجویز کی پھر تامل کیا پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑ لیا پھر پشت پھیر کر چلا اور (قبول حق سے) غرور کیا پھر کہنے لگا کہ یہ تو جادو ہے جو (اگلوں سے) منتصل ہوتا آیا ہے (پھر بولا) یہ (اللہ کا کلام نہیں بلکہ) بشر کا کلام ہے ہم عنقریب اس کو سقر میں داخل کریں گے"۔

درحقیقت یہ اہل ایمان کے ذریعے تسلی و تشفی تھی کہ وہ معاندانہ فضا میں دل شکستہ نہ ہوں کیونکہ کفار تو بغض و عداوت کی بنا پر اس قسم کا ناروا طرزِ عمل اختیار کر رہے ہیں۔ دوسری طرف مالکِ کائنات نے مخالفین کے گھٹیا پراپیگنڈا کا رد بڑے جامع انداز میں فرمایا اور ہر خاص و عام پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ نبی مکرم حضرت محمد ﷺ کے پیغام کی حیثیت کیا ہے؟ چنانچہ سورہ نجم کی ابتدائی چار آیات پر کفار کو سانپ سونگھ گیا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝

"تارے کی قسم جب غائب ہونے لگے کہ تمہارے رفیق (محمد ﷺ) نہ رستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں یہ (قرآن) تو اللہ کا حکم ہے جو اِن کی طرف بھیجا جاتا ہے"۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ کے متعلق جو اعتراضات اور شکوک و شبہات عام کیے

Marfat.com

گئے تھے اُن کا جواب بھی بڑے مدلل اور عمدہ پیرائے میں پیش کر کے ایک طرف اصحاب رسول ﷺ کے لیے اطمینانِ قلبی کا سامان فراہم کیا گیا تو دوسری طرف معترضین کو دندان شکن جواب دیکر لاجواب کر دیا گیا۔ سورہ الشعراء کی آیات 226-221 میں ارشادِ خداوندی ہے:

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ۝ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝

"(اچھا) میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اُترتے ہیں ہر جھوٹے گنہگار پر اُترتے ہیں جو سنی ہوئی بات (اس کے کان میں) لا ڈالتے ہیں اور وہ اکثر جھوٹے ہیں۔ اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں اور کہتے وہ ہیں جو کرتے نہیں۔"

چنانچہ رسول رحمت ﷺ کا روشن اور پاکیزہ کردار جو مخالفین کی نظر میں بھی شک وشبہ سے بالاتر تھا جبکہ مخالفین کا اپنا گھناونا کردار جو اُن کے ضمیروں پر بھی بوجھ تھا سب پر روزِ روشن کی طرح عیاں تھا۔ لہذا اس وقت بھی مخالفین اسلام کے سامنے قرآن حکیم کے اس طرز استدلال کو شائستہ انداز میں پیش کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ مخالفین نبی آخر الزماں ﷺ کے منصب اور پیغام کی حقیقت سے آگاہ ہو کر اسلام کے دامنِ عافیت میں آجائیں۔

۲۔ صبر اور ذکر الٰہی کی تلقین:

کفر و باطل کے علمبرداروں نے محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ کے ساتھ اس قدر گھٹیا طرزِ عمل اختیار کیا کہ آپ ﷺ کا جینا محال کر دیا گیا جس پر مالک الملک کی طرف سے بار بار صبر کے تاکیدی احکام نازل فرمائے گئے کہ اس عظیم الشان مشن کی کامیابی

Marfat.com

کیلئے ان نادانوں کے ہر حربہ کو خندہ پیشانی سے برداشت فرمائیں اور اُن کے خلاف کسی بھی قسم کا جوابی ردّ عمل بھی ظاہر نہ فرمائیں تا کہ مخالفین دعوتِ حق کی طرف مائل ہو جائیں۔ چنانچہ مخالفین کی اشتعال انگیز کاروائیوں اور منفی سرگرمیوں پر صبر کو کامیابی کا زینہ قرار دیا گیا۔ جیسا کہ سورہ البقرۃ کی آیت مبارک 153 میں ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

"اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

چنانچہ رسول اکرم ﷺ کو اس رنج و محن کی صورت حال میں اپنے مالک کی بڑائی بیان کرنے اور صبر کی تلقین فرمائی گئی۔ ارشاد ربانی ہے:

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ ۳۱

"اور اپنے پروردگار کی بڑائی کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور ناپاکی سے دور رہو اور (اس نیت سے) احسان نہ کرو کہ اس سے زیادہ کے طالب ہو اور اپنے پروردگار کے لئے صبر کرو"۔

رسول رحمت ﷺ نے مخالفین کی مذموم سرگرمیوں پر نہایت صبر سے کام لیا اور ہر قسم کے ردعمل سے گریز فرمایا۔ یقیناً یہ کٹھن کام ہے لیکن اسلام کی تعلیمات اور اسوہ پیغمبر آخرالزماں یہی ہے کہ مخالفین سے ہر ممکن احتراز کیا جائے۔ تا کہ انہیں داعی اسلام کے متعلق اپنے نقطہ نظر پر غور خوض کا موقع میسر آئے اور وہ صراط مستقیم کی طرف لوٹ آئیں۔ یا اپنی معاندانہ سرگرمیوں سے باز آجائیں۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے خلاف اٹھنے والی ناپاک مہم میں کمال صبر و تحمل کا مظاہرہ فرمایا اور کہیں بھی معاندین اسلام کے خلاف محاذ آرائی کا سلسلہ شروع نہیں کیا۔ چنانچہ عصری صورتحال میں بھی اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ مخالفین کے منفی پروپیگنڈا پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کر کے دشمن کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا جائے۔

Marfat.com

بلاشبہ صبر و تحمل سے صراط مستقیم پر گامزن ہونا آسان ہو جاتا ہے لیکن اہل ایمان کے اندر اضطراب کی کیفیت ضرور باقی رہتی ہے جو انسانی فطرت ہے۔ لہٰذا اس بے کلی کا علاج ذکر الٰہی کی صورت میں عطا کیا گیا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کا اسوہ مبارک اس پر دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے ذکر الٰہی کی بدولت ہر رنج اور مصیبت سے خلاصی پائی۔ اور مخالفین کے ہر قسم کے مذموم پروپیگنڈا کے باوجود اپنے حوصلہ کو پست نہیں ہونے دیا۔ تاکہ پیغام حق کی ترویج و اشاعت کا فریضہ بخوبی ادا کیا جا سکے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت حافظ ابن کثیر نے نقل کی ہے کہ دارالندوہ میں کفار نے آپ ﷺ کے ایک نام پر اتفاق کی ہر ممکن سعی کی۔ چنانچہ کاہن، ساحر اور مجنون جیسے گھٹیا القابات کو انھوں نے خود جھٹلا دیا اور بغیر کسی نام پر اتفاق کیے اٹھ پڑے۔ آپ ﷺ کو خبر ملی تو کپڑا اوڑھ کر افسردگی سے لیٹ گئے۔ اسی دوران جبریل علیہ السلام وحی لے آئے اور فرمایا گیا:

يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۝ ٣٢

"(اے پیغمبر ﷺ!) جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو۔ رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات یا اس سے کچھ کم"۔

۳۔ اللہ پر توکل:

رسول اللہ ﷺ کے خلاف پروپیگنڈا پر آپ کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ہر مشکل میں اسی سے مدد طلب کرنے، ان کی دل آزار پروپیگنڈا مہم پر صبر کرنے اور ان کے حال پر چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا۔ تاکہ ان کو ڈھیل ملے اور بالآخر بدترین انجام سے دوچار ہوں۔ ارشاد ہے:

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ۝ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ۝ ٣٣

Marfat.com

"(وہی) مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور) اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔ اور جو جو (دل آزاد) باتیں یہ لوگ کہتے ہیں ان کو کہتے رہو اور اچھے طریق سے ان سے کنارہ کش رہو۔ اور مجھے ان جھٹلانے والوں سے جو دولت مند ہیں سمجھ لینے دو اور ان کو تھوڑی سی مہلت دے دو"۔

قرآن حکیم کے ایک اور مقام سورہ الفرقان آیات مبارکہ 58-56 میں ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۝

"اور ہم نے (اے پیغمبر ﷺ) تم کو صرف خوشی اور عذاب کی خبر سنانے کو بھیجا ہے۔ کہہ دو کہ میں تم سے اس (کام) کی اجرت نہیں مانگتا۔ ہاں جو شخص چاہے اپنے پروردگار کی طرف (جانے کا) رستہ اختیار کرے اور اس (اللہ) زندہ پر بھروسہ رکھو جو (کبھی) نہیں مرے گا اور اس کی تعریف کیساتھ تسبیح کرتے رہو اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خبر رکھنے کو کافی ہے۔"

امام الانبیا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخالفین حق کے منفی ہتھکنڈوں سے بے خوف ہو کر پیغام حق پہنچانے کے لیے اپنے خالق و مالک پر بھروسہ کرنے کی تاکید کی جارہی ہیں۔ درحقیقت یہ نبی رحمت ﷺ کے لیے ایک طرح کی ڈھارس تھی کہ ان معاندین کی گھٹیا حرکات سے دین حق کی اشاعت کسی بھی صورت رک نہ سکے گی کیونکہ "دین اسلام" جس ہستی کا پیغام ہے وہ ہمیشہ رہنے والی اور دوام والی ہے وہ ہستی انسانوں کی طرح موت وفوت سے پاک ہے۔ وہ اول و آخر، ظاہر و باطن اور ہر چیز کا عالم ہے جو دائم، باقی، سرمد، ابدی، حی و قیوم ہے جو ہر چیز کا مالک اور رب ہے اس کو اپنا ماویٰ و ملجا ٹھہرائیں۔ اس کی ذات ایسی ہے کہ اس پر توکل کیا جائے۔ ہر گھبراہٹ میں اسی کی طرف جھکا جائے۔ وہ کافی

Marfat.com

ہے، وہی ناصر ہے، وہی موید و مظفر ہے۔(i) ۳۳

رسول آخرالزماں حضرت محمد ﷺ نے اپنے مالک پر کامل بھروسہ کی بنا پر معاندانہ فضا میں بھی مثالی کردار ادا کیا۔ کفار کے ہر قسم کے اذیت ناک حربوں سے بے خوف ہو کر دین حق کا بول بالا فرمایا۔ نیز آپ ﷺ نے مالک حقیقی کے احکام کو عملی جامہ پہنا کر قیامت تک آنے والے اہل حق کے لیے واضح لائحہ عمل عطا فرما دیا۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد اہل ایمان کا سب سے بڑا سرمایہ ہے جو گھبراہٹ سے بچاتا ہے۔ باطل کے آگے جھکنے نہیں دیتا، سستی و کاہلی اور غفلت کا شکار نہیں ہونے دیتا۔ نیز حق کی کامیابی و کامرانی کے لیے انتھک جدوجہد کا جذبہ بھی بخشتا ہے۔ لہٰذا عصری معاندانہ صورتحال میں صرف اور صرف اپنے خالق حقیقی پر بھروسہ ہی کامرانی کی راہ ہموار کر سکتا ہے۔

۴۔ کسی صورت وعظ و تبلیغ ترک نہ کرنا:

چونکہ کفار کے پروپیگنڈا کا مقصود یہی تھا کہ کسی طرح آپ ﷺ ان کے بدترین رویے سے تنگ آ کر وعظ و تبلیغ کے فریضہ سے سبکدوش ہو جائیں۔ جس پر آپ کو تاکید فرمائی گئی کہ ربانی احکام پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر وقت وعظ و نصیحت فرمائیں اور کفار کا کسی بھی صورت کہا نہ مانیں۔ نیز دل کی راحت اور سکون کے لیے صبح و شام اپنے رب کا ذکر کریں۔ ارشاد ہے:

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ ۳۴

”تو اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کیے رہو۔ اور ان لوگوں میں سے کسی بدعمل اور ناشکرے کا کہا نہ مانو اور صبح و شام اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو اور رات کو بڑی رات تک اس کے آگے سجدے کرو اور اس کی پاکی بیان کرتے رہو“۔

Marfat.com

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"میری راہ میں صبر و ضبط سے کام لو، میری قضا و قدر پر صابر و شاکر رہو دیکھو تو سہی کہ میں اپنے حسن تدبیر سے آپ کو کہاں سے کہاں پہنچاتا ہوں۔ ان کافروں، منافقوں کی باتوں میں نہ آنا گو یہ تبلیغ سے روکیں لیکن آپ ﷺ نہ رکنا بلا رو ورعات مایوسی اور تکان کے بغیر ہر وقت وعظ، نصیحت، ارشاد و تلقین سے غرض رکھنا"۔ ۳۵

آج بھی باطل قوتوں کی اسلام اور پیغمبر ﷺ اسلام پر شدید تنقید اور نکتہ چینی کا یہی مقصد ہے کہ امت مسلمہ قرآن حکیم کے پیغام حق سے غافل ہو جائے اور دنیا کے سامنے حق و باطل کی بات نہ چھیڑے تا کہ ان کے عقائد باطلہ پر حرف نہ آئے۔ چنانچہ شر کے پرستار حق کے ماننے والوں کے متعلق جو بھی ہرزہ سرائی کریں اس پر ہرگز توجہ نہ دی جائے بلکہ پورے ولولے کے ساتھ مالک حقیقی کا دین ہر ہر گروہ تک بلا کم و کاست پہنچایا جائے۔ یہی امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔

۵۔ منفی پروپیگنڈا کو خاطر میں نہ لانا:

کفار کے منفی پروپیگنڈا سے بے پروا ہو کر آپ ﷺ کو پیغام حق پہنچانے کا حکم دیا جا رہا ہے کیونکہ قرآن کی تعلیمات یقیناً ایسی ہیں کہ جن کے دلوں میں خوف الٰہی ہوگا وہ ضرور مائل ہوں گے، اس لیے قرآن کے ساتھ انہیں سمجھائیں۔ نیز آپ اُن پر جبر کرنے والے نہیں۔ ارشاد ہے:

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝ ۳۶

"یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے اور تم ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہو۔ پس جو ہمارے (عذاب کی) وعید سے ڈرے اس کو قرآن سے نصیحت کرتے رہو"۔

Marfat.com

مولانا مودودی اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:

''اس میں رسول اللہ ﷺ کے لیے تسلی بھی ہے اور کفار کے لیے دھمکی بھی۔ حضور ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ تم پر جو باتیں یہ لوگ بنا رہے ہیں ان کی قطعاً پروا نہ کرو، ہم سب کچھ سن رہے ہیں اور ان سے نمٹنا ہمارا کام ہے۔ کفار کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ ہمارے نبی پر جو فقرے تم کس رہے ہو وہ تمہیں بہت مہنگے پڑیں گے۔''[۳۷]

بلاشبہ رسول معظم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے پیغام حق کی اشاعت میں اپنی جانیں کھپا دیں۔ اور شب و روز ایک کر کے پیغام حق ہر کس و ناکس تک پہنچانے کی سعی کی۔ مخالفین کی بدترین اذیتوں کو مالک حقیقی کی رضا کے لیے خوش دلی سے قبول کیا۔ لیکن بعض اوقات مخالفین کے شرمناک رویہ پر رسول رحمت ﷺ اور اصحاب رسول غمگین ہو جاتے تو مالک حقیقی کی طرف سے دل جوئی فرمائی جاتی۔ جیسا کہ سورہ المعارج آیت مبارکہ ۴۲ میں ہے:

حافظ صلاح الدین یوسف اپنی تفسیر احسن البیان میں اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ کفار فضول اور لایعنی بحثوں میں پھنسے اور اپنی دنیا میں مگن رہیں۔ تاہم آپ ﷺ تبلیغ کا کام جاری رکھیں ان کا رویہ آپ ﷺ کو اپنے منصب سے غافل یا بددل نہ کر دے۔

دراصل آج بھی مخالفین اسلام کی پروپیگنڈا مہم کا مطلوب و مقصود صرف یہی ہے کہ اہل اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ کے مشن سے کنارہ کش ہو جائیں۔ لہٰذا اہل اسلام کا اولین فرض ہے کہ وہ معاندین اسلام کی منفی سرگرمیوں کو خاطر میں نہ لائیں بلکہ دین اسلام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لیے کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ اس طرح مخالفین کی مذموم مہم اپنی موت آپ مر جائے گی اور حق و باطل کا فرق بھی نمایاں ہو جائے گا۔

۶۔ بددل نہ ہونا:

Marfat.com

کفار نے ہر جگہ آپ ﷺ کو جادو گر اور جھوٹا کہا اور اپنے ابا واجداد کے گمراہ کن عقائد سے چمٹے رہنے کا عندیہ دیا۔ کہ محمد ﷺ کی عجیب وغریب نئی باتوں پر توجہ نہ دو اور دلیل یہ دی کہ ہم نے تو توحید، رسالت، آخرت کا تذکرہ کبھی کسی دوسرے دین سے بھی نہیں سنا۔ لہٰذا وہ ہر جگہ اسی کا پرچار کرتے اور لوگوں کو راہ راست سے روکتے۔ اس سے کفار کا مقصد آپ ﷺ کے حوصلوں کو پست کرنا تھا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ۳۸

"اور انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس ان ہی میں سے ہدایت کرنے والا آیا اور کافر کہنے لگے کہ یہ تو جادوگر ہے جھوٹا۔ کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے تو ان میں جو معزز تھے وہ چل کھڑے ہوئے (اور بولے) کہ چلو اور اپنے معبودوں (کی پوجا) پر قائم رہو۔ بے شک یہ ایسی بات ہے جس سے (تم پر شرف وفضیلت) مقصود ہے یہ پچھلے مذہب میں ہم نے کبھی سنی ہی نہیں۔ یہ بالکل بنائی بات ہے"۔

چونکہ کفار نے ہر دلیل الٰہی کو نہ صرف رد کیا بلکہ رسول رحمت ﷺ کی تبلیغی مساعی کو بھی بار آور ہونے سے روکنے کی ہر ممکن تگ ودو کی جس پر رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کو کفار کے شکست خوردہ مستقبل سے آگاہ فرما کر ان کے حوصلوں کو بلند کیا گیا۔ ارشاد ہے:

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝ ۳۹

"یہاں شکست کھائے ہوئے گرہوں میں سے یہ بھی ایک لشکر ہے"۔

کفار کی شکست کی خوشخبری دے کر آپ ﷺ کے حوصلوں کو بلند کر کے پھر ان

Marfat.com

کے بیہودہ پروپیگنڈے پر صبر کا حکم دیا گیا:

اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ ۴۰

"(اے پیغمبر ﷺ) یہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر صبر کرو"

درحقیقت حکمت کا یہی تقاضا ہے کہ تبلیغ کے ابتدائی مراحل پر کفار کے ہر قسم کے طعن و تشنیع، تمسخر و مذاق اور منفی سرگرمیوں اور پروپیگنڈے پر کسی قسم کا ردعمل ظاہر نہ کیا جائے۔ اور کفار و مشرکین جو کچھ کہیں اسے برداشت کیا جائے اور حق کی ترویج و اشاعت کو پرزور طریقے سے جاری رکھا جائے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۴۱

"کہہ دو کہ میں تو صرف ہدایت کرنے والا ہوں۔ اور اللہ یکتا (اور) غالب کے سوا کوئی معبود نہیں"۔

اور اس بات کی بھی وضاحت کر دی جائے کہ یہ میرا ذاتی مشن نہیں بلکہ میں تو نذیر مبین ہوں:

اِنْ یُّوْحٰۤی اِلَیَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۴۲

"میری طرف تو یہی وحی کی جاتی ہے کہ میں کھلم کھلا ہدایت کرنے والا ہوں"۔

معاصر حالات میں اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ معاندین کی طعن و تشنیع پر رنجیدہ نہ ہوں کیونکہ باطل نے ہمیشہ ایسے ہتھکنڈوں سے اہل حق کو دبانے کی سعی کی ہے لیکن شر کی قوتیں کبھی بھی اہل حق کو پچھاڑ نہیں سکیں۔ ان شاء اللہ آج بھی باوجود اس کے اہل ایمان کمزور ہیں مخالفین ان کے حوصلوں کو پست نہیں کر سکتے۔

۷۔ نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ عالیہ کا تذکرہ عام کرنا:

کفار کے پروپیگنڈا کا مقصد پوری قوم کو متحد کرنا تھا تا کہ وہ سب مل کر نبی کریم ﷺ سے نفرت کا اظہار کریں۔ درحقیقت یہ ایک نفسیاتی حربہ تھا کیونکہ اسلام کی اشاعت و ترویج

Marfat.com

کے آگے بند باندھنے کے لیے ضروری تھا کہ وہ تمام قبائل کو اپنا ہمنوا بنا کر چلیں۔اس طرح ایک طرف تو وہ اپنے فرزندوں کو حق کے قبول کرنے سے بچا سکتے تھے اور دوسری طرف پیغمبر اسلام ﷺ کی کردار کشی کر کے اسلام کی طرف مائل ہونے والوں کے دل کھٹے کر سکتے تھے۔جس پر ان کے توڑ کے لیے قرآن نے نبی رحمت کے اخلاق عالیہ کی عظمت وشان کا تذکرہ کر کے ان کے عزائم کو خاک میں ملا دیا کہ تمہارا مالک خوب جانتا ہے کہ کون بھٹکا ہوا ہے اور کون ہدایت پر ہے۔ارشاد ہے:

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۠ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ ۴۳

"کہ (اے پیغمبر ﷺ) تم اپنے پروردگار کے فضل سے دیوانے نہیں ہو۔ اور تمہارے لئے بے انتہا اجر ہے اور تمہارے اخلاق بڑے (عالی ہیں) سو عنقریب تم بھی دیکھ لو گے اور یہ (کافر) بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے۔تمہارا پروردگار اس کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کے رستے سے بھٹک گیا اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو سیدھے رستے پر چل رہے ہیں۔"

یہ بھی حیرت انگیز پہلو ہے نبی رحمت ﷺ کی مخالفت کے باوجود معاندین کی اکثریت آپؐ کے اخلاق و کردار کی گرویدہ تھی تو اس سے ثابت ہوا کہ ان کا پروپیگنڈا خود ان کے قول و فعل کا کھلا تضاد تھا۔لہٰذا آج بھی پروپیگنڈا کرنے والوں کے شہ دماغ رسول رحمت ﷺ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔جیسے مائیکل ہارٹ کی شہرہ آفاق کتاب:

"THE 100 A RANKING OF THE MOST INFLUENTIAL PERSONS IN HISTORY"

ول ڈیورانٹ کی کتاب:

Marfat.com

"THE HEROES OF HISTORY"

کیرن آرم سٹرانگ جیسی مستشرقہ وراہبہ کی متعدد کتابیں:

"MUHAMMAD PROPAHET FOR OUR TIME"

اور "MUHAMMED: A BIOGRAPHY OF THE PROPHET" وغیرہ

لہٰذا آج نبی کریم ﷺ پر کیچڑ اچھالنے والوں کے سکالرز ان سے متفق نہیں۔ اس لیے امت مسلمہ کو نبی کریم ﷺ کے اخلاق و کردار کا تذکرہ عام کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ آپ کی سیرت طیبہ سے ناواقف لوگ آگاہی حاصل کر کے اپنی معاندانہ روش پر نظر ثانی کریں۔

۸۔ کفار کو سخت تنبیہ کرنا:

کفار نے نبی رحمت ﷺ کے خلاف ایسا منفی پروپیگنڈا محاذ قائم کیا کہ یوں دکھائی دیتا تھا کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ جھوٹے اور باطل پر ہیں۔ جبکہ قریش سچے اور حق پر ہیں۔ جس پر قرآن حکیم نے خود کفار کا قسموں کے ساتھ پختہ عہد پیش کر دیا کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا تو یہ ہر امت سے زیادہ ہدایت یافتہ بن کر دکھائیں گے لیکن پیغمبرؐ کے آنے پر ان سے بیزار ہو گئے اور اپنے تکبر اور مکر و فریب کی وجہ سے برے داؤں کا الٹا اثر ان پر ہی پڑے گا۔ یقیناً یہ بھی پہلے لوگوں جیسے انجام کے منتظر ہیں۔ چنانچہ مالک حقیقی کا دستور کبھی تبدیل نہ ہوگا۔ ارشاد ہے:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾

"اور یہ اللہ کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ہدایت کرنے والا آئے تو یہ ہر ایک اُمت سے بڑھ کر ہدایت پر

Marfat.com

ہوں۔ مگر جب ان کے پاس ہدایت کرنے والا آیا تو اس سے ان کی نفرت ہی بڑھی (یعنی انہوں نے) ملک میں غرور کرنا اور بُری چال چلنا (اختیار کیا) اور بُری چال کا وبال اس کے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے۔ یہ اگلے لوگوں کی روش کے سوا اور کسی چیز کے منتظر نہیں سو تم اللہ کی عادت میں ہرگز تبدل نہ پاؤ گے اور اللہ کے طریقے میں کبھی تغیر نہ دیکھو گے"۔

اس وقت بھی کفر کے علمبردار نبی آخر الزماں ﷺ کی قدر و منزلت سے بخوبی آشنا ہونے کے باوجود مخالفت میں پیش پیش دکھائی دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ شاید وہ امت محمدیہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے بلاشبہ باطل کی یہ حسرت کبھی پوری نہ ہو سکے گی۔ لہٰذا شر کی قوتوں کو تاریخ سے عبرت پکڑنے اور المناک انجام سے بچنے کے لیے تنبیہ کرنا ازحد ضروری ہے۔ شاید وہ حق کی طرف پلٹ آئیں۔

۹۔ انعاماتِ الٰہیہ کے ذریعے داعیِ اعظم ﷺ کو تسلی دینا:

کفار و باطل آپ ﷺ کے اعلیٰ کردار کو مسخ کر کے پیش کرتے اور آپ ﷺ کو حقیر سے حقیر اور ارذل کردار میں ظاہر کیا جاتا کہ یہ تو ابتر ہے لہٰذا آج نہیں تو کل اس کا نام و نشان بھی باقی نہ ہو گا۔ جس پر مالک کائنات نے آپ ﷺ کی شان و شوکت کا اظہار یوں فرمایا:

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ ۝٢ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلْأَبْتَرُ ۝٣ [45]

"(اے پیغمبر ﷺ) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے۔ تو اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا"۔

اس حوالے سے دیکھا جائے تو اب تک رسول اکرم ﷺ کے خلاف جس بھی قوم، گروہ اور فرد نے معاندانہ روش اختیار کی وہ نمونہ عبرت بنا دیا گیا۔ خود کفار مکہ کا جو حشر ہوا وہ چشم کشا ہے۔ لیکن داعیِ اعظم ﷺ کی عظمت کو کوئی بھی گہنا نہ سکا۔ یقیناً آج بھی

Marfat.com

اگر مخالفین نے ہٹ دھرمی نہ چھوڑی تو ان کا انجام بھی پہلے لوگوں سے مختلف نہ ہوگا۔

۱۰۔ اتباعِ رسول ﷺ محبتِ الٰہی کی اساس:

رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق عجیب وغریب باتیں پھیلانے سے کفار کا یہ مقصد بھی تھا کہ اہل ایمان آپ ﷺ سے بدظن ہو جائیں اور آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں۔ چنانچہ قرآن حکیم نے اہل ایمان کو جابجا حکم فرمایا کہ عزت وتکریم، خدا کی رضا، گناہوں کی بخشش اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا انحصار رسول اللہ کی اتباع و اطاعت پر ہے۔ ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ۝ [۲۶]

"(اے پیغمبر ﷺ لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔"

چنانچہ یہ تصریح بھی فرما دی کہ رسول اکرم ﷺ کی اطاعت درحقیقت اللہ کی اطاعت ہے۔ لہٰذا جو محمد ﷺ کی اطاعت سے روگردانی کرے گا درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت سے روگردانی کی۔ ارشاد ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ [۲۷]

"جو شخص رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرئے گا تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی"۔

عصر حاضر کی صورتحال بڑی مخدوش ہے کیونکہ امت مسلمہ کی بداطواریوں کی بنا پر

Marfat.com

امام الانبیاء جناب محمد ﷺ کو مطعون کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ امت مسلمہ کا ہر فرد زندگی کے ہر پہلو میں اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کی کامل اتباع کرے۔ اور کوئی بھی ایسا قدم نہ اٹھائے جس سے اغیار کو دین اسلام اور پیغمبر اسلام پر انگلی اٹھانے کا موقع میسر آئے۔ چنانچہ صحابہ کرام کی بے نظیر اتباع ہمارے لیے مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔

3۔ نبی اکرم ﷺ کی حکمت عملی

ا۔ صبر وتحمل کا مظاہرہ:

رسول اکرم ﷺ نے مالک حقیقی کی ہدایات کے مطابق، معاندین حق کی پروپیگنڈا مہم پر بھرپور صبر وتحمل کا مظاہرہ فرمایا کیونکہ آپ ﷺ کو آگاہ فرما دیا گیا تھا کہ آپ ﷺ سے قبل بھی ہر ایک داعی حق کو جھٹلایا گیا اور انہیں بھی ایسے ہی گھٹیا طرز عمل سے ایذائیں پہنچائی گئیں جس پر انھوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ یہاں تک کہ نصرت الٰہی آ پہنچی۔ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ ۴۸

"اور تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے جاتے رہے۔ تو وہ تکذیب اور ایذا پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد پہنچتی رہی۔ اور اللہ کی باتوں کو کوئی بھی بدلنے والا نہیں اور تم کو پیغمبروں (کے احوال) کی خبریں پہنچ چکی ہیں (تو تم بھی صبر سے کام لو)۔"

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

"اللہ نے حق اور باطل کی کش مکش کے لیے جو قانون بنا دیا ہے اسے تبدیل کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے۔ حق پرستوں کے لیے ناگزیر

Marfat.com

ہے کہ وہ ایک طویل مدت تک آزمائشوں کی بھٹی میں تپائے جائیں۔ اپنے صبر کا، اپنی راستبازی کا، اپنے ایثار اور اپنی وفاداری کا، اپنے ایمان کی پختگی اور اپنے توکل علی اللہ کا امتحان دیں۔ مصائب اور مشکلات کے دور سے گزر کر اپنے اندر وہ صفات پرورش کریں جو صرف اسی دشوار گزار گھاٹی میں پرورش پا سکتی ہیں۔ اور ابتداء خالص اخلاق فاضلہ وسیرت صالحہ کے ہتھیاروں سے جاہلیت پر فتح حاصل کر کے دکھائیں۔ اس طرح جب وہ اپنا اصلح ہونا ثابت کر دیں گے تب اللہ کی نصرت ٹھیک اپنے وقت پر ان کی دستگیری کے لیے آپہنچے گی۔"[۴۹]

لہٰذا قرآن حکیم میں جا بجا صبر کی تلقین کا مقصود یہی تھا کہ مخالفین کے غیر معمولی ردعمل پر آپ ﷺ کے قلب اطہر میں اضطراب اور بے چینی پیدا نہ ہو۔ اس لیے مناسب وقت کے انتظار تک ہر قسم کی تکالیف جھیلتے ہوئے ثابت قدم رہنا، کسی بھی قسم کی بے قراری کو قریب بھی پھٹکنے نہ دینا۔ تا کہ پیغام حق سے ساری کائنات روشناس ہو جائے۔

یہی احکامات الٰہی اور اسوہ رسولِ محبوب ﷺ آج بھی ہر داعی اسلام کے لیے مشعل راہ ہے اس کے بغیر مخالفین کا دل جیتنا ممکن نہیں۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ مخالفین فوراً اپنے دین کو ترک کر کے اسلام کے ہمنوا بن جائیں۔ اس کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہے جس کے لیے انکی ہر غصیلی اور کڑوی کسیلی باتیں سن کر برداشت کرنا ہوں گی تا کہ مخالفین کو دلائل کے ذریعے قائل کر کے صراط مستقیم پر گامزن کیا جا سکے۔

۲۔ مخالفین سے الجھنے سے گریز:

بلاشبہ آپ ﷺ نے مخالفین کی پروپیگنڈا مہم جیسی نفسیاتی جنگ میں مثالی کردار ادا کیا۔ جس سے آپ ﷺ کے دشمن آپ ﷺ کے حوصلوں کو پست کرنے میں بری طرح ناکام رہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے منفی پروپیگنڈا اور گھٹیا طرز عمل پر توجہ

Marfat.com

دینے کی بجائے اپنے تبلیغی مشن کو بھرپور انداز میں آگے بڑھایا۔

علامہ ابن اسحاق کہتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کا یہی قاعدہ تھا جب موسم حج آتا تو آپ ﷺ ہر قبیلہ کو دعوت دیتے اور جب آپ ﷺ سنتے کہ کوئی شریف یا سردار شخص مکہ میں آیا ہے اس سے مل کر اس کو بھی دعوت اور ہدایت فرماتے۔'' ۵۰

چونکہ آپ کو پیغام حق پہنچانے کا مشن سونپا گیا تھا جیسا کہ ارشاد ہے:

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۵۱

''اور پیغمبر کے ذمے کھول کے سنا دینے کے سوا اور کچھ نہیں''۔

علامہ ابن اسحٰق کہتے ہیں:

''پھر قریش دن بدن حضور ﷺ کی عداوت اور اپنی شرارت میں سخت ہوتے گئے اور طرح طرح سے آپ کو تکالیف پہنچاتے تھے کوئی آپ ﷺ کو کاہن کہتا تھا کوئی ساحر کہتا تھا، کوئی مجنون اور شاعر بتلاتا تھا مگر حضور ﷺ ان کی باتوں کی طرف مطلق توجہ نہیں فرماتے تھے اور ہمہ تن اپنے کام یعنی اعلاء کلمۃ الحق میں مصروف تھے۔'' ۵۲

یقیناً یہ امت کے لیے اسوہ تھا کہ کفار و باطل کے جھوٹے، فریبی اور دغاباز لوگوں سے الجھنے کی بجائے اپنے مشن کی بجا آوری میں پوری جدوجہد صرف کی جائے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ اعتراض کرنے والے ایک ایک کر کے اسلام کی آغوش میں آتے چلے گئے اور دین اسلام کو مٹانے کے لیے اٹھنے والے دین اسلام کے لیے جان نچھاور کرنے والے بن گئے۔ لہٰذا دین اسلام اور داعی اسلام ﷺ کی عظمت اسی وقت مخالفین کے دلوں پر نقش ہوگئی جب ہم ان کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ رکھیں گے۔

۳۔ ذکر الٰہی ہر غم کا مداوا:

جب اہل ایمان کمزور ہوں اور دشمن کی طرف سے شدید منفی پروپیگنڈا کر کے انھیں پست حوصلہ کیا جا رہا ہو تو اس صورت حال میں قرآن نے بھی معاندین حق کے

Marfat.com

پروپیگنڈا پر صبر و تحمل اور ذکر الٰہی کا حکم دیا ہے کیونکہ مخالفین کے منفی ردعمل کا انسان کے دل و دماغ پر برا اثر ضرور پڑتا ہے جس سے حزن و ملال کی کیفیت طاری ہونا فطری بات ہے۔ اس افسردگی کو زائل کرنے کا نسخہ دیا جا رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝ ۵۳

''پس جو کچھ یہ بکواس کرتے ہیں اس پر صبر کرو اور سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کیا کرو اور رات کی ساعات (اولین) میں بھی اس کی تسبیح کیا کرو اور دن کی اطراف (یعنی دوپہر کے قریب ظہر کے وقت بھی) تا کہ تم خوش ہو جاؤ''۔

یقیناً خالق و مالک کائنات کا ذکر نہ صرف دکھوں اور مصائب سے نجات کا باعث بنتا ہے بلکہ نیک مقاصد کی بجا آوری میں بھی عزم و استقلال کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ نبی آخرالزماں ﷺ، مخالفین کے بدترین رویوں کے باوجود ہر جگہ جوشیلے انداز میں وعظ و تبلیغ فرماتے دکھائی دیتے، یہی ذکر الٰہی کی برکت و رحمت ہے۔

آج بھی یہ اصول ہر داعی اسلام کو ایک نیا عزم بخشتا ہے جس کی بنا پر وہ دنیا کے مختلف گوشوں میں نامساعد حالات کے باوجود تبلیغی مساعی میں مصروف عمل ہیں۔

4۔ اعلیٰ اخلاق و کردار کے پیکر

نبی کریم ﷺ کے خلاف مخالفین کی پروپیگنڈا مہم میں آپ ﷺ کا کردار بے نظیر رہا۔ آپ ﷺ نے ہر قسم کی دل آزاری اور طعن و تشنیع کے مقابلے میں کسی کو ملامت بھی نہیں کیا کیونکہ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ یہ ہر ہتھکنڈہ آزما کر بے بس ہو جائیں تو شاید حق کی طرف لوٹ آئیں۔

Marfat.com

چنانچہ عصری صورت حال میں رسول رحمت ﷺ کے خلاف پروپیگنڈا مہم کے مقابلے میں اہل اسلام کو اعلیٰ اخلاق و کردار کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ مخالفین جب نبی رحمت ﷺ کے خلاف نازیبا و ناشائستہ رویہ کا برملا اظہار کرتے ہیں تو ہر محب رسول کا دل چھلنی ہو جاتا ہے لیکن ہماری بھلائی اور دین کی اشاعت کے لیے ازحد ضروری ہے کہ ہم اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے اس راہ میں رسول معظم ﷺ کی اتباع کریں۔ تاکہ دنیا پر واضح ہو جائے کہ متمدن کون ہے اور غیر متمدن کون؟ اہل اسلام کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حد درجہ محتاط رہیں اور مخالفین کے خلاف کوئی ایسا طرز عمل اختیار نہ کریں جس سے معاندین اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف انگلی اٹھا سکیں۔

اور یہی نبی رحمت ﷺ کی حکمت عملی بھی تھی۔ چنانچہ مکی زندگی اس پر شاہد ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی دشمن حق کے خلاف کسی قسم کا کوئی اقدام نہیں کیا حالانکہ انھوں نے آپ کی زندگی اجیرن بنادی تھی۔

عصر حاضر میں بھی نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر باطل کے عزائم کو ناکام بنایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اہل ایمان نبی کریم ﷺ کے خلاف پروپیگنڈا مہم کے حوالے سے مشتعل نہ ہوں بلکہ آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا چرچا عام کریں اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے مخالفین کو نبی کریم ﷺ کی زندگی کے مطالعہ کی دعوت دیں اور ان کے ساتھ اعلیٰ اخلاق سے پیش آئیں تاکہ وہ خود ہی اپنے گھٹیا طرز عمل پر شرمندہ ہوں۔ یہی اسوہ رسول ﷺ ہے کیونکہ آپ کے مقام و مرتبہ کو کوئی بھی گھٹانے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ سورۃ الم نشرح آیت مبارکہ ۴ میں فرمان الٰہی ہے:

”وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ۝“

5۔ نتائج و اثرات

داعی حق کے خلاف کفر و باطل کے علمبرداروں کی پروپیگنڈا مہم کے نتائج و اثرات ان کی توقعات کے برعکس برآمد ہوئے جو حسب ذیل ہیں:

Marfat.com

۱۔ معاندین حق کو آپ ﷺ کے خلاف پروپیگنڈا اہم نقطہ آغاز سے ہی اختلاف رائے کا شکار ہو گئی کیونکہ کفار آپ کے اخلاق کریمانہ، باعظمت کردار اور شریفانہ عادات و اطوار کے دلی طور پر معترف تھے چنانچہ جب انھوں نے آپ ﷺ کے متعلق متفقہ رائے اپنانے کی سعی کی کہ آپ ﷺ کو شاعر، کاہن، مجنون اور ساحر وغیرہ کہا جائے تو خود ولید بن مغیرہ رئیس اعلیٰ کفار نے آپ ﷺ کے شاعر، کاہن، مجنون اور ساحر ہونے کی سختی سے تردید کی اور کہا: ''اے قریش! یہ جس قدر باتیں تم نے بیان کی ہیں ان میں سے جو بات تم کہو گے فوراً معلوم ہو جائے گی کہ یہ جھوٹ اور باطل ہے۔'' ۵۴

بلاشبہ کفار کے قلوب و اذہان پر نبی کریم ﷺ کی عظمت منقش تھی لیکن آپ ﷺ کو پیغام حق پہنچانے سے باز رکھنے کے لیے نفسیاتی مات دینے کی کوششوں میں مصروف رہے۔ لیکن آپ نے صبر و تحمل سے کام لیا اور معاندین حق کے کام میں نہ صرف مداخلت نہیں فرمائی بلکہ ان سے مکمل اجتناب کی حکمت عملی اختیار کی جس کے نتیجے میں وہ بری طرح ناکام رہے اور یہ تاثر پھیلانے میں بھی سخت ہزیمت اٹھائی کہ آپ ﷺ کوئی ساحر زدہ شخصیت ہیں۔

۲۔ مخالفین حق کے منفی پروپیگنڈا کا انتہائی اہم پہلو یہ رہا کہ ان کی اس مذموم سعی سے آپ ﷺ کی شہرت پورے عرب میں پھیل گئی اور اس طرح ہر خاص و عام اس بات سے آگاہ ہو گیا کہ ایک نیا نبی قریش میں آ چکا ہے جو بت پرستی کی مذمت اور ایک خدا کی پرستش کا حکم دیتا ہے۔ اس طرح لوگوں کے اندر آپ ﷺ سے ملنے اور آپ ﷺ کے دین کے متعلق جاننے کا تجسس پیدا ہوا اور یوں پیغام حق کی کرنیں ہر قبیلے، خاندان اور گھر گھر میں پھیل گئیں۔

علامہ ابن اسحاق کہتے ہیں:

" .... The Arabs went away from that fair knowing about the apostle, and he was talked about in the whole of Arabia." ۵۵

Marfat.com

۳۔ مخالفین حق کے منفی پروپیگنڈا کے اثر سے بیرون مکہ کے بڑے سردار، شعرا اور رئیس، اسلام سے دور ہونے کی بجائے اسلام میں داخل ہو گئے جس سے کفار ہاتھ ملتے رہ گئے۔ چنانچہ طفیل بن عمروؓ جیسے نامور لوگ مشرکین و کفار کی زبردست پروپیگنڈا مہم کے نتیجے میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

۴۔ کفار و مشرکین کی ہجویہ شاعری بھی بے اثر رہی اور گلی گلی آپ ﷺ کے خلاف گھٹیا اور اخلاق سے گری کہانیاں بیان کرنا اور مقفیٰ و مسجع گالیاں بکنے سے بھی لوگ آپ ﷺ سے متنفر نہیں ہوئے۔ چنانچہ کفار کی ناپاک شاعری کا سحر بھی ٹوٹ گیا کیونکہ آپ ﷺ کا کردار اخلاق اور پیغام مشرک شاعروں کے جادو کا کامیاب توڑ تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝ 56

''پس جو ہمارے (عذاب کی) وعید سے ڈرے اس کو قرآن سے نصیحت کرتے رہو''۔

۵۔ کفار نے آپ ﷺ کی تحقیر کے لیے ابتر جیسے زہریلے کلمات کا سہارا لینے سے بھی گریز نہ کیا لیکن مالک کائنات نے جو شان و شوکت آپ کو عطا فرمائی وہ کسی اور پیغمبر کے حصہ بھی نہ آئی:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ 57

''(اے پیغمبر ﷺ) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے۔ تو اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا''۔

بلاشبہ آج بھی عرب و عجم، اہل حق اور اہل کتاب سبھی آپ ﷺ کے تذکرہ خیر سے اپنے قلوب کو راحت و فرحت مہیا کرتے ہیں۔ جبکہ کفار کردار بد اور ظالمانہ طرز عمل کی بنا پر بے نام و نشان اور ابتر بن گئے ہیں۔ اور آج بھی جو آپ ﷺ کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالنے کے حوالے سے کفار و مشرکین کی راہ اختیار کرے گا ان کا انجام بھی کفار مکہ کے انجام سے مختلف نہ ہوگا اور نبی رحمت "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کی شان کے ساتھ ہمیشہ

Marfat.com

سربلند رہیں گے۔ اور ہر طلوع ہونے والا آفتاب و ماہتاب آپ ﷺ کی رفعتوں کی کرنیں بکھیرتا رہے گا۔

۶۔ معاندین حق رسول اکرم ﷺ پر کیچڑ اچھال کر آپ ﷺ کے حوصلوں کو توڑنا چاہتے تھے لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ چونکہ آپ عام انسان نہ تھے بلکہ خدا کے آخری اولوالعزم نبی اور رسول تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے صبر و استقامت سے کفار کی مہم بدترین انجام سے دوچار ہوئی اور آپ نے پیغام حق قریہ قریہ پہنچا دیا۔ جیسا کہ آپؐ کو حکم دیا گیا تھا:

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ ۵۸

"اے پیغمبر ﷺ جو ارشادات اللہ کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچا دو"۔

۷۔ مخالفین اسلام کی پروپیگنڈا مہم اس حوالے سے بھی ایک گہری سازش تھی کہ وہ اہل حق کو آپ ﷺ کے متعلق بدگمان کر دینا چاہتے تھے۔ اور عجیب و غریب الزام تراشیوں سے آپ ﷺ کے کردار کو مسخ کرنے کی بھرپور تگ و دو میں مصروف رہے۔ لیکن پیروان حق تو آپ ﷺ کے اخلاق و کردار کے گرویدہ تھے۔ اور کفار کی طرف سے آپ کی بدترین کردارکشی نے انہیں رسول اکرم ﷺ سے محبت اور اطاعت وفاداری کا نیا جذبہ عطا کیا۔

۸۔ کفار کی یہ پروپیگنڈا مہم آپ ﷺ کو جھوٹا اور باطل پرست ثابت کرنے کی مذموم مہم تھی لیکن کفار نے دیکھ لیا کہ ان کے گمراہ کن پروپیگنڈا پر کوئی کان دھرنے کو تیار نہیں۔

یہ کتاب اس مقصد کے تحت لکھی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مکہ مکرمہ میں دعوتی حکمت عملی کا غائر نگاہ سے جائزہ لیا جائے۔ آپ ﷺ کا انداز دعوت ہی آج کے دور میں ہمارے لیے روشنی کا مینار ہو سکتا ہے۔ آپ کا طریق دعوت حق و باطل کی کشمکش کے شب و روز کا ہر لمحہ ہمیں رہنمائی مہیا کرتا ہے۔ آج کے دور میں بعض اوقات ہمارے ذہنوں

Marfat.com

پر مایوسی کا غلبہ ہو جاتا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت اس قدر دگرگوں ہو چکی ہے کہ اب اس کی اصلاح کا کوئی امکان نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی دعوتی حکمت عملی ہمارے حوصلے بڑھانے اور مایوسی کو ختم کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے کہ ہمارے حالات آغاز اسلام کے وقت عربوں کی حالت سے بدتر شاید نہ ہوں۔ اگر اُس دور میں قرآن اور نبی کریم ﷺ نے اُن لوگوں کے قلب و ذہن میں تبدیلی پیدا کر دی تھی تو کوئی وجہ نہیں کہ حکمت عملی سے ہم آج مطلوبہ مقاصد حاصل نہ کر سکیں۔ شرط یہ ہے کہ غلبہ دین کے لیے قرآن مجید کی بتائی ہوئی شرائط پر داعیان حق بھی اپنے آپ کو پورا اتارنے کی کوشش کریں۔

مکی دور کی سیرت نبوی کے خصوصی موضوعاتی مطالعہ سے بطور خلاصہ ہمارے سامنے یہ چند نکات آتے ہیں:

۱۔ مخالفین سے ٹکراؤ کی پالیسی کی بجائے اعراض کرنا اور اپنی افرادی قوت کو بڑھانا اور اس کے ساتھ ساتھ اعتقادی و اخلاقی استعداد کو مضبوط کرنا۔

۲۔ معاندین و مخالفین کی گھٹیا حرکات، اوچھے ہتھکنڈوں اور رکیک الزامات پر پست ہمت ہونے اور حوصلہ چھوڑنے کی بجائے عالی حوصلگی اور استقامت کے ساتھ دین حق کے فروغ اور دعوت اسلام کے مشن میں مسلسل مصروف کار رہنا۔

۳۔ مخالفین کے اعتراضات کا وحی الٰہی اور اسوہ نبوی ﷺ کی روشنی میں دھیمے انداز کے ساتھ جواب دینا اور ہر مرحلے پر اہل ایمان کی اخلاقی برتری قائم رکھنا۔

۴۔ دعوت حق کے ابلاغ کے لیے داعی اعظم ﷺ کے اخلاق عالیہ کو اپنانا اور اپنی ذات کو ہر اخلاقی کمزوری سے ممکنہ حد تک بچائے رکھنا۔

۵۔ مومنین کو ہر آزمائش کے لیے تیار رکھنا لیکن جہاں تک ہو سکے ان کی قوت کو محفوظ رکھنا اور مداہنت کیے بغیر مصالحانہ روش کو اختیار کیے رکھنا۔

۶۔ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحزَنُوا وَ اَنتُمُ الاَعلَونَ اِن كُنتُم مُؤمِنِين کے ارشاد الٰہی کو حرزِ جان بنائے رکھنا۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱ النساء ۴: ۶۴ ۲ النساء ۴: ۸۰

۳ المومنون۲۳: ۳۴

۴ تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام للذھبی، ص ۱۴۹

۵ الوفا باحوال المصطفیٰ، ص ۲۰۴ ۶ The Life of Muhammad, p.122

۷ رحمۃ اللعالمین: ۱/ ۵۷ ۸ جوامع السیرۃ، ص ۵۱، انساب الاشراف: ۱/ ۵۳

۹ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ابوذر: ۶/ ۱۴۶

۱۰ صحیح بخاری، کتاب المناقب باب اسلام ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ۲/ ۴۹۹۔۵۰۰

۱۱ صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ: ۲/ ۵۹۳

۱۲ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۲/ ۳۲، اسباب النزول للواحدی، ص ۴۰۴

۱۳ الکوثر ۱۰۸: ۱ ۱۴ تفسیر القرآن العظیم: ۴/ ۷۲۵

۱۵ الطبقات الکبریٰ: ۱/ ۱۴۳ ۱۶ الطبقات الکبریٰ: ۱/ ۱۴۷

۱۷ عیون الاثر: ۱/ ۱۲۵ ۱۸ البدایہ والنہایہ: ۲/ ۵۱۲

۱۹ البدایہ والنہایہ: ۲/ ۵۱۲ ۲۰ الوفا باحوال المصطفیٰ، ص ۱۸۰

۲۱ ابن ہشام: ۲/ ۲۴، الوفا باحوال المصطفیٰ، ص ۲۰۶۔۲۰۷

۲۲ ابن ہشام: ۲/ ۲۴، الوفا باحوال المصطفیٰ، ص ۲۰۶۔۲۰۷

۲۳ The Life of Muhammad, p.179

۲۴ تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۶۳ ۲۵ ابن ہشام: ۲/ ۷

۲۶ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ۲/ ۷ ۲۷ ایضاً، ۲/ ۷

۲۸ موسوعۃ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ: ۲۸۸/ ۳۵۳۳

۲۹ ابن ہشام: ۱/ ۱۷۳ ۳۰ المدثر ۷۴: ۱۱۔۲۶

۳۱ المدثر ۷۴: ۳۔۷ ۳۲ المزمل ۷۳/ ۱۔۲

۳۳ المزمل ۷۳: ۹۔۱۱ ۳۴ تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۱۷

Marfat.com

۳۴ الدھر ۷۶: ۲۴_۲۶

۳۵ تفسیر القرآن العظیم: ۴/۵۸۹

۳۶ ق ۵۰:۴۵

۳۷ تفہیم القرآن : ۵/۱۲۸

۳۸ ص ۳۸: ۴_۷

۳۹ ص ۳۸:۱۱

۴۰ ص ۳۸:۱۷

۴۱ ص ۳۸:۶۵

۴۲ ص ۳۸: ۷۰

۴۳ القلم ۶۸: ۲_۷

۴۴ فاطر ۳۵:۴۲_۴۳

۴۵ الکوثر ۱۰۸

۴۶ آل عمران ۳:۳۱_۳۲

۴۷ النساء ۴:۸۰

۴۸ الانعام ۶:۳۴

۴۹ تفہیم القرآن :۱/۵۳۵

۵۰ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام :۲/۵۴

۵۱ العنکبوت ۲۹:۱۸

۵۲ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام :۱/۱۸۳

۵۳ طٰہٰ ۲۰:۱۳۰

۵۴ ابن ہشام ۱/۱۷۲

۵۵ The Life of Muhammad, p.122

۵۶ ق ۵۰:۴۵

۵۷ الکوثر ۱۰۸

۵۸ المائدہ ۵:۶۷

☆......☆......☆

Marfat.com

مصادر ومراجع

عربی کتب

☆ القرآن الکریم

☆ آلوسی، ابوالفضل شهاب الدین السید محمد البغدادی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۷ء

☆ آلوسی، ابوالمعالی محمود شکری، مسائل الجاهلیة التی خالف فیها رسول الله اهل الجاهلیة، تقدیم و تعلیق: علی بن مصطفی خلوف، ۱۴۲۲ھ

☆ ابن اثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد، الکامل فی التاریخ، تحقیق عبدالله القاضی، دارالکتب العلمیه، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء

☆ ابن اثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد، اسدالغابه فی معرفة الصحابه، تحقیق و تعلیق الشیخ علی محمد معوض، دارالکتب العلمیه، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء

☆ ابن الاثر الجزری، تاریخ الکامل، القاهره، ۱۲۹۰ھ

☆ ابن جریر، محمد الطبری، جامع البیان عن تاویل آیة القرآن، دارالقلم دمشق، ۱۴۱۸ھ

☆ ابن جریر، محمد الطبری، تاریخ الامم و الملوک، تحقیق: ابی الفداء عبدالله القاضی، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۴۱۸ھ

☆ ابن جریر، محمد الطبری، صحیح تاریخ الطبری، السیرة النبویة، تحقیق: محمد صبحی حسن حلاق، دار ابن کثیر، بیروت، ۲۰۰۷م

☆ ابن جوزی، ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمن بن علی، زاد المسیر فی علم التفسیر المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۷ء

☆ ابن جوزی، ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمن، الوفا باحوال المصطفیٰ، دارالکتب العلمیه، بیروت، لبنان، ۱۹۸۸م

☆ ابن حجر العسقلانی، ابوالفضل شهاب الدین احمد بن علی، الاصابه فی تمیز الصحابه، مکتبه التجاریه، مصر، س.ن

☆ ابن حجر العسقلانی، ابوالفضل شهاب الدین احمد بن علی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، تحقیق: سعید عبدالرحمن موسی، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۹۸۵ء

Marfat.com

☆ ابن حزم، ابو محمد علی، جوامع السیرة، تحقیق:الدکتور احسان عباس، الدکتور ناصر الدین ، احیاء السنة، گوجرانواله، پاکستان
☆ ابن حزم ، ابو محمد علی ، المحلی (تحقیق لجنة احیاء التراث العربی) بیروت
☆ ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند احمد، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۱ء
☆ ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد ، تاریخ العلامه ابن خلدون، دار الکتاب اللبنانی، ۱۹۶۵م
☆ ابن سعد ، محمد ، الطبقات الکبری دار الفکر ، بیروت، لبنان ، ۱۴۱۴ھ
☆ ابن سیدالناس ، ابو الفتح محمد بن محمد، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، تحقیق لجنة احیاء التراث العربی، دار الافاق الجدیدة، بیروت، ۱۹۸۲ء
☆ ابن عبدالبر ، ابو عمر یوسف بن عبدالله ، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۳۲۸ھ
☆ ابن قیم شمس الدین ابو عبدالله محمد بن ابی بکر، بدائع التفسیر ، دار ابن الجوزیه ، الریاض ۱۴۱۴ھ
☆ ابن کثیر عمادالدین ابوالفدا اسماعیل بن عمر ، البدایه و النهایه، مکتبه المعارف، بیروت، ۱۴۲۴ھ
☆ ابن کثیر عمادالدین ابوالفداء ، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، قدماله : عبدالقادر الارنا وط، مکتبه دارالفحیاء دمشق، ۱۴۱۴ھ
☆ ابن کثیر عمادالدین ابوالفداء ، اسماعیل بن عمر،السیرة النبویة، تحقیق محمد المعتصم بالله البغدادی، دارالکتاب العربی ، بیروت، ۱۹۹۹ء
☆ ابن ماجه ابو عبدالله محمد بن یزیدالقزوینی، سنن ابن ماجه، موسوعة الحدیث الشریف، دارالسلام، الریاض السعودیه، ۱۴۱۹ھ
☆ ابن منظور افریقی، ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دار اصادر، بیروت، ۱۹۰۶ء
☆ ابن هشام، ابو محمد عبدالملک، السیرة النبویة، دارالفجر للتراث ، القاهره، ۲۰۰۴م
☆ ابو خلیل شوقی، الدکتور، اطلس السیرة النبویه، دارالفکر، دمشق، ۱۴۲۳ھ
☆ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن ابو داؤد، مکتبه حقانیه، ملتان، س. ن
☆ ابوالنصر، مبشر الطرازی، النبذة فی السیرة النبویة، دار الدعوة اسکندریه، س . ن

Marfat.com

☆ ابو شهبة، محمد بن محمد، الدكتور ، السيرة النبوية فی ضوء القرآن و السنة، دار القلم، دمشق، ۱۹۹۲ء
☆ بخاری، ابو عبدالله، محمد بن اسماعیل ، الصحیح البخاری ، موسوعة الحدیث الشریف، دار السلام ، الریاض، ۱۴۲۹ھ
☆ بخاری، ابو عبدالله، محمد بن اسماعیل ،صحیح بخاری، مکتبہ رحمانیہ ، لاہور، س. ن
☆ البکری ، احمد موسیٰ، التاریخ العربی القدیم و السیرة النبویة، و زارة المعارف، السعودیه، ۱۹۷۲ء
☆ البلاذری، ابو الحسن احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان، دار الکتب العلمیة، بیروت ، لبنان ، ۲۰۰۰م
☆ البلاذری، ابو الحسن احمد بن یحییٰ،انساب الاشراف، تحقیق : محمد حمیدالله، دار المعارف ، مصر
☆ بیضاوی، ناصر الدین، عبدالله بن عمر، انوار التنزیل ، دار فراش ، ۱۳۲۹ھ
☆ البیهقی ، ابوبکر، احمد بن حسین، السنن الکبری، نشر السنه، ملتان
☆ البیهقی ، ابوبکر، احمد بن حسین، دلائل النبوة ، تحقیق عبدالمعطی قلعجی، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۱۹۸۵م.
☆ الترمذی، ابو عیسیٰ ، محمد بن عیسیٰ ،جامع الترمذی، ایم ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۹۸۸ء
☆ الجصاص، ابوبکر احمد بن علی، احکام القرآن ، دار الفکر بیروت، لبنان، ۱۴۲۱ھ
☆ الحاکم النیسابوری، ابو عبدالله محمد بن عبدالمطلب، المستدرک، حیدر آباد دکن، الهند، ۱۳۴۱ھ
☆ حسن حنفی، ما العولمة؟ دار الفکر ، بیروت، ۲۰۰۱ء
☆ حسین بن محمد ، شیخ دیار بکری، تاریخ الخمیس فی احوال النفس نفیس ، موسسة شعبان، بیرت، س . ن
☆ حسین عبدالله باسلامة، حیاة سیدالعرب ﷺ ، موسسة علوم القرآن ، بیروت، ۱۹۹۲م
☆ الدارمی، عبدالله بن عبدالرحمن السمرقندی، سنن الدارمی، تحقیق: السید عبدالله هاشم یمانی، نشر السنة ، ملتان، پاکستان، س. ن
☆ دویدار، امین ، صور من حیاة الرسول، دار المعارف، مصر، س. ن
☆ الذهبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، تاریخ الاسلام و وفیات المشاهیر والاعلاه (السیرة النبویة) تحقیق: الدکتور عمر عبدالسلام تدمیری،

Marfat.com

دار الکتاب العربی، ۱۹۸۹م

☆ رازی، فخر الدن محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۱۴۲۵ھ

☆ الراغب الاصفهانی، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، نور محمد کتب خانه کراچی، س . ن

☆ الزرقانی، محمد عبدالعظیم، شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیه، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۱۹۹۶ء

☆ الزمخشری، محمود بن عمر، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوه التاویل، دار الکتب عربیه، بیروت، س . ن

☆ السمهودی، علی بن عبدالله بن شهاب الدین، وفاء الوفا بأخبار دار المصطفیٰ، مجلدان، الادب الموید، مصر، ۱۳۲۶ھ

☆ السهیلی، ابو القاسم عبدالرحمن بن عبدالله، تحقیق عبدالرحمن وکیل، الروض الانف فی شرح السیرة النبویة لابن هشام، مکتبه الکلیات الازهریه، قاهره، س. ن

☆ السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، الدر المنثور فی التفسیر الماثور، دار الکتب العلمیه، بیروت، ۱۴۲۴ھ

☆ السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، لباب النقول فی اسباب النزول، دار احیاء العلوم، بیروت، ۱۴۰۳ھ، ۱۹۹۴ء

☆ السیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، الخصائص الکبری، المکتبه النوریة الرضویة، فیصل آباد، س. ن

شاه ولی الله، احمد بن عبدالرحیم، حجة الله البالغه، المکتبه السلفیه، لاهور، س . ن

شاه ولی الله، احد بن عبدالرحیم، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، محمد بشیر اینڈ سنز، لاهور، س . ن

الشیخ عبدالله بن الشیخ محمد بن عبدالوهاب، مختصر سیرة الرسول ﷺ، دار السلام، ریاض،

الصابونی، محمد علی، صفوة التفاسیر، دار القرآن الکریم، بیروت، ۱۹۸۱ء

الصابونی، محمد علی، النبوة والانبیاء، دار الاشاعت، بیروت ۱۹۷۰ء

صبحی، احمس حسن، السیرة النبویة للنشر، دار الحدیث، القاهره، ۲۰۰۵ء

عائشة عبدالرحمن، الدکتور، مع المصطفیٰ علیه الصلوة والسلام، دار الکتاب العربیه، بیروت، لبنان، ۱۹۸۵ء

Marfat.com

☆ عبدالباقی، محمد فواد، المعجم المفهرس، مکتب نویداسلام، ۱۳۸۳ھ
☆ العمادی، ابو سعود محمد بن محمد، ارشاد العقل السلیم الی مزایا القرآن الکریم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، س۔ ن
☆ العمری، اکرم ضیاء، الدکتور، السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ، مکتبہ العلوم و الحکم، المدینۃ المنورہ، ۱۹۹۳ء
☆ الغزالی، محمد، فقہ السیرۃ، دارالکتب الحدیثۃ، قاہرہ، ۱۹۷۶ء
☆ الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، تنویرالمقیاس من تفسیر ابن عباس، المکتبہ الفاروقیہ، ملتان، پاکستان، س۔ ن
☆ القرطبی، ابی عبداللہ، محمد بن احمد، الجامع الأحکام القرآن، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۶۶ء
☆ القسطلانی، شہاب الدین احمد بن علی، المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ فی السیرۃ النبویۃ، مصر، ۱۳۲۶ھ
☆ قطب شہید، سید، فی ظلال القرآن، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۰ھ
☆ الکلبی، محمد بن احمد بن جزی، کتاب التسہیل لعلوم التنزیل، دار الکتاب العربیہ، بیروت، لبنان، س۔ ن
☆ مالک بن انس، امام، المؤطا، نعمانی کتب خانہ، لاھور، ۲۰۰۶ء
☆ محمد الصلابی، علی محمد الدکتور، السیرۃ النبویۃ، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، ۲۰۰۴ء
☆ محمد بن یوسف، الدمشقی الشامی، سبل الھدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد، تحقیق: الشیخ عادل احمد، الشیخ علی محمد معوض، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۳ء
☆ مسلم بن الحجاج القشیری، الصحیح المسلم، قدیمی کتب خانہ، کراتشی
☆ الملطاوی، حسن کامل، رسول اللہ فی القرآن الکریم، دارالمعارف، القاھرہ،
☆ موسوعۃ الحدیث الشریف، الکتب الستۃ، دارالسلام، الریاض، ۱۴۲۹ھ
☆ النسائی، احمد بن علی، سنن النسائی، قدیمی کتب خانہ، کراچی
☆ النسفی، عبداللہ بن احمد، تفسیر النسفی، دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان، س۔ ن
☆ الواحدی، ابوالحسن علی بن احمد، النیسابوری، اسباب النزول، دارالکتب العلمیہ، برویت، ۱۹۸۲ء
☆ الواقدی، محمد بن عمر، المغازی، موسسہ الاعلمی، بیروت

Marfat.com

☆ وهبة ، الدكتور، التفسير المنير فى العقيدة والشريعة والمنهج، دار الفكر المعاصر، بيروت، ١٩٩١ء

☆ هراوى محمد حسين ، ڈاكٹر، المجلس الاعلى للشهون الاسلاميه، ١٩٦٥ء

☆ هيكل، محمد حسين، حياة محمد ﷺ، دار الكتب المصريه، قاهره، ١٩٦٧ء

اردو کتب

☆ آزاد، ابوالکلام مولانا، ترجمان القرآن، اسلامی اکادمی، لاہور، س۔ن

☆ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، مولانا محمد صاحب جونا گڑھ (مترجم)، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۱۹۹۴ء

☆ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۱۸۸۰ء

☆ ازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۴۰۳ھ

☆ ازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۴۱۸ھ

☆ اسرار احمد، ڈاکٹر، نبی اکرمؐ کا مقصد بعثت اور انقلاب نبوی کا اساسی منہاج، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۱۹۸۹ء

☆ اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، دارالاشاعت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۶۷ء

☆ اصلاحی، امین احسن، دعوت دین اور اس کا طریق کار، فاران فاونڈیشن، لاہور، ۲۰۰۳ء

☆ امرتسری، مولانا ثناء اللہ، تفسیر ثنائی، میر محمد کتب خانہ، کراچی، س۔ن

☆ انصاری، سعید احمد، سیر الصحابہؓ، مطبع معارف اعظم گڑھ، ۱۳۴۳ھ

☆ البوطی، محمد سعید رمضان، ڈاکٹر، دروس سیرت، ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی (مترجم)، نشریات، لاہور، ۲۰۰۷ء

☆ تقی امنی، مولانا، عروج و زوال کا الٰہی نظام، مکی دار الکتب، لاہور، ۱۹۹۷ء

☆ ثروت صولت، ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۷۰ء

☆ حمید اللہ، ڈاکٹر، پیغمبر اسلام ﷺ (Le Prophet de L Islam)، پروفیسر خالد پرویز (مترجم) بیکن بکس، لاہور، ۲۰۰۵ء

☆ حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۳ء

☆ خالد علوی، ڈاکٹر، انسان کامل، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور

☆ خالد علوی، ڈاکٹر، پیغمبرانہ منہاج دعوت، احباب پبلشرز لاہور، ۱۹۹۹ء

☆ خالد مسعود، حیات رسول امی ﷺ، دارالتذکیر، لاہور، ۲۰۰۳ء

Marfat.com

☆ خورشید احمد، پروفیسر، مسلم دنیا کی بے اطمینانی، منشورات، منصورہ، لاہور، ۲۰۰۲ء
☆ دریابادی، عبدالماجد مولانا، تفسیر ماجدی، تاج کمپنی، لاہور، س۔ن
☆ سعید احمد، اکبرآبادی مولانا، مسلمانوں کا عروج وزوال، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۸۳ء
☆ سیوہاروی، حفظ الرحمٰن، قصص القرآن، مشتاق بک کارنر لاہور، س۔ن
☆ شاہ عبدالقادر، تفسیر موضح القرآن، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۹۴ء
☆ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، الفیصل، لاہور، ۱۹۹۱ء
☆ صدیقی، محمد مظہرالدین، اسلام اور مذاہب عالم (تقابلی مطالعہ) ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۹۴ء
☆ صفی الرحمٰن مبارک پوری، الرحیق المختوم، المکتبہ السّلفیہ، لاہور، س۔ن
☆ طاہرالقادری، ڈاکٹر، سیرۃ الرسول ﷺ، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۷ء
☆ عثمانی، شبیر احمد مولانا، تفسیر عثمانی، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلکس، سعودی عرب، ۱۹۸۹ء
☆ غلام رسول سیدی، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۷ء
☆ فاروقی، برہان احمد ڈاکٹر، قرآن اور مسلمانوں کے زندہ مسائل، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۸۹ء
☆ قاری، محمد طیب مولانا، تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام، ادارہ اسلامیات، لاہور، س۔ن
☆ قاسم محمود، سید، اسلامی دنیا، الفیصل لاہور، ۲۰۰۱ء
☆ قاضی محمد سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعٰلمین، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، س۔ن
☆ کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، سیرۃ المصطفیٰ، دعوہ اکیڈمی، اسلام آباد، ۱۹۸۳ء
☆ گیلانی، اسعد سید، رسول اکرم کی حکمت انقلاب، ایچ فاروق ایسوسی ایٹس لاہور، ۱۹۸۱ء
☆ ماجد علی خان، ڈاکٹر، سیرت خاتم النبیین ﷺ، گنج بخش پرنٹرز، لاہور، ۱۹۹۶ء
☆ محمد اجمل خان، رسول عربی، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، ۱۹۹۵ء
☆ محمد اقبال، علامہ حکیم الامت، ضرب کلیم، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۰ء
☆ محمد حبیب اللہ چشتی، پروفیسر، قرآن یہود اور ہم، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۶ء
☆ محمد رفیع، میجر، مکہ کی سرد جنگ، بک ہوم، لاہور، ۲۰۰۸ء
☆ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارہ المعارف، کراچی، ۱۹۸۸ء
☆ محمد علی چراغ، پروپیگنڈا، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء
☆ محمد طفیل، نقوش، رسول نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور ۱۹۹۵ء
☆ محمود احمد ظفر، حکیم، سیرت خاتم النبیین ﷺ، تخلیقات، لاہور، ۲۰۰۱ء
☆ محمود احمد، غازی، خطبات بہاول پور، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور، ۱۹۹۷ء
☆ مودودی، ابوالاعلیٰ سید، تفہیم القرآن، لاہور، ۱۹۸۶ء

Marfat.com

☆ ندوی، ابوالحسن علی سید، نبی رحمت ﷺ، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۸۷ء
☆ ندیم یاسر، مولانا، گلوبلائزیشن اور اسلام، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۴ء
☆ ندوی، معین الدین، تاریخ اسلام، ادارہ اسلامیات، لاہور، س۔ن
☆ نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر، پیغمبر اعظم و آخر، فیروز سنز، لاہور، س۔
☆ نعیم احمد، ڈاکٹر، ایام حبیب ﷺ، دی نائن ایڈورٹائزنگ، لاہور، ۲۰۰۴ء
☆ نعیم صدیقی، محسن انسانیت، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۷ء

English Books

☆ A Guillaume, The Life of Muhammad, Oxford University press, Karachi, 1982.

☆ Bruki, A.K, Islam in the Modern World, Islamic Books Foundation Lahore, 1999.

☆ Hamidullah, Muhammad, Dr. Muhammad Rasulullah (Sallallahu Alih wa sallam) Idara-e-Islamiat, Lahore,

☆ Karen, Armstrong,Muhammad Prophet for Our Time, Harper Press, London, 2006.

☆ Karen Armstrong, Islam: A short History , Orion ruse, London, 2001

☆ Karen Armstrong, Muhammad : A Biography of the prophet, Harper Collins publishers, New York, 1993.

☆ Watt, W. Montgomery, Muhammad At Mecca, Oxford University Press, Karachi, 1979.

Encyclopedias

☆ New Age Encyclopedia, Lexicon Publications, INC. 1963

☆ The Encyclopedia of Islam, New York, 1993.

☆ The Encyclopedia Americana, U.S.A., 1829.

☆ The New Encyclopedia Britannica, U.S.A., 2005

☆ The Encyclopedia Britanica London, 1950.

☆......☆......☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وزارتِ مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی

حکومت پاکستان اسلام آباد

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

سندِ امتیاز

تصدیق کی جاتی ہے کہ محترم/محترمہ .... ڈاکٹر محمد رفیق .... کی کتاب/مقالہ

بعنوان .... ”مکی دور میں مخالفین اسلام کا طرز عمل اور نبویؐ کی حکمت عملی“

مقابلہ .... کتب سیرت ”اردو“ .... برائے سال .... ۲۰۱۴ء .... میں .... اوّل

انعام کے اعزاز کی/کا مستحق قرار پائی/پایا اور مؤلف/مؤلفہ/موصوف/موصوفہ

کو حکومتِ پاکستان کی طرف سے مبلغ .... ۷۵،۰۰۰ روپے بطور انعام دیئے گئے

نمبر ....

تاریخ .... ۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
14 جنوری 2014

سیکرٹری وزارت مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی
SIKANDAR ISMAIL KHAN
Additional Secretary (Incharge)
Ministry of Religious Affairs
and Interfaith Harmony
Government of Pakistan
Islamabad

وفاقی وزیر مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی
SARDAR MUHAMMAD YOUSAF
Federal Minister for Religious Affairs &
Inter-faith Harmony
Government of Pakistan
Islamabad

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

صوبائی سیرت کانفرنس

ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ / جنوری ۲۰۱۴ء

سندِ امتیاز

نہایت مسرت سے تصدیق کی جاتی ہے کہ محترم / ڈاکٹر محمد رفیق کی تالیف کردہ کتاب بعنوان مکّی دور میں مخالفین کا طرزِ عمل اور نبوی حکمت عملی بزبان اُردو صوبائی مقابلہ کتب سیرت طیبہ / برائے سال ۱۴۳۵ھ / ۲۰۱۴ء میں اوّل انعام کی مستحق قرار پائی۔

مؤلف / مؤلفہ کو محکمہ اوقاف و مذہبی اُمور حکومتِ پنجاب کی طرف سے مبلغ 20,000/- روپے بطور انعام دیے گئے۔

نمبر: ڈی آر اے۔ 1(4) لائبریری تاریخ 13-01-2014

سیکرٹری / چیف ایڈمنسٹریٹر
محکمہ اوقاف و مذہبی اُمور پنجاب

ڈائریکٹر جنرل مذہبی اُمور
اوقاف پنجاب

Marfat.com